سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں شائع ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

رنگین شمارہ | Monthly Magazine | Faizan-e-Madina

ماہنامہ فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

مارچ 2026ء / شوال المکرم 1447ھ

دل نہ لگاؤ	8
رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اندازِ تبسم	12
اسلام میں نابینا افراد کی تکریم اور مقام	24
سوشل میڈیا انفلوئنسرز اور ان کی ذمہ داریاں	27
عیدیں، اللہ کا تحفہ	52
بیٹیوں کو مسائل کا حل تلاش کرنا سکھائیں	60

کیسی ہی بیماری ہو شفا ملے

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْبَاسِطُ

سو بار اوّل آخر تین بار دُرود شریف پڑھ کر مریض اپنی دَوا اور پانی کی بوتل پر دَم کر لے اور ضرورت کے مطابق استعمال کرے، کیسی ہی بیماری ہو اللہ کریم کے فضل سے شفا ملے گی۔

نوٹ: ضرورتاً پانی میں دوسرا پانی ملاتے رہئے۔ مریض نہ پڑھ سکے تو کوئی اور بھی پڑھ کر دوا اور پانی پر دم کر کے دے سکتا ہے۔

امیرِ اہلِ سنّت مولانا الیاس عطار قادری
4 رمضانِ کریم 1446ھ 5-3-25

جس مرض کا علاج نہ ملتا ہو

یَا لَطِیْفُ 11 سو بار

اوّل آخر 11 مرتبہ دُرُودِ ابراہیم پڑھ کر پانی پر دَم کر کے مریض پانی پی لے جیسی ہی گمبھیر (خطرناک) بیماری ہو اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الکریم شفا ملے۔

دوسرا بھی پڑھ کر پلا سکتا ہے۔ (مدّت: شفا ملنے تک)

امیرِ اہلِ سنّت مولانا الیاس عطار قادری
10 رمضانِ کریم 1446ھ 11-3-25

کمر درد کا وظیفہ

یَا اَللّٰہُ یَا حَکِیْمُ
21 مرتبہ

کمر پر ہاتھ رکھ کر پڑھیں، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الکریم درد میں جلد آرام آجائے گا۔

(شِفا ملنے تک روزانہ پڑھنا ہے)

(مدنی مذاکرہ، 27 جون 2025ء)

نوٹ: وِرد کے اوّل آخر تین تین بار دُرُود شریف پڑھنا ہے۔

شوہر تنگ کرتا ہو تو

یَا لَطِیْفُ یَا وَدُوْدُ

بیوی کھانا پکاتے، دودھ ابالتے، چائے بناتے، آٹا گوندھتے ہوئے الغرض کھانے پینے کی چیزیں تیار کرتے ہوئے پڑھتی رہے۔ موقع ملے تو دم بھی کرتی رہے، دم نہ بھی کر سکے تو حرج نہیں۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الکریم شوہر محبّت کرنے لگے گا، گھر کے جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔

مدّت: تا حصولِ مقصد

تاکید: شوہر کو ہر گز نہ بتائے ورنہ ناراضی بڑھ سکتی ہے۔

امیرِ اہلِ سنّت مولانا الیاس عطار قادری
(مدنی مذاکرہ 30 جون 2025ء)

پیشکش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں جاری ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ رنگین شمارہ

فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

مارچ 2026ء/شوال المکرم 1447ھ

جلد: 10 شمارہ: 03

مہ نامہ فیضانِ مدینہ دُھوم مچائے گھر گھر
یا ربّ جاکر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ)

بفیضانِ نظر: سراجُ الْاُمّہ، کاشفُ الغُمّہ، امامِ اعظم، حضرت سیّدُنا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم: اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین وملّت، شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت علامہ محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

ہیڈ آف ڈیپارٹ	مولانا مہروز علی عطاری مدنی
چیف ایڈیٹر	مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی
ایڈیٹر	مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی
شرعی مفتش	مفتی محمد انس رضا قادری
گرافکس ڈیزائنر	شاہد علی حسن عطاری

آراء و تجاویز کے لیے

+9221111252692 Ext:2660
WhatsApp: +923103330935
Email: mahnama@dawateislami.net
Web: www.dawateislami.net

← قیمت رنگین شمارہ: 220 روپے سادہ شمارہ: 110 روپے

← ہر ماہ گھر پر حاصل کرنے کے سالانہ اخراجات رنگین شمارہ: 3700 روپے سادہ شمارہ: 2300 روپے

ایک ہی بلڈنگ، گلی یا ایڈریس کے 10 سے زائد شمارے بک کروانے والوں کو ہر بکنگ پر 500 روپے کا خصوصی ڈسکاؤنٹ
رنگین شمارہ: 3200 روپے سادہ شمارہ: 1800 سو روپے

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لیے: Call/Sms/Whatsapp: +923131139278
Email:mahnama@maktabatulmadinah.com
ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلّہ سوداگران کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

قراٰن و حدیث	1	نزولِ قراٰن کے مقاصد اور حکمتیں (تیسری اور آخری قسط)	مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی	4
	2	دل نہ لگاؤ	مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی	8
فیضانِ سیرت	3	رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اندازِ تبسم (قسط:01)	مولانا محمد ناصر جمال عطاری مدنی	12
مدنی مذاکرے کے سوال جواب	4	عید الفطر کا نام میٹھی عید کیوں ہے؟ مع دیگر سوالات	امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری	14
دار الافتاء اہلِ سنّت	5	بے عملی کے باوجود دوسروں کو نیکی کی دعوت دینے کا حکم مع دیگر سوالات	مفتی محمد قاسم عطاری	16
مختلف مضامین	6	اسلام میں پرائیویسی کا تصور	نگرانِ شوریٰ مولانا محمد عمران عطاری	18
	7	مصیبت کے ایام	مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی	22
	8	اسلام میں نابینا افراد کی تکریم اور مقام	مولانا عمر فیاض عطاری مدنی	24
	9	سوشل میڈیا انفلوئنسرز اور ان کی ذمہ داریاں	مولانا راشد نور عطاری مدنی	27
	10	روزے جیسا ثواب دلانے والی نیکیاں	مولانا شہزاد یونس عطاری مدنی	29
تاجروں کے لیے	11	احکامِ تجارت	مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی	31
بزرگانِ دین کی سیرت	12	حضرت سیدنا یوسف علیہ السّلام کا حسن اور برکات (قسط:06)	مولانا ابو عبید عطاری مدنی	33
	13	حضرت عمیر بن وہب جمحی رضی اللہ عنہ	مولانا عدنان احمد عطاری مدنی	35
	14	اپنے بزرگوں کو یاد رکھیے	مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی	37
متفرق	15	جنگ بدر کا پس منظر (دوسری اور آخری قسط)	مولانا بلال حسین عطاری مدنی	39
	16	خصوصی شمارہ ”خواتین کے لیے اسوۂ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم“ کی اشاعت	مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی	41
	17	خلیفہ امیرِ اہلِ سنت کا سفر انڈونیشیا (قسط:01)	مولانا حاجی غلام یاسین عطاری مدنی یمنی	43
قارئین کے صفحات	18	آپ کے تأثرات		46
	19	نئے لکھاری	عبد الرحمٰن عطاری/ حاجی ریان عطاری/ محمد اسماعیل	47
بچّوں کا ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“	20	عیدیں، اللہ کا تحفہ	مولانا محمد جاوید عطاری مدنی	52
	21	آگ کا شعلہ	مولانا سید عمران اختر عطاری مدنی	53
	22	احد پہاڑ کے پاس	مولانا حیدر علی مدنی	55
	23	بچّوں کو دوسروں کا احساس کرنا سکھائیے	مولانا حافظ حفیظ الرّحمٰن عطاری مدنی	58
اسلامی بہنوں کا ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“	24	بیٹیوں کو مسائل کا حل تلاش کرنا سکھائیں	اُمِّ میلاد عطاریہ	60
	25	اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل	مفتی محمد قاسم عطاری	62
اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہے!	26	دعوتِ اسلامی کی مدنی خبریں	مولانا حسین علاؤ الدین عطاری مدنی	63

Go To Index

(تیسری اور آخری قسط)

نزولِ قراٰن کے مقاصد اور حکمتیں

مولانا ابو النور راشد علی عطّاری مَدَنی*

انسانوں کے درمیان فیصلے اور احکام

نزولِ قراٰن کا ایک مقصد قراٰنِ کریم میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ یہ کتاب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے اور انہیں واضح احکام دینے کے لیے نازل کی گئی۔ سورۃُ النسآء میں فرمایا:

﴿اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُؕ-وَ لَا تَكُنْ لِّلْخَآىٕنِیْنَ خَصِیْمًا(۱۰۵)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: اے محبوب بے شک ہم نے تمہاری طرف سچّی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دکھائے اور دغا والوں کی طرف سے نہ جھگڑو۔ (1)

سورۃُ المآئدۃ میں فرمایا:

﴿وَ اَنِ احْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِـعْ اَهْوَآءَهُمْ وَ احْذَرْهُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكَؕ﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: اور یہ کہ اے مسلمان اللہ کے اُتارے پر حکم کر اور ان کی خواہشوں پر نہ چل اور ان سے بچتا رہ کہ کہیں تجھے لغزش نہ دے دیں کسی حکم میں جو تیری طرف اُترا۔ (2)

یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ قراٰن ایک مکمل قانون اور ضابطہ بھی ہے۔ یہ انسانوں کے باہمی معاملات، حُقوق و فرائض، خاندانی مسائل، معاشی لین دین، سیاسی اُمور، قانونی معاملات اور ہر قسم کے اختلافات میں واضح فیصلے فراہم کرتا ہے۔ معاشرے میں جب قراٰنی احکام کے مطابق فیصلے کیے جاتے ہیں تو عدل قائم ہوتا ہے، ظلم ختم ہوتا ہے اور معاشرتی اَمن و استحکام میسر آتا ہے۔ لیکن جب انسانوں کے مَن گھڑت قوانین کو ترجیح دی جاتی ہے تو معاشرے میں بے انصافی، استحصال اور فساد پھیلتا ہے۔

اللہ کی عبادت کی طرف دعوت

نزولِ قراٰن کا ایک اہم مقصد قراٰنِ کریم میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ یہ کتاب لوگوں کو اللہ کی عبادت کی طرف بلانے اور شرک سے نکالنے کے لیے نازل کی گئی، چنانچہ فرمایا:

﴿اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَؕ(۲)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: بے شک ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ اتاری تو اللہ کو پوجو نرے اس کے بندے ہو کر۔ (3)

اسی طرح سورۃُ الانعام میں بھی فرمایا:

﴿وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَۙ(۱۵۵)﴾

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایم فِل علومِ اسلامیہ
ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

Go To Index

ترجَمۂ کنزُالایمان: اور یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری تو اس کی پیروی کرو اور پرہیزگاری کرو کہ تم پر رحم ہو۔[4]

نیکی اور تقویٰ کی تعلیم

نُزولِ قراٰن کا ایک مقصد قراٰنِ کریم میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ یہ کتاب لوگوں کو نیکی اور تقویٰ سکھانے کے لیے نازل کی گئی۔ سورۃُ الجمعۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۗ-وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍۙ(۲)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضَرور کھلی گمراہی میں تھے۔[5]

سورۃُ اٰلِ عمرٰن میں فرمایا:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۚ﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔[6]

سورۃُ البقرۃ میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دُعا میں یہ مضمون آیا:

﴿رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ یُزَكِّیْهِمْؕ﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے۔[7]

یہ آیات بتاتی ہیں کہ قراٰن کا نُزول محض معلومات فراہم کرنے کے لیے نہیں بلکہ انسانوں کے اَخلاق اور کِردار کو سنوارنے کے لیے ہے۔ تزکیہ کا مطلب ہے انسان کو بُرائیوں سے پاک کرنا اور نیکیوں سے آراستہ کرنا۔ قراٰن جھوٹ، چوری، دھوکا، ظلم، بدگمانی، حسد، بغض، تکبّر جیسی تمام اخلاقی بُرائیوں سے روکتا ہے اور سچّائی، امانت، انصاف، حسنِ ظن، خیر خواہی، محبّت، تواضع جیسی نیکیوں کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ تزکیہ صرف ظاہری نہیں بلکہ باطنی بھی ہے یعنی دل اور روح کی پاکیزگی۔ معاشرے میں جب لوگ قراٰن کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں تو ان میں بلند اخلاق پیدا ہوتے ہیں، باہمی محبّت اور اعتماد بڑھتا ہے اور معاشرہ اَمن و سُکون کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ صَالِحَ الْاَخْلَاقِ میں حسنِ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔[8]

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی صداقت کی دلیل

نُزولِ قراٰن کا ایک مقصد قراٰنِ کریم میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ یہ کتاب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نبوّت اور صداقت کی واضح دلیل ہے۔ سورۃُ العنکبوت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖؕ-قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِؕ-وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ(۵۰) اَوَ لَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰى عَلَیْهِمْؕ﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: اور بولے کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے تم فرماؤ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں اور کیا یہ اُنہیں بس نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اُتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔[9]

گُناہوں سے نکالنے کا ذریعہ

نُزولِ قراٰن کا ایک مقصد قراٰنِ کریم میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ یہ کتاب لوگوں کو گُناہوں اور تاریکیوں سے نکال کر نُور اور نیکیوں کی طرف لانے کے لیے نازل کی گئی۔

سورۃ ابراھیم میں فرمایا:

﴿الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو اندھیریوں سے اُجالے میں لاؤ۔ (10)

سورۃُ الحدید میں بھی فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: وہی ہے کہ اپنے بندہ پر روشن آیتیں اُتارتا ہے کہ تمہیں اندھیریوں سے اُجالے کی طرف لے جائے۔ (11)

یہ آیات بتاتی ہیں کہ قراٰن انسان کو گُناہ اور ضَلالت کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان اور طاعت کے نُور کی طرف لے جاتا ہے۔ جب انسان قراٰن کی تلاوت کرتا ہے، اس کے احکام پر عمل کرتا ہے اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزارتا ہے تو اس کے گُناہ معاف ہوتے ہیں، اس کا دل پاک ہوتا ہے اور وہ اللہ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے۔ قراٰن میں توبہ کی ترغیب، گناہوں کی معافی کی بشارت اور نیک اعمال کے اَجر کا تذکرہ بار بار آتا ہے تاکہ انسان مایوس نہ ہو اور اللہ کی طرف رُجوع کرے۔ معاشرے میں جب لوگ قراٰن سے دُور ہوجاتے ہیں تو وہ گناہوں میں ڈوبتے چلے جاتے ہیں اور پھر مایوسی اور نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہوجاتے ہیں، لیکن قراٰن کی طرف لوٹنے سے انہیں نئی زندگی ملتی ہے۔

اللہ کی رَحمت اور بَرکت

نُزولِ قراٰن کا ایک مقصد قراٰنِ کریم میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ یہ کتاب تمام جہانوں کے لیے رَحمت اور بَرکت ہے۔

سورۃ یونس میں فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ۬ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ(۵۷)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رَحمت ایمان والوں کے لیے۔ (12)

سورۃُ بنیٓ اسرآءیل میں فرمایا:

﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَ لَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا(۸۲)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔ (13)

یہ آیات بتاتی ہیں کہ قراٰن اللہ کی رَحمت کا مظہر ہے۔ یہ انسانوں کے لیے دنیا اور آخرت میں بھلائی کا ذریعہ ہے۔ جو لوگ قراٰن کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں ان پر اللہ کی رَحمتیں نازِل ہوتی ہیں، ان کی زندگیوں میں بَرکت آتی ہے، ان کے مسائل حل ہوتے ہیں اور ان کے دل اطمینان پاتے ہیں۔ قراٰن کی تلاوت سے گھروں میں برکت آتی ہے، بیماریوں سے شفا ملتی ہے، اور شیطانی وساوس دُور ہوتے ہیں۔ معاشرے میں جب قراٰن کی تعظیم ہوتی ہے، اس کی تلاوت اور تعلیم کا اہتمام ہوتا ہے تو پورے معاشرے پر اللہ کی رحمتیں برستی ہیں۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوکر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں اس کا درس کرتے ہیں تو ان پر سکینہ نازِل ہوتی ہے، رَحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ اپنے پاس والوں میں ان کا تذکرہ کرتا ہے۔ (14)

تذکیر اور عبرت و سبق

نُزولِ قراٰن کا ایک مقصد قراٰنِ کریم میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ یہ کتاب انسانوں کو یاد دلانے اور ان کی نصیحت کرنے کے لیے نازل کی گئی اور یہ کتاب گزشتہ قوموں کے واقعات بیان کرکے عبرت اور سبق فراہم کرتی ہے۔ سورۂ صٓ میں بھی فرمایا:

Go To Index

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْۤا اٰیٰتِهٖ وَ لِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ(۲۹)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری برکت والی تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقل مند نصیحت مانیں۔(15)

قراٰن کا یہ پہلو بہت اَہم ہے کہ یہ انسان کو اس کی اصل حقیقت، اس کے خالق، اس کی ذمّہ داریوں اور آخِرت کی جوابدہی کی یاد دلاتا رہتا ہے۔ انسان دنیا کی مصروفیات میں اکثر ان بنیادی سوالات کہ میں کہاں سے آیا، مجھے یہاں کیوں بھیجا گیا اور میرا انجام کیا ہوگا؟ کے نتائج سے لاتعلّق ہو جاتا ہے۔ قراٰن بار بار ان حقائق کی طرف متوجّہ کرتا ہے۔ یہ تذکیر صرف معلومات کی نہیں بلکہ عملی زندگی میں اللہ کی یاد کو تازہ رکھنے کی ہے۔ معاشرے میں جب لوگ اپنے مقصدِ زندگی کو بھول جاتے ہیں اور مادیّت میں کھو جاتے ہیں تو قراٰن کی یہ تذکیر انہیں روحانی بیداری کی طرف بلاتی ہے۔

سورۂ یوسف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِؕ مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰى وَ لٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ تَفْصِیْلَ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ(۱۱۱)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: بے شک ان کی خبروں سے عقل مندوں کی آنکھیں کُھلتی ہیں یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصّل بیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت۔(16)

سورۂ ھود میں فرمایا:

﴿وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَۚ﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں۔(17)

قراٰنِ کریم میں حضرت نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور دیگر اَنبیا علیہم السّلام کے واقعات، قومِ عاد، ثمود، فرعون اور دیگر ظالم قوموں کے انجام اور مختلف تاریخی واقعات کا تذکرہ اس لیے کیا گیا ہے تاکہ ہم عبرت حاصل کریں۔ یہ واقعات بتاتے ہیں کہ جن قوموں نے اللہ کے رسولوں کو جھٹلایا، ظلم و فساد پھیلایا اور اصلاح سے انکار کیا ان کا انجام تباہی تھا، اور جنہوں نے ایمان کو قبول کیا، نیک عمل کیے اور صبر سے کام لیا انہیں اللہ نے کامیابی عطا فرمائی۔ یہ تاریخی سبق ہر دَور کے لیے یکساں اہمیّت رکھتے ہیں۔ معاشرے میں جب لوگ تاریخ سے سبق نہیں سیکھتے تو وہ وہی غلطیاں دہراتے ہیں جو پہلے لوگ کر چکے ہیں، لیکن قراٰن کی تعلیمات پر عمل کر کے ہم ان غلطیوں سے بچ سکتے ہیں۔

قراٰنِ کریم کے نُزول کے یہ مقاصد اور حکمتیں بتاتی ہیں کہ یہ کتاب زندگی کے ہر شعبے کے لیے جامع رَاہنمائی ہے۔ اس میں عقائد سے لیکر اخلاقیات تک، عبادات سے لیکر معاملات تک، انفرادی زندگی سے لیکر اجتماعی نِظام تک اور دنیا سے لیکر آخرت تک ہر پہلو کو مُحیط کیا گیا ہے۔

ہمارا فریضہ ہے کہ ہم قراٰن کی ان عظیم حکمتوں اور مقاصد کو سمجھیں، اس کی تلاوت کو اپنا معمول بنائیں، اس کے معانی پر غور کریں، اس کے احکام پر عمل کریں، اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کو اس کی تعلیمات کے مطابق ڈھالیں۔ جب ہم ایسا کریں گے تو دنیا میں بھی کامیابی اور سکون حاصل ہوگا اور آخِرت میں بھی اَبدی نَجات نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قراٰن کو سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی روشنی میں زندگی گُزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) پ5، النسآء:105 (2) پ6، المآئدۃ:49 (3) پ23، الزمر:2 (4) پ8، الانعام:155 (5) پ28، الجمعۃ:2 (6) پ4، اٰل عمرٰن:164 (7) پ1، البقرۃ:129 (8) مسند احمد، 3/323، حدیث:8961 (9) پ21، العنکبوت:50، 51 (10) پ13، ابراھیم:1 (11) پ27، الحدید:9 (12) پ11، یونس:57 (13) پ15، بنیٓ اسرآءیل:82 (14) مسلم، ص1110، حدیث:6853 (15) پ23، صٓ:29 (16) پ13، یوسف:111 (17) پ12، ھود:120۔

Go To Index

لو مدینے کا پھول لایا ہوں
میں حدیثِ رسول لایا ہوں

دل نہ لگاؤ

مولانا ابو رجب محمد آصف عطّاری مدنی*

عَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهُ اَحَبَّنِيَ اللهُ وَاَحَبَّنِي النَّاسُ، فَقَالَ: اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللهُ، وَازْهَدْ فِيْمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ.

ترجمہ: حضرت ابو العباس سَہل بن سعد رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم میری ایسے عمل پر رہنمائی کریں کہ جب میں وہ کروں تو اللہ کریم مجھ سے محبت فرمائے اور لوگ بھی محبت کریں۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ تو اللہ تم سے محبت کرے گا اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے بے نیاز ہو جاؤ تو لوگ تم سے محبت کریں گے۔(1)

اس حدیثِ پاک میں بنیادی طور پر دو چیزوں کا بیان ہے: 1 حاضر ہونے والے شخص کا سُوال کہ ایک ہی عمل کے نتیجے میں خالق و مخلوق دونوں مجھ سے محبت کریں 2 نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا اس مقصد کو پانے کے لیے زہد کا عمل ارشاد فرمانا کہ یہ وہ عمل ہے جس سے تمہارا مقصد حاصل ہو جائے گا کہ اللہ اور لوگ دونوں تم سے محبت کریں گے۔

شرحِ حدیث

اس حدیث پاک کے مختلف پہلوؤں پر بات کی جاسکتی ہے: مثلاً ❁ محبّتِ خَلق کا مطالبہ کرنا کیسا؟ ❁ زہد کی اہمیّت اور فضیلت ❁ زہد کی تعریف ❁ زہد کے دعویٰ کے سچّے یا جھوٹے ہونے کا کیسے پتا چلے گا؟ ❁ اللہ ارحمُ الرّاحمین کا اپنے بندے سے محبّت کا مطلب ❁ زہد اختیار کرنے والے سے اللہ ربّ العالمین کیوں محبّت کرتا ہے؟ ❁ اللہ پاک کے نزدیک دنیا کی کیا حیثیت ہے؟ ❁ کون سی دنیا مذموم ہے؟ ❁ زاہد سے لوگ کیوں محبّت کرتے ہیں؟ ❁ لوگوں کے مال میں رغبت رکھنے کے نقصانات اور دیگر۔ جلیلُ القدر شارحینِ کرام نے اس حوالے سے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ اور نچوڑ ملاحظہ کیجیے؛

لوگوں کی محبّت پانے کی خواہش

آنے والے کے سُوال میں یہ بھی تھا کہ لوگ بھی مجھ سے محبّت کریں۔ اگر یہ خواہش ممنوع ہوتی تو نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم آنے والے کی اصلاح فرما دیتے۔ لہٰذا نیّت اچھی ہو تو اس خواہش میں کوئی حرج نہیں کیونکہ محبّتِ خلق محبّتِ خالق کی علامت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے دعا کی تھی: ﴿وَ اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ(۸۴)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور

*استاذ المدرّسین، مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی

Go To Index

میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں۔[2]

خزائن العرفان میں ہے: یعنی ان اُمّتوں میں جو میرے بعد آئیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ عطا فرمایا کہ تمام اہلِ ادیان ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی ثنا کرتے ہیں۔

زُہد کی اہمیّت و فضیلت

بندے کے لیے سب سے بلند اور عظیم مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے خالق ومالک کا محبوب بن جائے۔ اللہ کریم کی محبت ہر مطلوب کی انتہا اور ہر چاہت کی منزل ہے۔ امام احمد نے کتاب الزہد میں اور امام بیہقی نے حضرت طاؤس سے مرسلاً روایت کیا: اَلزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا يُرِيحُ الْقَلْبَ وَالْبَدَنَ، وَالرَّغْبَةُ فِي الدُّنْيَا تُطِيلُ الْهَمَّ وَالْحَزَنَ یعنی دنیا سے بے رغبتی (زہد) دل اور بدن کو راحت دیتی ہے، اور دنیا کی رغبت غم اور پریشانی کو بڑھا دیتی ہے۔[3]

امام شرفُ الدّین طیبی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: زُہد سے اللہ پاک کی محبّت حاصل ہونا اس بات پر دلیل ہے کہ زُہد بہت اعلیٰ اور افضل عمل ہے کیونکہ اسے اللہ کریم کی محبّت کا سبب بنایا گیا ہے اور دنیا کی محبّت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔[4]

مِرا دل پاک ہو سرکار! دنیا کی محبت سے
مجھے ہو جائے نفرت کاش! آقا مال و دولت سے[5]

زُہد کسے کہتے ہیں؟

لغوی معنیٰ: اَلْاِعْرَاضُ عَنِ الشَّيْءِ اِحْتِقَارًا کسی چیز کو حقیر سمجھ کر اس سے منہ موڑ لینا۔

شرعی معنیٰ: اَلْاِقْتِصَارُ عَلٰى قَدْرِ الضَّرُوْرَةِ مِمَّا يَتَيَقَّنُ حِلَّهٗ حلال ہونے کا پورا یقین رکھتے ہوئے صرف بقدرِ ضرورت پر اکتفا کرنا۔[6]

ایک حدیثِ مبارک میں ہے جسے ترمذی اور ابنِ ماجہ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہُ عنہ سے روایت کیا، نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: زہد حلال کو حرام کرنے اور مال ضائع کرنے کا نام نہیں، بلکہ دنیا سے بے رغبتی یہ ہے کہ تمہیں اپنے ہاتھ کی چیز سے اللہ کے پاس چیز پر زیادہ بھروسا ہو، اور مصیبت پر ملنے والے ثواب کی رغبت اس چیز سے زیادہ ہو کہ وہ نعمت تمہارے پاس باقی رہتی۔[7]

دنیا پر قدرت رکھنے کے باوُجود زہد اپنانا

حضرت علّامہ ملّا علی القاری رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: زُہد اس کا نام ہے کہ انسان دنیا پر قدرت رکھنے کے باوُجود آخرت کی خاطر دنیا سے دل ہٹا لے، چاہے جہنّم کے خوف سے ہو، یا جنّت کی رغبت سے، یا حق تعالیٰ کے سوا توجہ ہر چیز سے ہٹانے کے سبب۔ اور یہ کیفیت اس وقت تک پیدا نہیں ہوتی جب تک سینہ نورِ یقین سے کھل نہ جائے۔ اور اس شخص سے زُہد کا تصور نہیں کیا جا سکتا جس کے پاس نہ مال ہو اور نہ مرتبہ۔[8]

میں نے کس چیز میں زہد اختیار کیا ہے؟

حضرت ابنِ مبارک رحمۃُ اللہِ علیہ کو کسی نے پکارا: ”اے زاہد!“ تو انہوں نے فرمایا: اصل زاہد تو عمر بن عبد العزیز رحمۃُ اللہِ علیہ ہیں، جن کے پاس دنیا خود چل کر آئی اور انہوں نے اسے چھوڑ دیا، اور میں نے کس چیز میں زُہد اختیار کیا ہے (کہ تم نے مجھے زاہد پکارا)؟

حضرت علّامہ ملّا علی القاری رحمۃُ اللہِ علیہ اس حکایت کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ کامل زُہد کی وضاحت ہے، ورنہ زُہد کی اصل حقیقت کسی چیز کی طرف میلان نہ رکھنے کا نام ہے، اور حقیقت میں یہ کیفیت اللہ کی ایک خاص کشش کے بغیر حاصل نہیں ہوتی جو سالک کو فانی چیزوں سے ہٹا دے اور باقی رہنے والی حالتوں میں مشغول کر دے۔[9]

زُہد کا دعویٰ سچّا یا جھوٹا ہونے کی دلیل

مرقاۃُ المفاتیح میں ہے: نفس زُہد کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کی سچّائی یا جھوٹ اسی وقت ظاہر ہوتا ہے جب دنیا میسّر ہو اور قدرت حاصل ہو، اور دنیا نہ ہونے کی حالت میں بات دو احتمالوں

Go To Index

کے درمیان رہتی ہے، اور اللہ بہتر جانتا ہے۔[10]

زُہد کا نتیجہ

زہد کا نتیجہ دنیا سے بقدرِ ضَرورت پر قَناعت ہے اور اس سے مراد اتنا کھانا کہ جس سے بھوک مٹ جائے اور ایسا لباس کہ جس سے سَتر چُھپ جائے اور ایسا گھر کہ جو اسے سردی و گرمی سے بچائے اور اتنا سامان کہ جس کی اسے ضَرورت ہوتی ہے۔[11]

عقل مند کون؟

زہد اختیار کرنے والے عقل مند ترین لوگ ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے اسی چیز سے محبت کی جس سے اللہ محبّت کرتا ہے، اور اسی چیز کو ناپسند کیا جسے اللہ ناپسند کرتا ہے یعنی دنیا کو جمع کرنے کو، اور انہوں نے اپنے نفس کو راحت میں رکھا۔ امام شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اگر مجھے عقل مند ترین لوگوں کے لیے وصیّت کرنی ہو تو میں زاہدوں کے حق میں کروں۔[12]

بڑا زاہد کون ہے؟

بیہقی نے حضرت ضَحّاک سے مُرسَل روایت کیا: ایک شخص بارگاہِ نبوی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں حاضر ہوا اور عرض کی: سب سے بڑا زاہد کون ہے؟ فرمایا: سب سے زیادہ زاہد وہ ہے جو قبر اور بوسیدہ ہونے کو نہ بھولے، دنیا کی بہترین زینت چھوڑ دے، باقی رہنے والی چیز کو فانی چیز پر ترجیح دے، کل کو اپنے دنوں میں شُمار نہ کرے اور خود کو مُردوں میں شُمار کرے۔[13]

نبی کے نور کا صدقہ خدایا جگمگا دینا
کرم! یارب! اندھیرا قبر کا مجھ کو ڈراتا ہے[14]

صوفیا کے نزدیک زُہد کا خلاصہ

صوفیا کے نزدیک زُہد کا مطلب ہے کوشش کے ساتھ کسی چیز کی رغبت دل سے ہٹا دینا، اور اس کے تین درجے ہیں: **پہلا:** شُبہات سے زُہد، اللہ کی ناراضی سے بچنے کے لیے۔ **دوسرا:** ضَرورت سے زائد کھانے پینے سے زُہد تاکہ مراقبے میں مشغول ہو کر وقت کا درست استِعمال کرے۔ **تیسرا:** تم اپنے زُہد کو رب کی عظمت کے سامنے کوئی اہمیّت نہ دو اور تمہارے نزدیک زُہد کا ہونا اور اس کا نہ ہونا دونوں کا برابر ہو جانا۔[15]

اللہ تم سے محبّت کرے گا

جب بندہ زہد اختِیار کرے گا تو اللہ اس سے محبّت فرمائے گا، اس لیے کہ بندے نے اس چیز سے اِعراض کیا جس سے اللہ نے اِعراض فرمایا، اور جس کی طرف اس نے پیدائشِ دنیا کے بعد کبھی نظرِ رحمت نہیں فرمائی۔ (جیسا کہ حدیث میں آیا ہے) اور یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ اگر تم دنیا سے محبّت کرو گے تو اللہ تم سے ناراض ہو جائے گا، کیونکہ اس کی محبّت دنیا کی محبّت کے نہ ہونے کے ساتھ ہے۔ نیز اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبّت کرتا ہے جو اس کی اِطاعت کرے، اور اللہ کی محبّت اور دنیا کی محبّت جمع نہیں ہو سکتیں، کیونکہ دل ربّ کا گھر ہے، اور وہ پسند نہیں کرتا کہ اپنے گھر میں کسی اور کو شریک کیا جائے۔ اور اللہ کی محبّت سے مُراد ثواب عطا کرنا ہے۔[16]

محبت میں اپنی گما یاالٰہی
نہ پاؤں میں اپنا پتا یاالٰہی
رہوں مست و بے خود میں تیری وِلا میں
پلا جام ایسا پلا یاالٰہی[17]

پھر جس دنیا کی مذمّت کی گئی ہے، اس سے مراد ضَرورت سے زائد دنیا ہے۔ رہی ضَرورت کی حد تک دنیا طلب کرنا تو وہ واجب ہے۔ بعض عُلَما نے کہا: ضَرورت کی حد تک حاصل کرنا دنیا میں شمار ہی نہیں ہوتا، اصل دنیا وہ ہے جو کفایت سے زائد ہو۔ اسی پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلیل ہے: ﴿زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِیْنَ﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: لوگوں کے لیے ان کی خواہشات کی محبّت کو آراستہ کر دیا گیا یعنی عورتوں اور بیٹوں۔[18]

Go To Index

یہ آیت وُسعت اور عیش طلبی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔[19]

دنیا سے محبّت کی محمود صورت

مال و دولت اور دنیا کی ایسی محبّت مذموم ہے جو شہواتِ نفسانی کی تکمیل کے لیے ہو کیونکہ ایسی محبت انسان کو اللہ پاک کی یاد سے غافل کر دیتی ہے۔ بہَر حال بھلائی کے کام کرنے، محتاج کی حاجت روائی کرنے، ستم رسیدہ کی مدد کرنے، تنگدست کو کھانا کھلانے کے لیے مال سے محبّت کرنا عبادت ہے۔[20] لیکن یہ بھی خیال رہے کہ اگر کوئی شخص لوگوں پر فخر، گھمنڈ اور لوگوں پر برتری جتانے کے لیے دنیا ملنے پر خوش ہو تو یہ مذموم ہے، اور اگر اللہ کے فضل پر شکر کے طور پر خوش ہو تو یہ قابلِ تعریف ہے۔[21]

اللہ اور کس کس سے محبّت فرماتا ہے؟

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے محبّت فرماتا ہے جن میں درجِ ذیل اوصاف پائے جاتے ہوں۔ قراٰنِ مجید میں مختلف مقامات پر ان کا ذکر آیا ہے: ایمان، تقویٰ، صبر، نیکی، انصاف، پاکیزگی، توبہ اور توکل اختیار کرنے والوں سے۔

لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے بے رغبت رہو

نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دنیا سے بے رغبتی کے ساتھ ساتھ اس سے بھی بے رغبت رہنے کا فرمایا ہے جو کچھ لوگوں کے پاس ہے یعنی: مال اور مرتبہ۔[22]

جب انسان یہ کرلے گا تو اسے یہ انعام ملے گا کہ لوگ اس سے محبّت کریں گے کیونکہ لوگوں کے دلوں میں دنیا کی محبّت فطری طور پر رکھی گئی ہے اور یہ محبّت ان کے دلوں پر نقش ہوگئی ہے تو جو کوئی انسان سے اس کی پسندیدہ چیز میں جھگڑتا ہے تو انسان اس سے نفرت کرتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے اور جو کوئی انسان کی پسندیدہ چیز میں اس کے مقابلے میں نہیں آتا انسان اس سے محبّت کرتا ہے اور اسے عزّت دیتا ہے۔ اسی لیے مشہور تابعی حضرت حسن بصری رحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا: ”لوگ آدمی کی عزّت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ ان کی دنیا کا خواہشمند ہوتا ہے تو وہ اُسے حقیر سمجھتے ہیں اور اس کی بات کو بھی ناپسند کرتے ہیں۔“ منقول ہے کہ اہلِ بصرہ میں سے کسی سے پوچھا گیا کہ تمہارا سردار کون ہے؟ اس نے جواب دیا: حضرت حسن بصری (رحمۃُ اللہِ علیہ)، پوچھنے والے نے کہا: انہیں تمہارے نزدیک یہ مقام و مرتبہ کیوں حاصل ہے؟ اس نے کہا: ہم ان کے علم سے دلیل پکڑتے ہیں اور وہ ہماری دنیا سے بے نیاز ہیں۔[23]

سوچنے کی بات

فی زمانہ ماحول ایسا ہے کہ دنیا اور مال و مرتبہ کی محبّت سر چڑھ کر بول رہی ہے۔ جس کو دیکھو دنیا کی ترقّی کے لیے کوشاں اور مال کے لالچ میں مبتلا ہے۔ ایسے میں زُہد اختیار کرنے کی سوچ دقیانوسی قرار دی جاتی ہے حالانکہ زہد جنّت کے راستے پر لے جاتا ہے۔ زہد سے اللہ کریم کی محبّت حاصل ہوتی ہے اور لوگ بھی ایسے شخص سے محبّت کرتے ہیں لیکن افسوس ہمارے یہاں سب کچھ اُلٹ ہو رہا ہے، فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہے کہ زہد اختیار کرکے خالق اور مخلوق کے پیارے بن جائیں یا دنیا اور مال کی محبّت میں مبتلا ہو کر رہ جائیں۔

(1) شعب الایمان، 7/344، حدیث: 10523 (2) پ19، الشعراء: 84 (3) الزہد لاحمد، ص35، حدیث: 51 (4) شرح الطیبی، 9/351، تحت الحدیث: 5187 (5) وسائل بخشش، ص408 (6) فیض القدیر، 1/615، تحت الحدیث: 960 (7) دیکھیے: ترمذی، 4/152، حدیث: 2347 (8) مرقاۃ، 9/41، تحت الحدیث: 5187 (9) مرقاۃ، 9/41، تحت الحدیث: 5187 (10) مرقاۃ، 9/41، تحت الحدیث: 5187 (11) مرقاۃ، 9/41، تحت الحدیث: 5187 (12) اربعین للنووی، ص107، تحت الحدیث: 31 (13) شعب الایمان، 7/355، حدیث: 10565 (14) وسائل بخشش، ص442 (15) مرقاۃ، 9/41، تحت الحدیث: 5187 (16) دیکھیے: فیض القدیر، 1/615، تحت الحدیث: 960 (17) وسائل بخشش، ص108 (18) پ3، اٰل عمرٰن: 14 (19) اربعین للنووی، ص108، تحت الحدیث: 31 (20) دلیل الفالحین، 2/402، تحت الحدیث: 471 (21) اربعین للنووی، ص: 109، تحت الحدیث: 31 (22) دیکھیے: مرقاۃ، 9/40، تحت الحدیث: 5187 (23) دیکھیے: فیض القدیر، 1/615، تحت الحدیث: 960۔

Go To Index

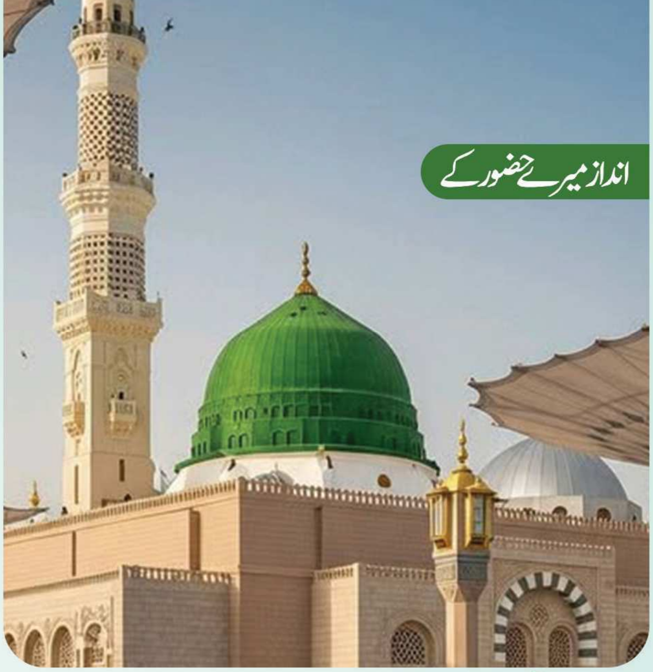

آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اندازِ تبسّم (قسط:01)

مولانا محمد ناصر جمال عطّاری مَدَنی*

اللہ کریم نے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کیسی شان عطا فرمائی ہے کہ آپ کی ادا کو حکمِ شریعت کا درجہ حاصل ہوا نیز ربِّ کریم نے حدیثِ رسول امّت کے بہترین افراد یعنی صحابۂ کرام کے ذریعے ہم تک پہنچانے کا اہتمام فرمایا یوں حدیثِ رسول صرف زبان سے کہی ہوئی بات میں منحصر نہیں رہی بلکہ آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زندگی کی پوری تفصیل حدیث قرار پائی۔ اِس پہلو پر غور کیجیے تو ہر صحابیِ نبی کی آنکھوں پر قربان ہونے کو دل چاہے گا کہ دیدارِ مصطفےٰ کی بدولت اِن حضرات کو وہ رتبہ حاصل ہوا ہے کہ جس تک اب کوئی کبھی بھی نہیں پہنچ سکتا۔

کچھ ایسا کر دے میرے کردگار آنکھوں میں
ہمیشہ نقش رہے رُوئے یار آنکھوں میں
انہیں نہ دیکھا تو کس کام کی ہیں یہ آنکھیں
کہ دیکھنے کی ہے ساری بہار آنکھوں میں (1)

عادتِ مصطفےٰ مسکراہٹ ہمارے آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عادتِ کریمہ تھی۔(2) جن ہستیوں کو آپ کا مبارک تبسم دیکھنا نصیب ہوا، انہوں نے اُن مناظر کی تسکین کو دل و دماغ میں محفوظ کیا جیسا کہ 1 رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب دنیا میں آئے، حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہُ عنہا حاضر ہوئیں تو آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سفید اُونی کپڑے میں لپٹے ہوئے سبز ریشمی بچھونے پر آرام فرما تھے۔ حضرت حلیمہ نے آہستگی سے سینۂ مبارکہ پر ہاتھ رکھا، پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسکرا دیئے اور مبارک آنکھیں کھول دِیں، جن سے ایک نُور نکلا اور آسمانِ بریں تک جا پہنچا۔(3) 2 حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مجھے جب بھی دیکھتے تو مسکرا کر دیکھتے۔(4) 3 حضرت عبدُ اللہ بن حارث بن جزء رضی اللہُ عنہ کہتے ہیں: میں نے کسی کو نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بڑھ کر تَبَسُّم فرمانے والا نہیں دیکھا۔(5)

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

اندازِ تبسم اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: میں نے کبھی نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اس طرح کھل کر ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے تالو کا گوشت نظر آتا ہو۔ آپ صرف تبسم فرمایا کرتے تھے۔(6)

آخری نبی کب کب مسکرائے؟

اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے انداز سے ہمیں چہرے کے ذریعے خوشی کا اظہار کرنا سکھایا نیز یہ بھی سکھایا کہ یہ اظہار کب کب کرنا ہے؟ آیئے! چند واقعات کو منتخب عنوانات کے تحت سمجھتے ہیں:

1 اللہ کی شانِ کرم نوازی کے ذکر پر مسکراہٹ

اللہ کی شانِ کریمی دل و دماغ میں بیٹھ جائے تو شرعی

*ذمہ دار مرکز خدمۃ الحدیث وعلومہ (Hadith Research Center)

احکام پر عمل میں بہت آسانی ہو جاتی ہے، آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اللہ کی شانِ کریمی ذہن نشین کروانے کا انداز دیکھیے چنانچہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا: بلاشبہ میں جہنم سے نکلنے والے آخری شخص کو جانتا ہوں اور جنّت میں جانے والے آخری شخص کو جانتا ہوں۔ ایک بندہ جہنم سے گھسٹتا ہوا نکلے گا، اللہ کریم اُس سے فرمائے گا: جا! جنّت چلا جا۔ چنانچہ اُسے جنّت جاکر یہ خیال آئے گا کہ وہ تو بھری ہوئی ہے لہٰذا وہ واپس آکر عرض کرے گا: اے میرے ربّ! مجھے تو وہ بھری ہوئی ملی ہے! اللہ کریم فرمائے گا: جا! جنّت چلا جا۔ چنانچہ اُسے جنّت جاکر یہ خیال آئے گا کہ وہ تو بھری ہوئی ہے لہٰذا وہ (اللہ پاک سے مناجات کرنے کے مقام پر) واپس آکر عرض کرے گا: اے میرے ربّ! مجھے تو وہ بھری ہوئی ملی ہے! اللہ کریم اُس سے فرمائے گا: جا! جنّت چلا جا، تیرے لیے دنیا جتنی بلکہ اُس سے دس گُنا (زیادہ جگہ) ہے۔ آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: وہ (بے تحاشا خوش ہو کر) کہے گا: تو بادشاہ ہو کر ہنسی فرماتا ہے۔ یہ فرما کر رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اتنا مسکرائے کہ آپ کے مبارک دانت ظاہر ہو گئے۔[7]

آیئے! مصطفےٰ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اِس انداز کو ہم بھی اپنا لیں، مسکراہٹ کے ساتھ اپنی گفتگو میں ربّ کی نعمتوں اور رحمتوں کا چرچا کریں تو اُمید کے چراغ روشن ہو جائیں گے اور نا اُمیدی کا اندھیرا ختم ہو گا۔ اِن شآءَ اللہ الکریم

2 خوف کی کیفیت دور ہو جانے پر مسکراہٹ

بارگاہِ رسالت میں ایک شخص آیا اور عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں ہلاک ہو گیا۔ آپ نے پوچھا: کس چیز نے تجھے ہلاک کیا؟ اس نے عرض کی: میں نے روزے کی حالت میں اپنی زوجہ سے صحبت کر لی ہے۔ آپ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی غلام ہے جسے تم کفارہ کے طور پر آزاد کر دو؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم لگاتار دو مہینے کے روزے رکھ سکتے ہو؟ عرض کی: نہیں۔ آپ نے ایک اور سوال کیا: کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ عرض کی: نہیں۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کچھ دیر توقف فرمایا، اتنے میں آپ کی بارگاہ میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا پیش کیا گیا تو آپ نے پوچھا کہ وہ شخص کہاں ہے؟ اس نے عرض کی: میں حاضر ہوں۔ آپ نے اس سے فرمایا: یہ ٹوکرا لو اور اس کی کھجوریں صدقہ کر دو۔ عرض کی: کیا مجھ سے بڑھ کر بھی کوئی حاجت مند ہو گا؟ اللہ کی قسم! اس زمین کے دونوں کناروں (اس کی مراد مدینہ منورہ کی ایک زمین تھی) کے درمیان کوئی گھر والا میرے گھر والوں سے زیادہ محتاج نہیں۔ (اس کی یہ بات سُن کر) رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اتنا مسکرائے کہ آپ کے سامنے کے نوکیلے دانت ظاہر ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا: (جاؤ) اسے اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔[8]

ہو اگر شانِ تبسم کا کرم
صبح ہو جائے شبِ دیجورِ غم[9]

غور تو کیجیے کہ جب یہ شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تو کس قدر خوف زدہ تھا، درِ حضور پر سب کچھ کہہ دیا، مراد پوری ہوئی بلکہ تبسمِ مصطفےٰ کے ذریعے رضائے مصطفےٰ کی نعمت بھی نصیب ہوئی۔ تو پھر ہم بھی یہ عہد نہ کر لیں کہ پریشان حال مسلمانوں کی مشکلات دور کرنے کے لیے تیار رہیں گے اور مسکراہٹ کے ذریعے اُن کے بے چین دل کو راحت پہنچانے کا سامان بھی کریں گے۔

(1) سامانِ بخشش، ص145 (2) مراۃ المناجیح، 7/14 (3) حجۃ اللہ علی العالمین، ص190 (4) بخاری، 2/320، حدیث: 3035 (5) ترمذی، 5/366، حدیث: 3661 (6) بخاری، 4/125، حدیث: 6092 (7) مسلم، ص99، حدیث: 461، الدیباج علی المسلم، 1/243، دلیل الفالحین، 8/735 (8) بخاری، 1/638، حدیث: 1936، یاد رہے اس طرح سے کفارے کی ادائیگی ان صحابی کے حق میں حضور کا خصوصی اختیار تھا، اور یہ حکم صرف ان ہی صحابی کے ساتھ خاص ہے۔ (9) ذوقِ نعت، ص298۔

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار قادری رَضَوی** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کیے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 9 سوالات و جوابات کافی ترمیم کے ساتھ یہاں درج کیے جارہے ہیں۔

1 عید الفطر کا نام میٹھی عید کیوں ہے؟

سُوال: عید الفطر کو میٹھی عید کیوں کہتے ہیں؟

جواب: عید الفطر کو میٹھی عید شاید اِس لیے کہا جاتا ہے کہ اِس عید میں عید کی نماز سے پہلے طاق عدد میں (یعنی Odd مثلاً ایک، تین، پانچ، سات) کھجوریں کھائی جاتی ہیں جو کہ مستحب ہے۔ کھجوریں نہ ہوں یا نہیں کھاسکتے تو کوئی سی میٹھی چیز کھالیجئے۔

(مدنی مذاکرہ، یکم شوال المکرم 1441ھ)

2 زکوٰۃ کی رقم تحفہ یا عیدی کہہ کر دینا کیسا؟

سُوال: اگر کسی رِشتے دار کو زکوٰۃ کی رقم دیں تو کیا اُنہیں بتانا ضروری ہے کہ یہ رقم زکوٰۃ کی ہے؟

جواب: اگر زکوٰۃ کے حقدار کو تحفہ یا عیدی کہہ کر زکوٰۃ دی تو ادا ہوجائے گی، زکوٰۃ کہنا ضروری نہیں ہے، کیونکہ بعض اَوقات سامنے والا سفید پوش ہوتا ہے اور زکوٰۃ کے نام سے لینا اُس پر گراں گزرتا ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 6 محرم الحرام شریف 1441ھ)

3 ایک شعر کی وضاحت

سُوال: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے اِس شعر کی وَضاحت فرمادیجئے۔

اہلِ عمل کو اُن کے عمل کام آئیں گے
میرا ہے کون تیرے سِوا آہ! لے خبر

(حدائقِ بخشش، ص68)

جواب: اِس شعر میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ قیامت کے دِن نیک بندوں کو تو ان کے نیک اَعمال کام آجائیں گے، یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آپ کے سِوا قیامت میں میرا کوئی نہ ہوگا۔ اِسی طرح کا کسی اور کا شعر ہے ؎

مِرے تو آپ ہی سب کچھ ہیں رَحمتِ عالَم
میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کے لیے

(مدنی مذاکرہ، یکم شوال المکرم 1441ھ)

4 عورت کا نماز میں اونچی آواز سے قراءت کرنا کیسا؟

سوال: گھر میں عورت اکیلی ہو تو کیا وہ اونچی آواز میں نماز میں قراءت کرسکتی ہے؟

جواب: عورت کو بلند آواز سے نَماز میں قراءت (قِرا-ءَت) کرنے کی اجازت نہیں، صرف اتنی آواز سے قراءت کرے گی کہ اس کے اپنے کانوں تک آواز پہنچ جائے۔

(مدنی مذاکرہ، 5 ربیع الاوّل 1441ھ)

5 عورت کا ناک نہ چِھدوانا کیسا؟

سوال: اگر عورت ناک نہ چھدوائے تو کیا گنہگار ہوگی؟

جواب: گناہ نہیں ہے۔ اب تو شاید عورتوں کے ناک چِھدوانے کا رواج کم ہوگیا ہے، اس کی جگہ اسٹیکر چسپاں کرتے ہیں۔ البتہ! کان چِھدوانے کا رواج باقی ہے یہ بھی کب ختم ہوجائے

کوئی پتا نہیں، ہو سکتا ہے کان کا بھی کوئی ایسا اسٹیکر آجائے جو مضبوطی سے چسپاں ہو جائے تو شاید کان چھِدوانے کا رواج بھی ختم ہو جائے گا۔(مدنی مذاکرہ، 10رمضان المبارک 1441ھ)

6 بچوں میں پڑھائی کا شوق پیدا کرنے کا طریقہ

سوال: بچوں کا پڑھائی میں دِل نہیں لگتا، ان کا دِل پڑھائی میں کیسے لگائیں؟

جواب: اگر بچہ قراٰنِ کریم پڑھنے میں دِل نہیں لگاتا تو اس کا شوق بڑھانے کے لیے وَقتاً فوقتاً کوئی نہ کوئی چیز دی جائے کہ بیٹا! سبق پڑھو تمہیں یہ چیز ملے گی مثلاً کھانے کی کوئی چیز دے دی جو اُسے پسند ہو اور صحت کے لیے نقصان دہ بھی نہ ہو۔ اِسی طرح نوٹ یا سِکّہ دِکھا دیا کہ اگر سبق پڑھو گے تو یہ ملے گا اور اگر پڑھ لے تو اپنا کہا پورا کرے۔ بچے کی پسند کی چیز دیں گے تو اُسے جَذبہ ملے گا اور جوش میں آکر پڑھے گا، لیکن ہمیشہ اِس طرح کریں گے تو بچے کی عادت خراب ہو سکتی ہے کہ کوئی چیز ملے تو پڑھے ورنہ نہ پڑھے۔ بہر حال بچے میں پڑھائی کا شوق پیدا کرنے کے لیے کوئی چیز دے کر یا بغیر کوئی چیز دیئے حکمتِ عملی اور پیار سے بہلا پھسلا کر پڑھنے کی عادت ڈلوایئے، جب عادت پڑ جائے گی تو اِنْ شَآءَ اللہُ الکریم پڑھتا رہے گا۔

(مدنی مذاکرہ، 29رمضان المبارک 1441ھ)

7 سب سے پہلے ٹڈی ہلاک ہو گی پھر دیگر مخلوقات

سُوال: کیا دُنیا میں سب سے پہلے ٹڈیاں ختم ہوں گی؟

جواب: حضرتِ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کے زمانۂ خلافت میں پورے ایک سال تک ٹڈیاں نظر نہ آئیں تو آپ بہت غمگین ہو گئے، آپ رضی اللہُ عنہ نے یمن، عراق اور شام کی طرف ایک ایک سوار بھیجا تاکہ وہ ٹڈیوں کے بارے میں معلومات کریں کہ شاید کسی نے کوئی ٹڈی دیکھی ہو۔ جب یمن کی طرف بھیجا جانے والا سوار واپس لوٹا تو اس کے ہاتھ میں کچھ ٹڈیاں تھیں جو آپ رضی اللہُ عنہ کے سامنے ڈال دی گئیں جنہیں دیکھ کر آپ رضی اللہُ عنہ کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی اور بلند آواز سے اَللہُ اَکْبَر کا نعرہ لگایا اور فرمایا: میں نے رَسُوْلُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ پاک نے 1000 مخلوقات کو پیدا کیا ہے جن میں سے 600 دَریا میں اور 400 خشکی میں ہیں۔ سب سے پہلے ٹڈی ہلاک ہو گی پھر آہستہ آہستہ دیگر مخلوقات بھی ہلاک ہوتی جائیں گی۔(دیکھئے: شعب الایمان، 7/234، حدیث:10132) حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کے خوفِ خدا کا یہ عالَم تھا کہ آس پاس صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم موجود ہیں اور دَجّال کا بھی ظہور نہیں ہوا لیکن پھر بھی ٹڈیوں کے نظر نہ آنے سے گھبرا گئے۔

(دیکھئے: مراٰۃ المناجیح،7/274-مدنی مذاکرہ، 15شوال المکرم 1441ھ)

8 کیا پتیلی میں کھانا کھانے والے کی شادی میں بارش ہوتی ہے؟

سُوال: لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ "پتیلی میں کھانا کھانے والے کی شادی میں بارش ہو جاتی ہے!" کیا یہ بات دُرست ہے؟

جواب: عوام کا یہ خیال غلط ہے۔ پتیلی میں ویسے بھی کھانے کا عرف نہیں ہے، پلیٹ وغیرہ میں کھایا جاتا ہے۔ ہاں! اگر کسی کو بھوک زیادہ لگی ہو اور پلیٹ نہ ہو یا یوں ہی پتیلی سے کھالے تب بھی حرج نہیں۔(مدنی مذاکرہ، 2ذوالحجۃ الحرام 1441ھ)

9 میت کو غسل دینے والے کا اِمامت کرنا کیسا؟

سوال: کیا میّت کو غسل دینے والا شخص نمازِ جنازہ پڑھا سکتا ہے یا اِمامت کروا سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔ اگر کوئی شخص میّت کو غسل دیتا ہے تو وہ اَذان بھی دے سکتا ہے، اِمامت کا اَہل ہے تو نماز بھی پڑھا سکتا ہے، جُمُعہ پڑھانے کا اَہل ہے تو جُمُعہ بھی پڑھا سکتا ہے اور نِکاح بھی پڑھا سکتا ہے۔ میّت کو غسل دینے سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی اور نہ میّت کو غسل دینے والے شخص پر غسل فرض ہوتا ہے۔ البتہ میّت کو غسل دینے کے بعد نہا لینا مستحب ہے۔ اگر کوئی میّت کو غسل دینے کے بعد نہیں نہاتا تو وہ گُناہ گار نہیں ہے۔(مدنی مذاکرہ، 25ذوالحجۃ الحرام 1441ھ)

دارُالافتاء اہلسنّت

مفتی محمد قاسم عطّاری*

دارُالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے چار منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کیے جارہے ہیں۔

1 بے عملی کے باوجود دوسروں کو نیکی کی دعوت دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ آج کل یہ جملہ بولا جاتا ہے کہ ”ہم تو خود گنہگار ہیں دوسروں کو کیا نیکی کی دعوت دیں۔“ مجھے یہ رہنمائی چاہیے تھی کہ اس جملے کی کیا حقیقت ہے؟ کیا دوسروں کو نیکی کی دعوت دینے کے لیے خود کا باعمل ہونا ضروری ہے؟ یا خود کے عمل میں کمزوری ہونے کے باوجود بھی دوسروں کو نیکی کی دعوت دے سکتے ہیں؟ تفصیلاً رہنمائی فرمادیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا امتِ محمدیہ کے نمایاں اوصاف میں سے ایک وصف ہے، اسی عظیم خوبی کے سبب خالقِ کائنات عزوجل نے اس امت کو سب سے بہترین امت قرار دیا، تو جس طرح ہر مسلمان کا اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا ضروری ہے، اسی طرح اپنے اہل خانہ اور دوسرے مسلمانوں کو بھی بقدرِ طاقت و توفیق، حکمت عملی سے گناہوں سے روکنا لازم ہے۔ نیز خود کے عمل میں کوتاہی اگرچہ صحیح نہیں کہ یہ بھی اللہ پاک کی ناراضی کا سبب ہے، لیکن اس کوتاہی کی وجہ سے دوسروں کو نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے فریضہ سے سبکدوشی نہیں ملے گی، کیونکہ خود نیک کام کرنا اور گناہوں سے بچنا ایک واجب ہے اور دوسروں کو بقدرِ طاقت گناہوں سے روکنا دوسرا واجب ہے، اگر ایک واجب پر عمل نہیں ہے، تو ہونا یہ چاہیے کہ اس کمی کو پورا کیا جائے، نہ کہ جرم پر مزید جرم کرتے ہوئے دوسرے واجب کو بھی چھوڑ دیا جائے۔ لہٰذا سوال میں بیان کردہ جملہ کہ ”ہم تو خود گنہگار ہیں دوسروں کو کیا نیکی کی دعوت دیں“ درست نہیں ہے، ہم پر لازم ہے کہ شریعت مطہرہ پر چلتے ہوئے خود بھی گناہوں سے بچیں دوسروں کو بھی بقدرِ طاقت، حکمت عملی سے بچائیں۔

نوٹ: ایسی جگہ جہاں ظنِ غالب ہو کہ سامنے والا نہیں مانے گا یا فتنہ و فساد ہو گا، وہاں نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا، لازم نہیں ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 سلام کے ثواب کی جوابِ سلام کے ثواب سے زیادتی کی حکمت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ سلام کرنے والے کو زیادہ نیکیاں ملتی ہیں، جبکہ سلام کا جواب دینے والے کو کم۔ حالانکہ سلام کرنا سنت اور جواب دینا واجب ہے، اور واجب کا ثواب سنت سے زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن یہاں سنت کا ثواب واجب سے زیادہ ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

شرعی اصول یہی ہے کہ واجب کا ثواب، واجب ہونے کی وجہ سے، سنت سے زائد ہوتا ہے جس کی وجہ سے کوئی بھی سنت عمل صرف اس وجہ سے کہ وہ سنت ہے، واجب سے افضل نہیں ہو سکتا۔ واجب اپنی حقیقت اور شرعی درجہ بندی کے لحاظ سے ہمیشہ سنت

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی

Go To Index

سے افضل اور مقدم رہے گا۔ تاہم بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کم درجے والے عمل (مثلاً سنت و نفل) کے ضمن میں چند ایسے فضائل، اسباب یا اضافی خصوصیات پائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے اس کا ثواب زیادہ درجے والے عمل (فرض و واجب) سے بڑھ جاتا ہے، لیکن یہ فضیلت خاص اس خارجی سبب کی وجہ سے ہوتی ہے نہ کہ سنت یا نفل ہونے کی وجہ سے۔ ملاقات کے وقت سلام کرنا اور جواب دینا دونوں ہی مسلمان بھائی سے اظہارِ محبت و مودت کا ذریعہ ہے، لیکن چونکہ سلام کرنے والا اس نیکی میں پہل کرتا ہے اس وجہ سے اسے زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے کہ حدیث پاک کے مطابق نیکی میں پہل کرنا جو ابی اقدام سے کئی گُنا افضل و اعلیٰ ہوا کرتا ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 ایک فقیرِ شرعی کو ایک سے زائد قسموں کے کفارے دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ قسم کے کفارے میں ایک فقیرِ شرعی کو ایک دن میں ایک ساتھ ایک ہی صدقۂ فطر کی مقدار دی جاسکتی ہے، اس سے زیادہ دینا درست نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر کسی شخص پر ایک سے زائد قسم کے کفارے لازم ہوں، تو کیا ایک ہی دن میں ایک ہی فقیرِ شرعی کو ہر کفارے کے بدلے علیحدہ علیحدہ صدقۂ فطر دیا جا سکتا ہے؟ یعنی ایک فقیر کو پہلے کفارے کا صدقۂ فطر دینے کے بعد، اسی دن دوسرے کفارے کی نیت سے دوسرا صدقۂ فطر بھی دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جی ہاں! اگر کسی شخص پر ایک سے زائد قسم کے کفارے لازم ہوں تو وہ ایک ہی شرعی فقیر کو ایک ہی دن میں ایک کفارے کی نیت سے صدقۂ فطر ادا کرنے کے بعد، اسی فقیر کو اسی دن دوسرے کفارے کا صدقۂ فطر بھی دے سکتا ہے، بشرطیکہ ہر کفارے کا صدقۂ فطر علیحدہ علیحدہ دے۔ اگر دونوں کفاروں کا صدقۂ فطر ایک ساتھ ادا کرے گا، تو صرف ایک کفارے کی ادائیگی شمار ہوگی۔ البتہ جب وہ ہر کفارے کا صدقۂ فطر علیحدہ علیحدہ دے گا، تو ہر کفارے کی ادائیگی شرعاً صحیح اور معتبر ہوگی۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

4 چار رکعت والی نماز میں قعدہ اخیرہ کے بعد سہواً پانچویں رکعت میں کھڑا ہونے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ اگر کوئی شخص چار رکعت والی نماز میں قعدہ اخیرہ مکمل کرنے کے بعد سلام پھیرنے کی بجائے بھولے سے پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور پانچویں کا سجدہ کرنے کے بعد یاد آئے، تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا سجدہ سہو کر کے سلام پھیر سکتا ہے؟ یا پانچویں رکعت کے بعد چھٹی رکعت ملانا بھی لازم ہے؟ اگر لازم ہے، تو چھٹی رکعت نہ ملانے کی وجہ سے اس نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

چار رکعت والی نماز میں قعدہ اخیرہ مکمل کرنے کے بعد اگر کوئی پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے، تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر سجدہ کرنے سے پہلے یاد آجائے، تو واپس لوٹ کر تشہد کا اعادہ کئے بغیر سجدہ سہو کر کے نماز مکمل کرلے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد یاد آئے، تو ایسے شخص کو چاہیے کہ مزید ایک اور رکعت ملا کر آخر میں سجدہ سہو کر کے نماز مکمل کرلے، اس طرح پہلی چار رکعتیں فرض اور باقی دو نفل شمار ہونگی۔ البتہ اگر کوئی شخص چھٹی رکعت نہ ملائے، بلکہ پانچویں رکعت مکمل کرنے کے بعد سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دے، تو بھی اس کی نماز درست ہے، نماز دوبارہ پڑھنا لازم نہیں، کیونکہ چھٹی رکعت ملانا واجب نہیں، بلکہ مستحب ہے اور ترکِ مستحب کی وجہ سے نماز کو لوٹانا لازم و ضروری نہیں، البتہ بہتر یہ ہے کہ ایسی نماز کو دوبارہ پڑھ لیا جائے لیکن اگر کوئی نہ پڑھے، تو گنہگار نہیں ہوگا۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

Go To Index

اسلام میں پرائیویسی کا تصور

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطاری

اسلام دینِ فطرت ہے اسی لیے اس کی تعلیمات بھی انسانی فطرت سے متصادِم نہیں بلکہ فطرت کے عین موافق ہیں۔ اللہ پاک نے اسلامی تعلیمات میں ایسی ہمہ گیر جامعیّت، وُسعت، گہرائی اور گیرائی رکھی ہے کہ بڑی سے بڑی ضَرورت اور چھوٹی سے چھوٹی حاجت کی رَہنمائی اس میں موجود ہے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو جہاں بہت سے حقوق عطا فرمائے ہیں ان میں سے ایک حق ”مسلمان کی ذاتی زندگی کے معاملات کی راز داری“ بھی شامل ہے۔ ہمارے معاشرے میں اس کے لیے رازداری، خلوت، پرائیویسی، پرسنل لائف میں عدمِ مداخلت، پرائیویٹ لائف کے معاملات کی پاسداری جیسے مختلف الفاظ رائج ہیں۔ کہا جاتا ہے: میری نجی زندگی میں مداخلت نہ کریں۔ (Don't interfere in my privacy) یاد رہے کہ اسلام میں پرائیویسی کی بھی حدود و قیود مقرّر ہیں۔ اسلام نے گھروں میں آنے جانے کے آداب سکھائے، انسان کی پرائیویسی کو نہ صرف محفوظ کیا بلکہ اسے احترام بھی دیا۔ اسلام فرد کی ذاتی زندگی (Personal Life)، اس کے گھر، جسم، گفتگو، تحریر اور اس کے راز سب کی حفاظت کو شَرعی حق قرار دیتا ہے۔ فطرت بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہر انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی زندگی کے بعض پہلو صرف اپنے تک محدود رکھے۔ بِلا مقصد مسلسل نگرانی، ٹوہ لگانا یا ذاتی معاملات میں مداخلت ذہنی دباؤ، بے چینی اور اضطراب کو جنم دیتی ہے۔ کسی کی پرائیویسی کا پاس و لحاظ اور احترام باہمی اعتماد پیدا کرتا ہے۔ خاندان، ازدواجی زندگی اور دوستیوں میں رازداری کا لحاظ تعلّقات کو مضبوط بناتا ہے جبکہ پرائیویسی کی خلاف ورزی بد اعتمادی اور نفرت کو جنم دیتی ہے۔ پرائیویسی کا پاس و لحاظ رکھنے کے بجائے دوسروں کے عیب تلاش کرنا، کسی کی ذاتی زندگی میں اس کی اجازت کے بغیر جھانکنا یا بلاوجہ تجسّس میں پڑنا معاشرتی بگاڑ کا سبب بنتا ہے۔ یہاں انسانی زندگی میں پرائیویسی کی ضَرورت و اہمیّت کے چند پہلو ذکر کیے گئے ہیں۔

گھریلو پرائیویسی انسان کا گھر اس کی تنہائی، رازداری اور خلوت کا خاص مقام ہے۔ گھروں کے باہر لگے دروازے اور دروازوں پر پڑے پردے پکار پکار کر پرائیویسی کے احترام اور اس کے پاس و لحاظ کا درس دے رہے ہوتے ہیں۔ کسی کے گھر میں بِلا جھجک، بغیر توقّف، بلااِجازت داخل ہونا اس کی پرائیویسی کو ڈسٹرب کرنا اور اس کی تنہائی میں مخل ہونا ہے۔ اسلام اس طرح کے رویّے کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام سے پہلے عرب معاشرے میں ایک دوسرے کے گھر بغیر اجازت داخل ہو جانے کا رواج تھا۔ اسلام نے معاشرے کو بے حیائی اور بدگمانیوں سے پاک رکھنے کے لیے ایسے اُصول عطا فرمائے کہ اگر مسلمان ان کی پاسداری کریں تو مسلم معاشرہ امن، سُکون، سلامتی، حسنِ اخلاق، باہمی احترام والا اور بدگمانیوں سے

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کی گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کر کے پیش کیا گیا ہے۔

پاک معاشرہ بن سکتا ہے۔ حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انصار کی ایک عورت نے ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں اپنے گھر میں ایسی حالت میں بھی ہوتی ہوں کہ میں نہیں چاہتی کہ اس حالت میں مجھے کوئی دیکھے، چاہے وہ میرا والد یا میرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو لیکن پھر بھی میرا کوئی مرد رشتہ دار اُس حال میں میرے گھر میں آجاتا ہے تو میں کیا کروں؟ اس پر اللہ کریم نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ(۲۷)﴾ ترجَمۂ کنزُالعِرفان: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سِوا اور گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور ان میں رہنے والوں پر سلام نہ کرلو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت مان لو۔[1] قربان جائیں اسلام کی تعلیمات پر! جب کسی کے گھر جائیں تو داخل ہونے سے قبل رہنے والوں سے اجازت طلب کرنے کا پابند بنایا جارہا ہے تاکہ گھر والوں کی عزّت، ناموس اور ان کی پرائیویسی کا پاس ولحاظ رکھا جائے۔

اگر گھر میں صرف والدہ اور بہن ہو تو؟ یہ تو دوسروں کے گھروں میں داخلے کی بات تھی اپنا ایسا گھر کہ جس میں والدہ اور بہن رہتی ہوں اس میں بھی بغیر اجازت لیے اندر جانے کی اجازت نہیں جیسا کہ حضرت عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عَلَیْکُمْ اَنْ تَسْتَاذِنُوا عَلٰی اُمَّھَاتِکُمْ وَاَخَوَاتِکُمْ یعنی تم پر لازم ہے کہ تم اپنی ماؤں اور اپنی بہنوں کے پاس (داخل ہونے سے پہلے) اجازت لیا کرو۔[2] اسلام ہماری عزّتوں کا کیسا محافظ اور ہماری پرائیویسی کا کیسا پاسبان ہے کہ اگر گھر میں صرف اکیلی والدہ موجود ہو پھر بھی بغیر اجازت لیے اندر داخل ہونا منع ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی حضرت عبدُ اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: کیا میں اپنی ماں سے بھی اجازت لے کر اس کے گھر جاؤں؟ تو سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَا عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِھَا تُحِبُّ اَنْ تَرَاھَا یعنی تم ہر وقت (اور ہر حالت میں) اسے دیکھنا پسند نہیں کرتے۔[3]

والدین کی پرائیویسی کا بھی خیال کیجیے اولاد کو چاہیے اپنے والدین کی رازداری، ان کی خلوت و تنہائی اور ان کی پرائیویسی کا بھی خیال اور لحاظ رکھیں۔ اس لیے کہ انسان اپنے گھر میں ہر وقت ایک جیسی حالت میں نہیں رہتا، والدین بھی چاہتے ہیں کہ ان کی بعض باتیں ان کی اولاد سے بھی پوشیدہ رہیں، اس لیے ضَروری ہے کہ اولاد والدین کی پرائیویسی کا خیال کرے۔ ایک روایت میں ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بہت صاف، واضح اور دوٹوک الفاظ میں اجازت طلب کرنے کی وجہ بھی ارشاد فرمادی جیسا کہ ایک شخص نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پوچھا: کیا میں اپنی ماں سے داخلہ کی اجازت لوں؟ فرمایا: ہاں، وہ بولا کہ میں گھر میں اس کے ساتھ رہتا ہوں، تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اُس سے داخلہ کی اجازت لو۔ تو وہ آدمی بولا: میں تو اس کا خدمت گار ہوں۔ (یعنی بار بار آنا جانا ہوتا ہے، پھر اجازت کی کیا ضَرورت ہے؟) تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اجازتِ داخلہ لو، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اسے بے لباس دیکھو۔ وہ بولا: نہیں، تو فرمایا کہ اس سے داخلہ کی اجازت لو۔[4] سبحٰنَ اللہ! کیسی پیاری وجہ بیان ہوئی کہ چونکہ ماں کا ستر دیکھنا حرام ہے اور بے اجازت داخل ہونے میں اس کا اندیشہ ہے لہٰذا اطلاع کرکے آنا چاہیے، ہاں اگر گھر میں صرف بیوی ہو تو اطلاع کی ضَرورت نہیں کہ بیوی سے حجاب نہیں۔[5]

بہن بھائیوں کی پرائیویسی کا بھی لحاظ کیجیے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی کو اپنی اولاد اور ماں سے (کمرے یا گھر میں داخلے کی) اجازت لینی چاہیے اگرچہ ماں بوڑھی ہوگئی ہو اور اپنے بھائی، بہن اور باپ سے بھی (داخلے کی) اجازت طلب کرے۔[6] حضرت سیّدنا عطاء رحمۃُ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سیّدنا ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا میں اپنی بہن کے پاس بھی اجازت لے کر جاؤں؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں، میں نے دوبارہ پوچھتے ہوئے کہا: ”میری دو بہنیں میری سرپرستی میں ہیں، میں ان کی کفالت کرتا ہوں، اور ان پر خرچ کرتا ہوں، کیا پھر بھی ان سے اجازت لے کر جاؤں؟ فرمایا: ”ہاں، کیا تم پسند کرتے ہو کہ انہیں بے لباس دیکھو؟“ پھر یہ آیت تلاوت کی: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ وَ الَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِیْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۫ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ﴾ ترجَمۂ کنزُالعِرفان:

اے ایمان والو! تمہارے غلام اور تم میں سے جو بالغ عمر کو نہیں پہنچے، انہیں چاہیے کہ تین اوقات میں، فجر کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے وقت جب تم اپنے کپڑے اُتار رکھتے ہو اور نمازِ عشاء کے بعد (گھر میں داخلے سے پہلے) تم سے اجازت لیں۔ یہ تین اوقات تمہاری شرم کے ہیں۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا کہ: ”انہیں ان تین پردے کے اوقات میں اجازت لینے کا حکم ہے۔“ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْیَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: اور جب تم میں سے لڑکے جوانی کی عمر کو پہنچ جائیں تو وہ بھی (گھر میں داخل ہونے سے پہلے) اسی طرح اجازت مانگیں جیسے ان سے پہلے (بالغ ہونے) والوں نے اجازت مانگی۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا: اس لیے اجازت لینا واجب ہے۔ ابن جریج نے یہ اِضافہ نقل کیا: تمام لوگوں کے لیے (اجازت لیناواجب ہے)۔[7]

داخلے سے پہلے اہلِ خانہ کو متوجّہ کرنے کا انداز اجازت لینے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ بلند آواز سے سبحٰن اللہ یا اَلحمدُ لِلّٰہ یا اللہُ اکبر کہے، یا کھنکارے جس سے مکان والوں کو معلوم ہو جائے کہ کوئی آنا چاہتا ہے (اور یہ سب کام اجازت لینے کے طور پر ہوں) یا یہ کہے کہ کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے۔[8]

جھانکنا بھی منع ہے اسلام اپنے ماننے والوں کو جہاں بغیر اجازت داخلے کی اجازت نہیں دیتا وہیں اس بات سے بھی منع کرتا ہے کہ کوئی کسی کے گھر میں دیوار کے اوپر، دروازے کی دراڑ یا کسی سوراخ سے اندر جھانکے اس لیے کہ ہر عقلمند جانتا ہے کہ انسان اپنے گھر میں کبھی بے تکلّفی کی حالت میں بھی ہوتا ہے، پردے کا اتنا خاص اہتمام بھی نہیں کرتا جتنا وہ جلوت میں کرتا ہے، لہٰذا اگر کوئی اچانک گھر میں جھانکے یا داخل ہی ہو جائے تو گھر والوں کے سَتْر پر نظر پڑنے اور بے پردگی ہونے کا قوی اندیشہ ہے، اسی لیے کسی کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر جان بوجھ کر جھانکنا شرعاً ممنوع ہے جیسا کہ حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دروازے کے سوراخ سے آپ کے گھر میں جھانکا۔ اُس وقت نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہاتھ میں لکڑی کی ایک کنگھی تھی جس کے ساتھ آپ اپنا سَر مبارک کُھجا رہے تھے، نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جب اسے دیکھا تو فرمایا: اگر مجھے علم ہوتا کہ تم مجھے باہر سے جھانک رہے ہو تو میں یہی کنگھی تمہاری آنکھ میں مار دیتا۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اجازت کا مقصد ہی یہ ہے کہ نظر نہ پڑے۔[9] کسی کے گھر میں جھانکنا اس کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونے کی طرح ہے۔ جیسے وہ ممنوع ہے، ویسے یہ بھی ممنوع ہے۔ یاد رہے! یہ حدیث ڈانٹ ڈپٹ کے لیے ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ حقیقت میں کسی کی آنکھ پھوڑدی جائے یا قتل کر دیا جائے کیونکہ بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونا کوئی ایسا عمل نہیں جس پر قتل یا آنکھ ضائع کی جائے۔[10]

یہ کام بھی نہ کریں اسلام تو اپنے ماننے والوں کو اس بات کی بھی تعلیم دیتا ہے کہ اجازت لینے کے لیے دروازے کے باہر بھی کس طرف کھڑا ہونا ہے اور کہاں کھڑا نہیں ہونا۔ اگر اجازت لینے والا دروازے کے بالکل سامنے کھڑا ہو جائے تو اس بات کا امکان ہے کہ دروازہ کھلتے ہی اس کی نظر گھر میں چلی جائے اور ایسی چیز یا ایسا منظر اس کی نظر کے سامنے آجائے کہ جو نہیں آنا چاہیے تھا اس لیے ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پیارا انداز ہی قابلِ عمل ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب کسی کے گھر داخلے کے لیے تشریف لاتے تو سامنے کھڑے نہ ہوتے بلکہ سیدھی یا اُلٹی طرف کھڑے ہوتے پھر اگر اجازت مل جاتی تو ٹھیک ورنہ واپس تشریف لے جاتے۔[11]

موبائل، خط اور میسج کی بھی پرائیویسی ہوتی ہے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ کسی سے کال کرنے کے لیے موبائل مانگا یا کسی کا موبائل رکھا دیکھا تو اُٹھا کر چیک کرنا شروع کر دیا، واٹس اپ دیکھنے لگے، گیلری میں جا گھسے اور میسج (SMS) پڑھنے لگے۔ یاد رکھیں ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ کسی کا خط یا چِٹّھی (رخصتِ شَرعی کے بغیر) نہ دیکھیے، کسی کی ڈائری کی تحریر بھی بے اجازتِ شَرعی نہ دیکھیے، حدیثِ پاک میں ہے: مَنْ نَظَرَفِیْ كِتَابِ اَخِیْهِ بِغَیْرِ اِذْنِهٖ، فَاِنَّمَا یَنْظُرُفِی النَّارِ، یعنی جو کوئی اپنے بھائی کی اجازت کے بغیر اس کی تحریر میں نظر ڈالتا ہے، وہ گویا آگ میں جھانکتا ہے۔[12] نیز لوگوں کے موبائلز میں کئی راز ہوتے ہوں گے، جیسے محارِم کی تصاویر اور ان سے کی گئی پرسنل باتیں وغیرہ جن کا کسی اجنبی کو بِلا اجازتِ شرعی

Go To Index

دیکھنا پڑھنا جائز نہیں ہے، جس نے اس طرح کیا اُسے توبہ کرنی چاہیے۔ اسی طرح بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ دو مسلمانوں کی باہمی گفتگو چُھپ کر سننے لگتے ہیں، اسلام میں اس کی بھی اجازت نہیں، رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنِ اسْتَمَعَ اِلٰى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ اَوْ يَفِرُّوْنَ مِنْهُ صُبَّ فِیْ اُذُنَيْهِ الْاٰنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی جس نے لوگوں کے ناپسند کرنے اور نہ چاہنے کے باوُجود ان کی باتوں کی طرف کان لگائے بروزِ قیامت اس کے کانوں میں سیسہ اُنڈیلا جائے گا۔ (13)

یاد رکھیے! اسلام میں پرائیویسی محض ایک سماجی قدر نہیں بلکہ ایک دینی، اخلاقی اور قانونی تقاضا ہے، جس کی بنیاد قراٰنِ کریم، سنّتِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور آثارِ صحابہ رضی اللہُ عنہم پر قائم ہے۔ اسلام نے یہ واضح کر دیا کہ پرائیویسی کا احترام ہر حال میں ضروری ہے، چاہے رشتہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو۔ پرائیویسی کی پامالی نہ صرف فرد کو ذہنی اضطراب اور اَذیّت میں مبتلا کرتی ہے بلکہ معاشرے میں بداعتمادی، بدگمانی اور نفرت کو جنم دیتی ہے، جبکہ اس کا احترام باہمی اعتماد، حسنِ اخلاق اور خاندانی و معاشرتی استحکام کا ذریعہ بنتا ہے۔ آج کے دور میں جب ٹیکنالوجی نے انسان کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے، اسلام کی یہ تعلیمات پہلے سے کہیں زیادہ اہمیّت اختیار کر چکی ہیں۔ اگر مسلمان قراٰن و سنّت کی ان ہدایات پر سنجیدگی سے عمل کریں تو ان کے گھروں میں سکون، خاندانوں میں اعتماد اور معاشرے میں اَمن، حیا اور باہمی احترام کی فضا قائم ہو سکتی ہے۔ بلاشبہ اسلام انسانی عزّتوں کا محافظ اور نجی زندگیوں کا بہترین پاسبان ہے اور اسلام میں پرائیویسی کا تصوّر انسانی فلاح اور معاشرتی اصلاح کی ایک مضبوط بنیاد ہے۔

---

(1) تفسیر طبری، 9/297، النور، تحت الآیۃ:27 (2) تفسیر طبری، 9/297، النور، تحت الآیۃ:27 (3) مصنف ابن ابی شیبہ، 4/399، حدیث:17893 (4) مشکاۃ المصابیح، 2/169، حدیث:4674 (5) مراٰۃ المناجیح، 6/353 (6) مصنف ابن ابی شیبہ، 4/399، حدیث:17895 (7) ادب المفرد، ص273، حدیث:1063 (8) روح البیان، 6/137، النور، تحت الآیۃ:27 (9) مسلم، ص1201، حدیث:5638 (10) دیکھئے: مراٰۃ المناجیح، 5/251 (11) شعب الایمان، 6/443، حدیث: 8823 (12) مستدرک للحاکم، 5/384، حدیث:7779 (13) بخاری، 4/422، حدیث:7042۔

جواب دیجیے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ جنوری 2026ء کے سلسلہ ”جواب دیجیے“ میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: بنتِ نعیم (حیدرآباد)، محمد حامد عطّاری (خان پور)، محمد حسان، (ڈجکوٹ)۔ اِنہیں انعامی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات** 1 41 ہزار 2 2 شعبان المعظم 150 ہجری۔ **درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام** ❁ محمد بشیر عطّاری (پاکپتن) ❁ بنتِ محمد فیاض (نارووال) ❁ محمد عادل (ڈسکہ) ❁ بنتِ امداد حسین (حافظ آباد) ❁ محمد عیان (گوجرانوالہ) ❁ محمد اسماعیل (فیصل آباد) ❁ بنتِ محمد یاسر (حاصلپور) ❁ بنتِ عابد علی عطّاریہ (خانیوال) ❁ بنتِ غلام محمود (اسلام آباد) ❁ حذیفہ قادری (کراچی) ❁ بنت محمد اقبال (چیچہ وطنی) ❁ بنتِ منصور (کراچی)۔

جملے تلاش کیجیے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ جنوری 2026ء کے سلسلہ ”جملے تلاش کیجیے“ میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: بنتِ محمد بوٹا (نارووال)، محمد رمضان ریاض (ملتان)، بنتِ طاہر (سیالکوٹ)۔ اِنہیں انعامی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات** 1 نجات کی رات، ص53 2 حروف ملایئے، ص58 3 ایڑھی کی ٹھوکر سے چشمہ جاری ہو گیا، ص54 4 اپنے بچوں کو شکر گزار بنایئے، ص59 5 مجوسی کو اسلام کیسے ملا، ص56۔ **درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام** ❁ بنتِ عبد الحمید (اوکاڑہ) ❁ عبد الرحمٰن (خان بیلہ) ❁ عزیر راحیل (گجرات) ❁ بنتِ رفیق (فیصل آباد) ❁ بنتِ اسلم (سیالکوٹ) ❁ بنتِ محمد سلیم (قصور) ❁ محمد باسل رضا (لاہور) ❁ بنتِ اصغر (صادق آباد) ❁ علی اصغر (راولپنڈی) ❁ محمد قاسم (لاہور) ❁ بنتِ اسد عطّاری (ٹیکسلہ) ❁ میزاب رضا (فیصل آباد)

Go To Index

درسِ کتابِ زندگی

مصیبت کے ایام

مولانا ابو رجب محمد آصف عطّاری مَدَنی*

راحت اور مصیبت دونوں زندگی کا حصہ ہیں۔ انسان کسی بھی وقت کسی بھی قسم کی مصیبت میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ مصیبت کے ایام کم بھی ہو سکتے ہیں اور زیادہ بھی۔ مصیبت میں پریشان ہونا فطری بات ہے لیکن قراٰن پاک کی اس آیت پر توجہ کرنی چاہیے: ﴿اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًاؕ(۶)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک دشواری کے ساتھ اور آسانی ہے۔[1] آپ کو ہمت اور حوصلہ ملے گا۔

مصیبت کی شدت اور طوالت، لوگوں کے روکھے رویے اور کوئی حل نہ دکھائی دینا بعض اوقات بندے کو مایوس کر دیتا ہے اور مایوسی خود ایک مصیبت ہے۔ اگر چند باتوں کو پیشِ نظر رکھا جائے تو مصیبت کے ایام کو حوصلے اور ہمت کے ساتھ گزارنا نصیب ہو گا۔ اِن شآءَ اللہ الکریم۔

1 مصیبت کبھی آزمائش ہوتی ہے اور کبھی گناہوں کی سزا کے طور پر! سورۂ شوریٰ میں ہے: ﴿وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍؕ(۳۰)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔[2] بہر حال رب العالمین کی بارگاہ میں اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرنی چاہیے۔ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اُس نے گناہ کیا ہی نہیں۔[3]

2 اسلامی تعلیمات کے مطابق دعا اللہ سے تعلق کی مضبوط علامت ہے اور یہ نہ صرف نازل شدہ مصیبت کو دور کرتی ہے بلکہ آنے والی بلا کو بھی ٹال دیتی ہے۔ اس لیے اللہ رحمٰن سے اپنی مصیبت دور ہونے کی دعا کیجیے، سورۂ مؤمن میں ہے: ﴿ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْؕ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔[4]

3 صدقہ دیجیے کہ یہ مصیبت کو ٹال دیتا ہے۔ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: صَدَقہ دو اور صَدقے کے ذَرِیعے اپنے مریضوں کا مُداوا کیا کرو بے شک صَدَقہ حادِثات اور بیماریوں کی روک تھام کرتا ہے اور یہ تمہارے اَعمال اور نیکیوں میں اِضافے کا باعث ہے۔[5]

4 مصیبت یا بیماری آنے پر یہ ذہن بنائیے کہ ہو سکتا ہے کہ عمل کی کمی مصیبت کے ذریعے پوری کی جا رہی ہو: فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جب کسی بندے کے لیے اللہ پاک کی طرف سے کوئی درجہ مقدر ہو چکا ہو جہاں تک یہ اپنے عمل سے نہیں پہنچ سکتا تو اللہ پاک اسے اس کے جسم یا مال یا اولاد کی آفت میں مبتلا کر دیتا ہے پھر اسے اس پر صبر بھی دیتا ہے یہاں تک کہ اسے اس درجہ تک پہنچا دیتا ہے جو اللہ نے اس کے لیے مقدر فرمایا ہے۔[6]

5 مصیبت آنے پر صبر کیجیے۔ صبر کی بڑی فضیلت ہے، فرمانِ آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جو صبر کرنا چاہے گا تو اللہ پاک اسے صبر عطا فرما دے گا اور کسی شخص کو صبر سے بہتر اور وسیع کوئی چیز نہیں ملی۔[7] حضرت الحاج مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں: یعنی رب تعالیٰ کی عطاؤں میں سے بہترین

* چیف ایڈیٹر ماہنامہ فیضانِ مدینہ، رکنِ مجلس المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center) کراچی

Go To Index

اور بہت گنجائش والی عطا صبر ہے کہ رب تعالیٰ نے اس کا ذکر نماز سے پہلے فرمایا اور صابر کے ساتھ اللہ (پاک) ہوتا ہے، نیز صبر کے ذریعہ انسان بڑی بڑی مشقتیں برداشت کرلیتا ہے اور بڑے بڑے درجے حاصل کرلیتا ہے، صبر ہی کی برکت سے حضرت (امام) حسین (رضی اللہ عنہ) سید الشہداء (یعنی شہیدوں کے سردار) ہوئے۔[8]

6 ہمیں ہر حال میں اللہ کریم کا شکر کرنا چاہیے حتی کہ مصیبت و بیماری میں بھی! حجۃ الاسلام حضرت امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہر مصیبت اور بیماری (جو انسان کو پہنچے اس) کے بارے میں وہ اس طرح تصور کرے کہ دنیا میں اس سے بھی بڑھ کر بیماری اور مصیبت موجود ہے، اگر اللہ پاک (میری اس مصیبت کو) مزید بڑھادے تو کیا میں اسے روک سکتا یا اسے دور کرسکتا ہوں؟ لہٰذا اس طرح تصور کرکے بندے کو اللہ پاک کا شکر کرنا چاہیے کہ اس نے اس سے بڑی مصیبت و بیماری نہیں بھیجی۔[9] حضرتِ سیّدُنا امام شَعْبی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: لوگ اگر اپنے اوپر آئی ہوئی آفت کا اُس سے بڑی آفت کے ساتھ تقابل کرتے تو ضَرور بعض آفتوں کو عافیت (سلامتی) جانتے۔[10]

بڑی نعمت تابعی بُزرگ حضرتِ وہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن ایک گونگے، بہرے اور مصیبت زدہ شخص کے پاس سے گزرے۔ ایک شخص نے پوچھا: کیا اس کے پاس کوئی نعمت موجود ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ہاں، یہ جو کچھ کھاتا پیتا ہے اس کا آسانی کے ساتھ حلق سے اتر جانا اور پھر پیشاب وغیرہ کی صورت میں جسم سے نکل جانا، یہ ان ظاہری فوت شدہ نعمتوں سے بڑی نعمت ہے۔[11]

7 شکوہ و شکایت کا کچھ فائدہ نہیں بلکہ صبر کا ثواب کمانے کا موقع ضائع ہوجاتا ہے۔ اللہ پاک نے حضرت عزیر علیہ السّلام کی طرف وحی فرمائی: جب تم پر کوئی مصیبت آئے تو میری مخلوق سے شکایت نہ کرنا بلکہ مجھ سے عرض کرنا جیسا کہ میں مخلوق کی خطائیں فرشتوں کے سامنے بیان نہیں کرتا۔[12]

8 مصیبت و بیماری دور کرنے کی تدبیر اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ وظائف بھی اپنے معمولات میں شامل رکھیے۔ ❁ مسلمان کے لیے سب سے بڑا وظیفہ نماز ہے۔ ❁ حضرت طلحہ بن مطرف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مریض تھا جب اس کے پاس قراٰنِ پاک کی تلاوت کی جاتی تو وہ بیماری سے افاقہ محسوس کرتا، میں اس کے خیمہ میں گیا اور اس سے کہا کہ آج میں تمہیں تندرست دیکھ رہا ہوں! اس نے جواب دیا کہ میرے پاس قراٰنِ پاک کی تلاوت کی گئی ہے۔[13] ❁ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سورۂ اِخلاص پڑھے گا تو یہ سورت اس گھر والوں اور اس کے پڑوسیوں سے محتاجی کو دور کردے گی۔[14] ❁ امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: "حَیّ" اور "قَیُّوم" اللہ پاک کے صفاتی نام ہیں، اور اللہ پاک کے ہر نام میں بَرَکت ہی بَرَکت ہے۔ "یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ" بہت ہی بابَرَکت وِرد ہے۔ اگر کوئی مصیبت یا پریشانی آجائے تو بکثرت "یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ" پڑھیں اِن شآءَ اللہ آفتیں دور ہوں گی اور مشکلات حل ہوجائیں گی (نوٹ: وظیفہ کے اول آخر تین تین بار درود شریف پڑھنا ہے۔)[15]

گھر والوں کی ذمہ داری طویل عرصے سے مصیبت یا بیماری وغیرہ میں مبتلا شخص بعض اوقات چڑچڑا ہوجاتا ہے، بات ٹھیک سے سمجھ نہیں پاتا، بحث برائے بحث کرتا اور بعض اوقات مایوسی کی باتیں کرتا ہے تو ان اس کے گھر والوں اور اردگرد کے لوگوں کو چاہیے کہ اس کی خدمت بھی کریں اور اپنے رویے سے بیزاری کا اظہار نہ کریں کہ اب اس کی خدمت ہمیں کرنی پڑ رہی ہے کیونکہ گھر والوں کی طرف سے بیزاری کی صورت میں مصیبت میں مبتلا شخص کی زندگی اداس اور ویران ہوجاتی ہے۔ اگر ہم ایسے شخص کی دل جوئی، حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ عملی تعاون کریں گے تو ہمیں ثواب ملے گا۔

اللہ کریم ہمیں مصیبت سے بچائے اور مصیبت زدوں سے تعاون کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خاتمِ النّبیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) پ30، الم نشرح:6 (2) پ25، الشوریٰ:30 (3) ابنِ ماجہ، 4/491، حدیث: 4250 (4) پ24، المؤمن:60 (5) شعب الایمان، 3/282، حدیث: 3556 (6) ابوداؤد، 3/246، حدیث: 3090 (7) مسلم، ص406، حدیث: 2424 (8) مراٰۃ المناجیح، 3/59 (9) احیاء العلوم، 4/158 (10) تنبیہ المغترین، ص177 (11) تنبیہ المغترین، ص177 (12) احیاء العلوم، 4/164 (13) التبیان فی آداب حملۃ القراٰن للنووی، ص94 (14) معجم کبیر، 2/340، حدیث: 2419 (15) ماخوذ از مدنی مذاکرہ، 11 جمادی الاخریٰ 1442ھ۔

Go To Index

اسلام میں نابینا افراد کی تکریم اور مقام

مولانا عمر فیاض عطّاری مَدَنی*

آنکھیں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں، لیکن اسلام نے کبھی بھی انسانی عظمت کا معیار ظاہری اَعضا کی سلامتی کو نہیں بنایا۔ اسلام وہ واحد دین ہے جس نے جسمانی معذوری خاص طور پر نابیناپن کو "محرومی" کے بجائے "آزمائش" اور "درجات کی بلندی" کا ذریعہ قرار دیا۔ تاریخِ اسلام کے اَوراق پلٹیں تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ نابینا افراد کا جو اِکرام اور احترام اسلام نے سکھایا اس کی مثال جدید دنیا کے نام نہاد انسانی حقوق کے چارٹر بھی پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

سورۂ عَبَس: ایک نابینا صحابی کی خاطر آسمانی پیغام

اسلام میں نابینا افراد کے احترام کی سب سے بڑی دلیل قراٰن کریم کی سورۂ عَبَس ہے۔ یہ واقعہ تاریخِ انسانی کا ایک منفرد واقعہ ہے۔ ایک مرتبہ جانِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم قریش کے بڑے سرداروں عتبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، عبّاس بن عبد المطلب، اُبی بن خلف اور اُمیّہ بن خلف کو دین کی دعوت دے رہے تھے، اسی دوران ایک نابینا صحابی حضرت عبدُ اللہ ابن اُمِّ مکتوم رضی اللہُ عنہ حاضر ہوئے اور اُنہوں نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بار بار ندا کر کے عرض کی کہ اللہ پاک نے جو آپ کو سکھایا ہے وہ مجھے تعلیم فرمایئے۔ گفتگو میں خلل پڑنے پر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چہرۂ مبارک پر ناگواری کے آثار نمایاں ہوئے یہاں تک کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے دولت سرائے اَقدس کی طرف واپس تشریف لے آئے۔

اس موقع پر اللہ پاک نے فوراً وحی نازل فرمائی اور سورۂ عبس کی ابتدائی آیات میں فرمایا گیا: ﴿عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤیۙ(۱) اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰیؕ(۲) وَ مَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّهٗ یَزَّكّٰۤیۙ(۳) اَوْ یَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰیؕ(۴)﴾ ترجمۂ کنزُالعرفان: تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا۔ اس بات پر کہ ان کے پاس نابینا حاضر ہوا۔ اور تمہیں کیا معلوم شاید وہ پاکیزہ ہو جائے۔ یا نصیحت حاصل کرے تو نصیحت اسے فائدہ دے۔"[1]

اِن آیات کے نازل ہونے کے بعد تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرت عبدُ اللہ بن اُمِّ مکتوم رضی اللہُ عنہ کی بہت عزّت فرماتے تھے اور خود اُن سے اُن کی حاجتیں دریافت فرماتے۔[2] غور کریں تو یہ صرف ایک واقعہ نہیں، بلکہ نابینا افراد کے احترام کا ایک اَبدی چارٹر ہے۔

ترس نہیں، اعتماد اور ذمّہ داری

عام طور پر معاشرے میں نابینا افراد کو ترس کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے لیکن اسلام نے انہیں ترس کا نہیں بلکہ "اعتماد" کا مستحق سمجھا۔ اس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی زندگی میں کئی مرتبہ مدینۂ منورہ سے باہر جاتے ہوئے اِنہی نابینا صحابی حضرت عبدُ اللہ ابنِ اُمِّ مکتوم رضی اللہُ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر مدینہ کا گورنر اور مسلمانوں کی اِمامت کے لیے مقرّر فرمایا۔[3]

سوچیے! ایک نابینا شخص کو "ریاستِ مدینہ" کا گورنر بنانا اور اپنی

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ذمہ دار شعبہ "دعوتِ اسلامی کے شب و روز"، کراچی

نیابت جیسے اَہم منصب پر فائز کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام صلاحیّت کو دیکھتا ہے، بَصارت کو نہیں۔ یہ عمل بتاتا ہے کہ اگر بصیرت (دل کی آنکھ) روشن ہو تو ظاہری بینائی کا نہ ہونا قیادت کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتا۔

نابینا افراد کے لیے جنّت کی بشارت

اسلام نے نابینا افراد کی دلجوئی کے لیے انہیں عظیم اَجر کی خوشخبری سنائی ہے۔

1 حدیثِ قدسی ہے، اللہ پاک فرماتا ہے: ”جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں یعنی آنکھوں کے ذَریعے آزماتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو میں اُسے ان کے بدلے جنّت عطا فرماتا ہوں۔“[(4)]

2 حضرت زید بن اَرقم رضی اللہُ عنہ سے رِوایت ہے کہ ایک بار نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُن کی بیماری کے وقت اُن کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور فرمایا: تمہیں تمہارے اِس مرض سے کوئی نقصان نہ ہو گا، لیکن جب میرے بعد تم عمر پاؤ گے اور نابینا ہو جاؤ گے تو کیا ہو گا؟ انہوں نے عرض کی: میں ثواب کی اُمّید رکھوں گا اور صبر کروں گا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: پھر تو تم بغیر حساب کے جنّت میں جاؤ گے۔ (آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دی ہوئی یہ غیبی خبر سچ ہوئی اور) جنابِ زید بن اَرقم رضی اللہُ عنہ نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پَردہ فرمانے کے بعد نابینا ہوگئے۔[(5)]

3 حضرت اَنس رضی اللہُ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ اللہ پاک فرماتا ہے: جب میں دُنیا میں اپنے بندے کی دونوں آنکھیں لے لیتا ہوں تو میرے پاس اُس کے لیے جنّت ہی جَزا ہے۔[(6)] امام غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بشارت سُن کر کئی انصاری صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان نابینا ہونے کی تمنّا کرنے لگے۔[(7)] اِن روایات میں موجود خدائے ذُوالجلال کے یہ وعدے نابینا افراد کے لیے اُمید کی کرنیں ہیں کہ اُن کی یہ محرومی دراصل اَبدی نعمت ”جنّت“ کا پیش خیمہ ہے۔

آج ہماری ذمّہ داری کیا ہے؟

افسوس کی بات یہ ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں نابینا افراد کے ساتھ وہ رویّہ نہیں رکھا جاتا جس کا درس اسلام نے دیا ہے۔ ہمیں سمجھنا ہو گا کہ بصارت سے محروم افراد ہمارے معاشرے کا ایک نہایت اَہم اور باصلاحیّت حصّہ ہیں۔ ان کے ساتھ ہمارا رویّہ برابری، احترام اور تعاون پر مبنی ہونا چاہیے۔

تعلیم و تربیَت نابینا افراد ذہنی طور پر انتہائی زَرخیز ہوتے ہیں۔ اِس لیے انہیں بریل سسٹم یا جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے تعلیم دینا معاشرے کی ذمہ داری ہے۔ ویسے بھی آج کے ڈیجیٹل دَور میں نابینا افراد کے لیے تعلیم حاصل کرنا پہلے سے کہیں آسان ہو چکا ہے۔ ”ٹاک بیک“ (TalkBack) سافٹ ویئر اور آڈیو بکس نے لائبریریوں کو اُن کی اُنگلیوں کی پوروں اور سماعت کے دائرے میں لا کھڑا کیا ہے۔ اب کوئی بھی نابینا طالبِ علم محض اس لیے پیچھے نہیں رہ سکتا کہ اس کے پاس دیکھنے کی قوّت نہیں، کیونکہ اب سننے اور محسوس کرنے کی قوّت کو علم کا ذریعہ بنالیا گیا ہے اور ہمارے سامنے کئی مثالیں موجود ہیں کہ تعلیم یافتہ نابینا افراد آج کمپیوٹر، موبائل ایپس اور اسکرین ریڈرز کی مدد سے بینکنگ، تدریس اور آئی ٹی جیسے شعبوں میں بہترین کام کر رہے ہیں۔

خدمت کیجئے جس قدر ہو سکے اُن کی خدمت کریں۔ امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ مدینۂ منوّرہ کے اَطراف میں رہنے والی ایک نابینا بوڑھی عورت کے گھر کے کام کاج کر دیا کرتے اور رات کو (گھڑوں میں) پانی بھر دیا کرتے اور اس کی پوری خبر گیری رکھتے تھے۔[(8)]

راستہ پار کروادیجئے نابینا کو راستہ دکھانا، اُس کی مدد کرنا اسلام میں صدقہ جاریہ ہے۔ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جس نے کسی نابینا کو ایک مِیل تک چلایا تو اسے مِیل کے ہر ذِراع (یعنی گز) کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ جب تم نابینا کو چلاؤ تو اس کا اُلٹا ہاتھ اپنے سیدھے ہاتھ سے تھام لو کہ یہ بھی صدقہ ہے۔[(9)] جو کسی نابینا کو 40 قدم ہاتھ پکڑ کر چلائے، اُس کے چہرے کو جہنّم کی آگ نہیں چُھوئے گی۔[(10)]

عزّتِ نفس جس طرح آپ کی عزّت ہے اُسی طرح سامنے والے کی بھی عزّت ہے۔ ویسے تو سب کی ہی لیکن بِالخصوص خصوصی افراد

کی عزّتِ نفس کا ہمیں بھرپور خیال رکھنا چاہیے۔ انہیں طعنے نہ دیں، دھکے نہ دیں بلکہ خیال رہے کہ ان کی مدد کرتے وقت بھی ان کی عزّتِ نفس کو مجروح نہ کیا جائے۔

گزر گاہوں کو نابینا دوست بنائیں کیا ہماری سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر "ٹیکٹائل ٹائلز" (Tactile paving) موجود ہیں؟ افسوس کہ ہمارے مین ہولز کھلے ہیں جو اِن افراد کے لیے جان لیوا ثابت ہوتے ہیں۔ کیا ہمارے عوامی اِدارے ایسے ہیں کہ جہاں ایک نابینا شخص کسی کی مدد کے بغیر آ جا سکے؟

سماجی شمولیت اپنی محفلوں میں، مشوروں میں اور تقریبات میں انہیں نظر انداز نہ کریں۔ انہیں محسوس کروائیں کہ وہ آپ کے لیے اَہم ہیں۔

دعوتِ اسلامی کی نابینا افراد کے لیے خدمات

اسلام کی اِن روشن تعلیمات کو عصرِ حاضر میں عملی جامہ پہنانے کے لیے دینی تنظیم "دعوتِ اسلامی" جس طرح میدانِ عمل میں ہے، وہ دورِ جدید کی فلاحی تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے۔ دعوتِ اسلامی نے نابینا افراد کو معاشرے کا ایک فعّال اور معزز رُکن بنانے کے لیے محض ہمدردی نہیں بلکہ "عملی اقدامات" کا راستہ اختیار کیا ہے۔

علمی واِشاعتی خدمات (بریل سسٹم) دعوتِ اسلامی کے اشاعتی شعبے "مکتبۃُ المدینہ" نے نابینا افراد کی علمی پیاس بجھانے کے لیے "بریل (Braille)" میں ایک عظیمُ الشان علمی ذخیرہ منتقل کیا ہے۔ اب تک نہ صرف مدنی قاعدہ اور قراٰنِ پاک کے منتخب پاروں کی تفسیر و ترجمہ شائع ہو چکا ہے، بلکہ ان کی اخلاقی و دینی تربیَت کے لیے درج ذیل رسائل بھی بریل میں دستیاب ہیں: غسل و وُضو کا طریقہ، مسواک کی فضیلت، احترامِ مسلم، انمول ہیرے، بڈّھا پجاری، پُراسرار خزانہ، جنّات کا بادشاہ اور صبحِ بہاراں۔ (مزید کئی کتب وپارے اشاعت کے مراحل میں ہیں)۔

تعلیمی نیٹ ورک نابینا بچّوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے دعوتِ اسلامی نے ملک بھر میں خصوصی مدارس قائم کر رکھے ہیں۔ میرپور (کشمیر)، ملکوال (منڈی بہاؤالدین)، سرگودھا، ملتان، حیدرآباد (قادر ایونیو) اور کراچی (گلستانِ جوہر) میں "مدرسۃ المدینہ برائے نابینا" کامیابی سے کام کر رہے ہیں، جبکہ لاہور میں "اماں حاجن فروٹ منڈی نزد ٹرک اڈا" کے قریب ایک عظیمُ الشان مدرسے کا آغاز عنقریب ہونے والا ہے۔ قابلِ ستائش بات یہ ہے کہ حیدرآباد میں "جامعۃ المدینہ برائے نابینا" کے ذریعے انہیں عالمِ دین بننے کی اعلیٰ تعلیم بھی فراہم کی جا رہی ہے۔

جدید ٹیکنالوجی اور ڈیجیٹل رسائی وقت کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے دعوتِ اسلامی نے "اسپیشل پرسنز موبائل ایپلی کیشن" متعارف کروائی ہے جس میں آڈیو بکس اور دیگر فیچرز کے ذریعے ٹیکنالوجی کی مدد سے سیکھنے کا عمل آسان بنا دیا گیا ہے۔ یہ اقدام بتاتا ہے کہ دعوتِ اسلامی نابینا افراد کو جدید دنیا کے شانہ بشانہ کھڑا کرنے کا عزم رکھتی ہے۔

عملی تربیَت اور سماجی شمولیت دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اجتماعات میں ان افراد کے لیے مخصوص جگہ اور خصوصی سیٹ اَپ ہوتا ہے تاکہ وہ کسی بھی دِقّت کے بغیر دین سیکھ سکیں۔ یہی نہیں، بلکہ یہ باہمّت افراد "قافلوں" میں سفر کرتے ہیں اور ہر سال رمضان المبارک میں "اجتماعی اعتکاف" کی برکات سے بھی فیضیاب ہوتے ہیں۔

فیلڈ ورک دعوتِ اسلامی کی ٹیمیں نہ صرف اسپیشل پرسنز کے اسکولوں میں جا کر نیکی کی دعوت دیتی ہیں بلکہ ان کے والدین اور سرپرستوں کے لیے خصوصی "ٹریننگ سیشنز" بھی منعقد کرتی ہیں۔ ان ملاقاتوں کا مقصد والدین کے دِلوں سے مایوسی ختم کر کے انہیں یہ ذہن دینا ہے کہ ان کے بچّے بوجھ نہیں بلکہ اَثاثہ ہیں۔ دعوتِ اسلامی ان کے بچّوں کی مکمل ذمّہ داری اُٹھاتے ہوئے انہیں تعلیم و تربیَت کے محفوظ حِصار میں لینے کی پیشکش کرتی ہے۔

---

(1) پ30، عَبَس: 1 تا4- خازن،4 /353، پ30، عبس، تحت الآیہ: 1 تا4 (2) تفسیر کبیر، 11 /52، پ30، عبس، تحت الآیۃ:1 (3) سبل الہدی والرشاد، 2 /423 (4) بخاری، 4 /6، حدیث:5653 (5) تاریخ ابن عساکر، 19 /267، رقم:2328، حدیث:4437- معجم کبیر،5 /211، حدیث: 5126 (6) ترمذی،4 /179، حدیث: 2408 (7) احیاء العلوم،4 /858 (8) تاریخ الخلفاء، ص61 (9) مسند الفردوس،5 /350، حدیث:8397 (10) تاریخ ابنِ عساکر،48 /3۔

Go To Index

سوشل میڈیا

سوشل میڈیا انفلوئنسرز اور ان کی ذمہ داریاں

مولانا راشد نور عطّاری مَدَنی*

ہم ایسے تیز رفتار ڈیجیٹل دَور میں جی رہے ہیں جہاں سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کی کثرت نے اظہارِ رائے کو غیر معمولی وُسعت دے دی ہے۔ آج عام سی آواز چند لمحوں میں ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں تک پہنچ جاتی ہے۔ اس دَور میں ایسے چہرے اور شخصیات بھی سامنے آئی ہیں جنہوں نے اپنے ذاتی چینلز، تکنیکی صلاحیتوں اور منفرد اندازِ پیشکش کے ذریعے لوگوں کے دلوں پر اثر قائم کیا ہے۔ یہی لوگ آج ”سوشل میڈیا انفلوئنسرز (Social media influencers)“ کہلاتے ہیں۔

انفلوئنسر بننے کے لیے کسی مخصوص ڈگری، منصب یا خطابت کا حامل ہونا ضروری نہیں۔ دَرحقیقت قوّتِ تاثیر ہر اس شخص میں ہوتی ہے جس کی بات سنی جاتی ہے اور جس کے رویّے، خیالات اور طرزِ زندگی کو لوگ اپناتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض افراد اپنے اخلاص، حکمت، لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے جذبے، دینی اقدار کی نمائندگی، وطن سے وفاداری اور اُمید افزا پیغام کی بدولت جلدی مقبولیّت حاصل کر لیتے ہیں۔

اثر انگیزی ایک نعمت ہے اور ہر نعمت کے ساتھ ایک ذمّہ داری وابستہ ہوتی ہے، سوشل میڈیا پر اثر رکھنے والا شخص دراصل امانت کا حامل ہوتا ہے، اس کی ذمّہ داری صرف مواد تخلیق کرنا نہیں بلکہ یہ سوچنا بھی ہے کہ اس کے الفاظ، وِڈیوز اور تبصرے معاشرے کو کس سمت لے جارہے ہیں، کیونکہ اثر انگیزی کو فالوورز کی تعداد سے نہیں بلکہ اس کے مثبت اور مفید نتائج سے جانچا جاتا ہے۔

دینِ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ ہر لفظ اور ہر عمل کا حساب ہے۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان ہے: بندہ اللہ کی رضا مندی کے لیے ایک بات زبان سے نکالتا ہے اسے وہ کوئی اہمیّت نہیں دیتا (یعنی بندہ اسے معمولی سمجھتا ہے) مگر اس کی وجہ سے اللہ اس کے درجے بلند کردیتا ہے اور ایک بندہ ایک ایسا کلمہ زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے اسے وہ کوئی اہمیّت نہیں دیتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنّم میں چلا جاتا ہے۔ (1)

یہ حدیث سوشل میڈیا کے ہر فعّال فرد کے لیے ایک آئینہ

*بزرگوں کا مدنی چینل

Go To Index

ہے کیونکہ یہاں کہی گئی بات اسکرین تک محدود نہیں رہتی بلکہ مدّتوں زندہ رہتی ہے کبھی ثواب بن کر اور کبھی وبال بن کر۔

کتنے ہی مواقع پر ایک سچّی بات نے مایوس دل کو زندگی دی، ایک اچّھے رویّے نے بکھرتے گھر کو سنبھال لیا اور ایک مثبت پیغام نے نوجوان کو گمراہی سے بچالیا۔ بہت سی زندگیاں ایسی ہیں جو کسی ایک سچے پیج، کسی خیر خواہ وِڈیو یا کسی بااخلاق شخصیت کو فالو کرنے کی وجہ سے بدل گئیں۔ یہی اصل اثر انگیزی ہے۔

ایک سچّا انفلوئنسر وہ ہے جو خود سے یہ سُوال کرتا ہے:

1 میں جو پیش کر رہا ہوں اس سے معاشرے / لوگوں کی اصلاح ہو رہی ہے یا بگاڑ؟

2 کیا یہ وہ بات ہے جس کے ساتھ میں اللہ کے حُضور حاضر ہونا پسند کروں گا؟

اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا(۹۶)﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ان کے لیے رحمٰن محبّت کر دے گا۔[2]

یہی وہ قبولیّت ہے جو شور، سنسنی اور شہرت سے نہیں بلکہ اخلاص اور خیر سے ملتی ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں الحمدللہ! ایسے بہت سے بااثر افراد موجود ہیں جنھوں نے سوشل میڈیا کو محض تفریح نہیں بلکہ دعوت، تربیّت، اخلاقیات، صحت، قومی شناخت اور اَمن کا ذریعہ بنایا ہے۔ ان کا مواد دِلوں کو جوڑتا ہے، اُمید جگاتا ہے اور ایک متوازن، باکردار نسل کی تعمیر میں کردار ادا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ(۳۳)﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اور اس سے زیادہ کس کی بات اچّھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔[3]

یہاں ایک اہم ذمّہ داری فالوورز پر بھی عائد ہوتی ہے کہ اثر انگیزی کا دائرہ صرف بولنے والے تک محدود نہیں، بلکہ سننے اور پھیلانے والے بھی اس میں شریک ہوتے ہیں۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس نے کسی بھلائی کے کام پر رَہنمائی کی تو اس کے لیے وہ کام کرنے والے کی طرح ثواب ہے۔[4]

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ان آوازوں کو فروغ دیں جو تعمیر کرتی ہیں، نہ کہ ان کو جو نفرت، بے راہ روی اور انتشار کو بڑھاتی ہیں۔ آخر میں یہ سمجھ لینا ضَروری ہے کہ سوشل میڈیا انفلوئنسر ہونا صرف شہرت نہیں بلکہ لوگوں کی تربیَت میں شراکت ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس ذمّہ داری کو پہچانیں، اپنی موجودگی کو روشنی بنائیں اور اپنے اثر کو خیر، اصلاح اور ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا ذکر دلوں میں زندہ رہتا ہے اور جن کے لیے دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی لکھی جاتی ہے۔

---

(1) بخاری، 4 / 241، حدیث: 6478 (2) پ16، مریم: 96 (3) پ24، حٰمٓ السجدۃ: 33 (4) مسلم، ص809، حدیث: 4899۔

مجلس آئی ٹی دعوتِ اسلامی کی شاندار پیشکش
DAWAT-E-ISLAMI
DIGITAL SERVICES

جس میں آپ دیکھ سکیں گے دعوتِ اسلامی کی
تمام ویب سروسز کی تفصیلات
تمام موبائل ایپلی کیشنز کی تفصیلات
تمام سوشل میڈیا اکاؤنٹس کی لِسٹ
GET IT ON Google Play
Get The App
www.dawateislami.net/downloads

روزے جیسا ثواب دلانے والی نیکیاں

مولانا شہزاد یونس عطاری مَدَنی*

اے عاشقانِ رسول! اللہ کریم کا اِحسانِ عظیم ہے کہ اس نے ہمیں ایسے نیک اعمال بھی عطا فرمائے ہیں کہ جن کو بجالانے سے ہم نفل روزوں کا ثواب حاصل کرسکتے ہیں، آیئے! ان نیک اعمال کے بارے میں چند فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پڑھتے ہیں، چنانچہ

بُردبار روزہ رکھنے والے کی طرح ہے

مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ حضرتِ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: بے شک بندہ حِلم (یعنی بُردباری) کے ذریعے روزہ رکھنے والے اور قیام (یعنی نفلی عبادت) کرنے والے کا دَرَجہ پالیتا ہے۔[1]

بااخلاق، روزے دار کا درجہ پاتا ہے

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بندہ اپنے حسنِ اخلاق کی وجہ سے رات کو عبادت کرنے والے اور دن میں روزہ رکھنے والے کے درجے کو پالیتا ہے۔[2]

شکر ادا کرنے والا روزہ دار کی طرح ہے

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: شکر ادا کرتے ہوئے کھانے والے کا اجر صبر کرتے ہوئے روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔[3]

روزہ دار کا کم سے کم صبر یہ ہے کہ اپنے روزے کو روزہ توڑنے والی چیزوں سے محفوظ رکھے اور درمیانی شکر یہ ہے کہ مکروہات سے بچائے، اعلیٰ شکر یہ ہے کہ ان چیزوں سے روزہ کو محفوظ رکھے جن سے روزہ غیر مقبول ہوتا ہے یعنی سَر سے پاؤں تک ہر عُضْو کا روزہ ہو۔[4]

روزہ افطار کروانے کی فضیلت

اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: روزہ دار کو افطار کروانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا بغیر اس کے کہ اُس کے اجر میں سے کچھ کم ہو۔[5]

باوُضو رہنے کی فضیلت

صحابیِ رسول حضرت عَمْرو بن حُرَیث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ پاک کے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اَلنَّائِمُ الطَّاهِرُ كَالصَّائِمِ الْقَائِمِ، ترجمہ: وُضو کرکے سونے والا روزہ رکھنے اور رات بھر قِیام کرنے والے کی طرح ہے۔[6]

ایک روایت میں ہے کہ اَنَّ الطَّاهِرَ كَالصَّائِمِ الصَّابِرِ، یعنی باوُضو آدمی صبر کرنے والے روزہ دار کی طرح ہے۔[7]

حضرت علّامہ عبدُ الرّءُوف مُناوی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: روزہ دار خواہشات کو چھوڑ دینے کی وجہ سے پاکیزہ ہو جاتا ہے اور رات کو قیام (یعنی نفلی عبادت) کرنے کے سبب اُس پر رحم کیا جاتا ہے اور سونے والا جب ثواب کی نیّت سے پاکی (یعنی وضو) کی حالت میں سوتا ہے تو اس کی روح بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو جاتی ہے۔[8]

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ اصلاحی کتب، المدینۃ العلمیہ، کراچی

Go To Index

غریبوں کی مدد کرنے والا روزہ دار کی طرح ہے

حضرتِ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ حسنِ اخلاق کے پیکر صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: محتاج اور مسکین کی پرورش کے لیے کوشش کرنے والا اللہ پاک کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ بھی فرمایا کہ وہ رات کے قِیام میں سستی نہ کرنے اور لگاتار روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔(9)

یعنی جس قسم کا یا جتنا ثواب اُس انتھک عابد کو ملتا ہے جو صائمُ الدّہر قائمُ اللیل ہو اس قسم کا یا اتنا ثواب اُس خدمت کرنے والے کو ملتا ہے۔(10)

حضرتِ سیّدنا عبدُ اللہ بن عبّاس رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے تین یتیموں کی پرورش کی وہ رات کو قِیام کرنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے اور صبح شام اللہ پاک کی راہ میں اپنی تلوار سونتنے والے کی طرح ہے اور میں اور وہ جنّت میں دو بھائیوں کی طرح ہوں گے جیسا کہ یہ دو بہنیں ہیں، اوراپنی انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو ملایا۔(11)

اللہ پاک ہمیں فرض روزے رکھنے کے ساتھ ساتھ نفلی روزے رکھنے اور دیگر نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1)حلیۃ الاولیاء، 8/320، حدیث:12349(2)شعب الایمان، 6/237، حدیث: 7998(3)مستدرک 5/188، حدیث:7277(4)مراٰۃ المناجیح، 6/31(5)شعب الایمان، 3/305، حدیث: 3608ملتقطاً (6)نوادر الاصول، 2/904، حدیث: 1193(7)الزھد لابن المبارک، ص440، حدیث: 1243(8) مسلم، ص1217، حدیث:7468(9)فیض القدیر، 6/381، تحت الحدیث:9298(10)مراٰۃ المناجیح، 6/547(11)ابن ماجہ، 4/194، حدیث:3680۔

دسمبر 2025ء میں امیرِ اہلِ سنّت کی جانب سے مرحومین کے لواحقین اور مریضوں کے نام جاری ہونے والے دعائیہ پیغامات کی رپورٹ

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ نے دسمبر 2025ء میں نجی پیغامات کے علاوہ المدینۃ العلمیۃ (اسلامک ریسرچ سینٹر) کے شعبہ ”پیغاماتِ عطّاؔر“ کے ذریعے تقریباً 3234 پیغامات جاری فرمائے جن میں 580 تعزیت کے، 2479 عیادت کے جبکہ 175 دیگر پیغامات تھے۔

ان پیغامات میں امیرِ اہلِ سنت نے بیماروں کی صحت یابی کے لیے دعائیں فرمائیں جبکہ مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتے ہوئے مرحومین کے لیے مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعائیں کیں۔

ہفتہ وار رسائل کی کارکردگی (دسمبر 2025ء)

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ ہر ہفتے ایک مدنی رسالہ پڑھنے / سننے کی ترغیب دلاتے اور پڑھنے / سننے والوں کو دُعاؤں سے نوازتے ہیں۔

دسمبر 2025ء میں دیئے گئے 05 مَدَنی رَسائل کے نام اور ان کی کارکردگی پڑھئے: 1 مذاق میں جھوٹ بولنا کیسا؟: 16 لاکھ، 32 ہزار 521 2 انگوٹھے چومنے کی برکتیں: 18 لاکھ، 38 ہزار 635 3 قوت القلوب سے 57 مدنی پھول (قسط 01): 17 لاکھ، 97 ہزار 454 4 فیضان ایام: 16 لاکھ، 09 ہزار 972 5 حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے 87 ارشادات: 17 لاکھ، 24 ہزار 382۔

Go To Index

اَحکامِ تجارت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مَدَنی*

1 درزی نے کپڑے خراب سیے تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے درزی کو سلائی کے لیے کپڑے دیئے اور جو ناپ درزی کو دیا گیا تھا اس نے اس ناپ سے چھوٹے سی دیئے۔ اب وہ کپڑے اس شخص کو آ بھی نہیں رہے۔ تو میری رہنمائی فرمائیں کہ اس شخص کا درزی سے اپنے کپڑے کا تاوان لینا جائز ہے؟ نیز اس صورت میں اس شخص پر درزی کو اجرت دینا لازم ہو گی؟ اگر ہو گی تو کتنی؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: اس طرح کپڑا سینا کہ وہ ناپ سے اتنا چھوٹا ہو کہ آ ہی نہ رہا ہو، درزیوں کے نزدیک بہت زیادہ فرق شمار ہوتا ہے اس صورت میں شریعتِ مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ درزی سے اپنے اس بغیر سلے کپڑے کا تاوان لے سکتا ہے اور اس صورت میں اجرت لازم نہیں ہو گی۔ یہ بھی اختیار ہے کہ جیسا کپڑا سل چکا ہے وہ لے لے اور طے شدہ اجرت کے بجائے وہ اجرت دے جو اجرت ایسا کپڑا سینے پر دی جاتی ہے۔

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر زیادہ تفاوت ہو یعنی اس کام کے کرنے والے یہ کہیں کہ یہ فرق ہے تو اختیار ہے کہ کپڑے کی قیمت لے یا وہی سلا ہوا کپڑا اور اس صورت میں سلائی وہ دے جو خراب سلے ہوئے کی ہونی چاہیے نہ وہ جو باہم ٹھہر چکی اور تھوڑا فرق ہو تو تاوان لینا جائز نہیں ہے۔“ (فتاویٰ امجدیہ، 3/269)

آپ رحمۃ اللہ علیہ بہارِ شریعت میں لکھتے ہیں: ”درزی سے کہہ دیا کہ اتنا لمبا اور اتنا چوڑا ہو گا اور اتنی آستین ہو گی مگر سی کر لایا تو اُس سے کم ہے جتنا بتایا اگر ایک آدھ اونگل کم ہے معاف ہے اور زیادہ کم ہے تو اُسے تاوان دینا پڑے گا۔“ (بہار شریعت، 3/133)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 پکنک سے بچ جانے والی رقم کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے اپنے دوستوں سے برابر برابر پیسے جمع کیے اور خود بھی پیسے ملائے اور ان پیسوں سے سب کے لیے فارم ہاؤس بک کروایا، سواری اور کھانے وغیرہ کا ایک جیسا انتظام کیا لیکن آخر میں کچھ پیسے بچ گئے۔ سوال میرا یہ ہے کہ کیا یہ بچے ہوئے پیسے میں خود رکھ سکتا ہوں یا اپنے دوستوں کو واپس کرنے ہوں گے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں ان بچے ہوئے پیسوں میں سے جو باقی دوستوں کے پیسے ہیں وہ آپ کے لیے خود رکھنا جائز نہیں بلکہ آپ کے پاس وہ پیسے امانت ہیں، چونکہ تمام دوستوں

* محققِ اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت نور العرفان، کھارادر کراچی

Go To Index

نے برابر برابر پیسے دیئے تھے تو آپ پر لازم ہے کہ ان کے بچے ہوئے پیسے انہیں برابر برابر لوٹا دیں کیونکہ آپ اپنے دوستوں کی طرف سے فارم ہاؤس بک کروانے، کھانے اور سواری وغیرہ کا انتظام کرنے کے وکیل تھے اور وکیل ان چیزوں کے جتنے پیسے ادا کرے گا اتنے ہی مؤکل (یعنی وکیل بنانے والے) کے حق میں نافذ ہوں گے، اور وکیل چونکہ امین ہوتا ہے تو مؤکل کے دیئے ہوئے پیسوں میں سے جو بچ جائے وہ بھی وکیل کے پاس امانت ہوتے ہیں جسے وہ خود نہیں رکھ سکتا بلکہ مؤکل کو واپس لوٹانا لازم ہوتا ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 بس کا کرایہ ادا کرنا بھول گئے تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے کراچی کی لوکل بس میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک سفر کیا، دورانِ سفر کنڈیکٹر نے مجھ سے کرایہ طلب نہیں کیا اور میں بھی اسے کرایہ دینا بھول گیا، منزل پر اترنے کے بعد یاد آیا۔ اب اس بس کو ڈھونڈنا بھی مشکل ہے۔ اب میں کرائے کی رقم کا کیا کروں؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں آپ پر لازم ہے کہ اس بس کو تلاش کرکے یہ رقم ان تک پہنچائیں، فی زمانہ یہ کام زیادہ مشکل بھی نہیں ہے، عموماً روٹ کی لوکل بسیں روزانہ ملتے جلتے ٹائم پر مخصوص مقامات سے گزرتی ہیں لہٰذا ہر ممکن کوشش کی جائے کہ کرائے کی رقم اصل مالک تک پہنچ جائے، پھر اگر کسی طرح بھی مالک کے ملنے کی امید باقی نہ رہے تو کرائے کی رقم اصل مالک کی طرف سے صدقہ کردیں۔ ہاں صدقہ کرنے کے بعد اگر کسی طرح وہ بس مل جائے اور بس کا اصل مالک صدقہ کرنے پر راضی نہ ہو تو اب آپ کو وہ رقم اسے ادا کرنی ہوگی۔

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت رحمۃُ اللہِ علیہ سے ایک شخص کے متعلق سوال ہوا جس نے گاڑی میں سفر کیا اور کسی وجہ سے کرایہ ادا نہ کرسکا تو اب اسے کیا کرنا چاہیے؟ جواباً ارشاد فرمایا: ”اسٹیشن پر جانے والی گاڑیاں اگر کوئی مانع قوی نہ ہو تو ہر گاڑی کہ آمد ورفت پر ضرور آتی جاتی ہیں۔ اگر زید اسٹیشن پر تلاش کرتا، ملنا آسان تھا، اب بھی خود یا بذریعہ کسی متدیّن معتمد کے تلاش کرائے، اگر ملے دے دیئے جائیں، ورنہ جب یاس و نااُمیدی ہو جائے اس کی طرف سے تصدّق کر دے، اگر پھر کبھی وہ ملے اور اس تصدّق پر راضی نہ ہو، تو اسے اپنے پاس سے دے۔“ (فتاویٰ رضویہ، 25/55)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

4 چیز کی قیمت پر قبضہ کرنے سے پہلے اسے صدقہ کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے دوست کی اناج کی دوکان ہے۔ میں نے اس سے دو ہزار روپے کا سامان خریدا تو اس نے مجھ سے سامان کی قیمت نہیں لی اور کہا کہ یہ پیسے میرے فلاں دوست کو نفلی صدقے کے طور پر دے دینا۔ میری رہنمائی فرمائیں کہ یہ رقم میں اپنے اس دوست کی طرف سے دوسرے دوست کو دے سکتا ہوں، یا صدقہ کرنے سے پہلے اس رقم پر دوکاندار کا قبضہ ہونا ضروری ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں آپ یہ دو ہزار روپے دوکاندار کے قبضے میں دیے بغیر بھی دوسرے دوست کو صدقے کے طور پر دے سکتے ہیں۔ کیونکہ قواعدِ شرعیہ کی روشنی میں فروخت کنندہ اگر ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے وہ رقم صدقہ کرنا چاہے تو کرسکتا ہے، اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ”ثمن میں قبضہ کرنے سے پہلے تصرف جائز ہے اُس کو بیع وہبہ واجارہ وصدقہ ووصیت سب کچھ کرسکتے ہیں۔“

(بہار شریعت، 2/749)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

Go To Index

حضرت سیّدُنا یوسف علیہ السّلام کا حسن اور برکات (قسط:06)

مولانا ابو عبید عطّاری مدنی*

حُسنِ یوسفی کی شان آخر کار بھائی پھر مصر کی طرف روانہ ہوئے، جب وہ حضرت یوسف علیہ السّلام کے پاس پہنچے تو کہنے لگے: اے عزیز! ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو تنگی، بھوک کی سختی اور جسموں کے دُبلا ہو جانے کی وجہ سے مصیبت پہنچی ہوئی ہے، ہم حقیر سا سرمایہ لے کر آئے ہیں جسے کوئی سوداگر اپنے مال کی قیمت میں قبول نہ کرے۔ وہ سرمایا چند کھوٹے درہم اور گھر کی اشیاء میں سے چند پُرانی بوسیدہ چیزیں تھیں، آپ ہمیں پورا ناپ دے دیجیے جیسا کھرے داموں سے دیتے تھے اور یہ ناقص پونجی قبول کر کے ہم پر کچھ خیرات کیجیے بیشک اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو صِلہ دیتا ہے۔[1] بھائیوں کا یہ حال سُن کر حضرت یوسف علیہ السّلام پر گریہ طاری ہو گیا اور مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا: کیا یوسف کو مارنا، کنوئیں میں گرانا، بیچنا، والد صاحب سے جُدا کرنا اور اُن کے بعد اُن کے بھائی کو تنگ رکھنا، پریشان کرنا تمہیں یاد ہے اور یہ فرماتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السّلام کو تبسّم آ گیا، بھائیوں نے جب حضرت یوسف کے گوہرِ دندان کا حُسن دیکھا تو پہچانا کہ یہ تو جمالِ یوسفی کی شان ہے[2] لہذا کہنے لگے: کیا واقعی آپ ہی یوسف ہیں؟ حضرت یوسف علیہ السّلام نے فرمایا: ہاں! میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے، بیشک اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا، ہمیں جُدائی کے بعد سلامتی کے ساتھ ملایا اور دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ بے شک جو گُناہوں سے بچے اور اللہ تعالیٰ کے فرائض کی بجا آوری کرے، اپنے نفس کو ہر اس بات یا عمل سے روک کر رکھے جسے اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام فرمایا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کا ثواب اور اس کی اِطاعت گُزاریوں کی جزا ضائع نہیں کرتا۔

اعترافِ جُرم حضرت یوسف علیہ السّلام کے بھائیوں نے اپنی خطاؤں کا اعتراف کرتے ہوئے کہا: خدا کی قسم! بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب فرمایا اور آپ کو ہم پر علم، عقل، صبر، حِلم اور بادشاہت میں فضیلت دی، بے شک ہم خطاکار تھے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزّت دی، بادشاہ بنایا اور ہمیں مسکین بنا کر آپ کے سامنے لایا۔[3]

والدِ ماجِد کے لیے اپنا کُرتا بھیجا جب تعارُف ہو گیا تو حضرت یوسف علیہ السّلام نے بھائیوں سے اپنے والدِ ماجِد کا حال دریافت کیا اُنہوں نے کہا: آپ کی جُدائی کے غم میں روتے روتے اُن کی بینائی بحال نہیں رہی۔ حضرت یوسف علیہ السّلام نے فرمایا: میرا یہ کُرتا لے جاؤ جو میرے والدِ ماجد نے تعویذ بنا کر میرے گلے میں ڈال دیا تھا اور اسے میرے باپ کے منہ پر ڈال دینا وہ دیکھنے والے ہو جائیں گے اور اپنے سب گھر بھر کو میرے پاس لے آؤ تاکہ جس طرح وہ میری موت کی خبر سُن کر غمزدہ ہوئے اسی طرح میری بادشاہت کا نظارہ کر کے خوش ہو جائیں۔[4] جب (بھائیوں کا) قافلہ مصر کی سرزمین سے نکلا اور کَنْعان کی طرف روانہ ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السّلام نے اپنے بیٹوں اور پوتوں یا پوتوں اور پاس والوں سے فرمادیا:

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کراچی

Go To Index

بیشک! میں یوسف کی قمیص سے جنّت کی خوشبو پارہا ہوں۔ اگر تم مجھے کم سمجھ نہ کہو تو تم ضَرور میری بات کی تصدیق کروگے۔[5]

ایک بیٹے یہودا بہت تیزی سے سفر طے کرکے والد صاحب کے پاس پہنچے اور جونہی حضرت یوسف علیہ السّلام کی قمیص حضرت یعقوب علیہ السّلام کے چہرے پر ڈالی تو اسی وقت ان کی آنکھیں دُرست ہوگئیں اور کمزوری کے بعد قوّت اور غم کے بعد خوشی لوٹ آئی، پھر حضرت یعقوب علیہ السّلام نے فرمایا: میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ بات جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے کہ حضرت یوسف علیہ السّلام زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں آپس میں ملا دے گا۔[6]

یعقوب علیہ السّلام مصر روانہ ہوگئے حضرت یوسف علیہ السّلام نے اپنے والدِ ماجد کو اور اُن کے اہل واولاد کو بلانے کے لیے اپنے بھائیوں کے ساتھ 200 سواریاں اور کثیر سامان بھیجا تھا، حضرت یعقوب علیہ السّلام نے مصر تشریف لے جانے کا اِرادہ فرمایا اور اپنے اہلِ خانہ کو جمع کیا تو وہ کُل مرد و عورت 72 یا 73 افراد تھے۔[7]

والد کی آمد پر خوشی کا اظہار جب حضرت یعقوب علیہ السّلام مصر کے قریب پہنچے تو اُدھر سے حضرت یوسف علیہ السّلام نے مصر کے بادشاہِ اعظم کو اپنے والدِ ماجد کی تشریف آوری کی اِطلاع دی اور چار ہزار لشکری اور بہت سے مصری سواروں کو ہمراہ لے کر آپ اپنے والد صاحب کے استقبال کے لیے صدہا ریشمی پھَریرے اُڑاتے اور قطاریں باندھے روانہ ہوئے۔

فرشتے بھی حاضر ہوگئے حضرت یعقوب علیہ السّلام اپنے فرزند یہودا کے ہاتھ پر ٹیک لگائے تشریف لارہے تھے کہ آپ علیہ السّلام کی نظر لشکر پر پڑی تو دیکھا کہ صحرا زرق بَرق سواروں سے پُر ہورہا ہے، فرمانے لگے: اے یہودا! کیا یہ فرعونِ مصر ہے جس کا لشکر اس شان و شوکت سے آرہا ہے؟ یہودا نے عرض کی: نہیں! یہ آپ کے فرزند حضرت یوسف علیہ السّلام ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السّلام نے حضرت یعقوب علیہ السّلام کو متعجب دیکھ کر عرض کیا: ہَوا کی طرف نظر فرمایئے، آپ کی خوشی میں شرکت کے لیے فرشتے حاضر ہوئے ہیں جو کہ مدّتوں آپ علیہ السّلام کے غم کی وجہ سے روتے رہے ہیں۔ فرشتوں کی تسبیح، گھوڑوں کے ہنہنانے اور طبل و بگل کی آوازوں نے عجیب کیفیت پیدا کردی تھی۔

والد کے اَدب کا نرالہ انداز یہ محرم کی دسویں تاریخ تھی، جب دونوں حضرات یعنی حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السّلام قریب ہوئے تو حضرت یوسف علیہ السّلام نے سلام عرض کرنے کا اِرادہ ظاہر کیا۔ حضرت جبریل علیہ السّلام نے عرض کی: آپ توقف کیجیے! والد صاحب کو پہلے سلام کا موقع دیجیے، چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السّلام نے فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَامُذْهِبَ الْاَحْزَانِ یعنی اے غم و اَندوہ کے دُور کرنے والے! تجھ پر سلام ہو۔ پھر دونوں صاحبوں نے اُتر کر معانقہ کیا اور مل کر خوب روئے، پھر اس مزیّن رہائش گاہ میں داخل ہوئے جو پہلے سے حضرت یعقوب علیہ السّلام کے استقبال کے لیے نفیس خیمے وغیرہ نصب کرکے آراستہ کی گئی تھی۔[8]

خواب شرمندۂ تعبیر ہوا جب حضرت یوسف علیہ السّلام اپنے والدین اور بھائیوں کے ساتھ مصر میں داخل ہوئے اور دربارِ شاہی میں اپنے تخت پر جلوہ اَفروز ہوئے تو انہوں نے اپنے والدین کو بھی اپنے ساتھ تخت پر بٹھالیا، اس کے بعد والدین اور سب بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السّلام کو سجدہ کیا۔[9] حضرت یوسف علیہ السّلام نے جب انہیں سجدہ کرتے دیکھا تو کہا: اے میرے باپ! یہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے بچپن کی حالت میں دیکھا تھا۔ بیشک وہ خواب میرے ربِّ پاک نے بیداری کی حالت میں سچّا کردیا۔[10]

---

(1) صراط الجنان، 5/52 (2) صراط الجنان، 5/52 بتغیر (3) صراط الجنان، 5/53 بتغیر (4) صراط الجنان، 5/55 (5) صراط الجنان، 5/57 (6) صراط الجنان، 5/58 بتغیر (7) صراط الجنان، 5/59 بتغیر (8) صراط الجنان، 5/59، 60 بتغیر (9) صراط الجنان، 5/62، یہ سجدہ تعظیم اور عاجزی کے اظہار کے طور پر تھا اور اُن کی شریعت میں جائز تھا جیسے ہماری شریعت میں کسی عظمت والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا، مصافحہ کرنا اور دست بوسی کرنا جائز ہے۔ یاد رہے کہ سجدۂ عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لیے کبھی جائز نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ یہ شرک ہے اور سجدۂ تعظیمی بھی ہماری شریعت میں جائز نہیں۔ (صراط الجنان، 5/62) (10) صراط الجنان، 5/62۔

مقامِ اُحد

حضرت عُمیر بن وَہب جُمَحی رضی اللہ عنہ

مولانا عدنان احمد عطّاری مَدَنی*

عظیم صحابیِ رسول حضرت عُمیر بن وَہب جُمَحِی رضی اللہُ عنہ اسلام لانے سے پہلے اسلام اور اہلِ اسلام کے شدید مخالف تھے آپ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کو شدید تکالیف دیتے تھے۔ آپ کے اسلام لانے کا واقعہ معجزاتِ نبوی کی ایک روشن مثال ہے۔[1]

غزوۂ بدر سے پہلے آپ رضی اللہُ عنہ غزوۂ بدر میں مشرکین کی طرف سے شریک ہوئے چونکہ بہت بہادر اور قریش میں بڑی عزّت کا مقام رکھتے تھے[2] اس لیے قریش نے آپ کو مسلمانوں کی تعداد اور طاقت کا اندازہ لگانے کے لیے بھیجا۔ آپ نے اپنے گھوڑے پر لشکرِ اسلام کے گِرد چکر لگایا اور کہا: مسلمان تین سو کے قریب ہیں، پھر وادی کا چکر لگایا اور آکر خبر دی: ان کے پیچھے کوئی مدد نہیں، پھر کہا: اے گروہِ قریش! میں نے ایسی بلائیں دیکھی ہیں جو موت کو اُٹھائے ہوئے ہیں، ان لوگوں کے پاس اپنی تلواروں کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں۔ اب تم اپنی رائے پر غور کرلو (کہ جنگ کرنی ہے یا نہیں)۔[3] معرکۂ بدر میں کفّارِ قریش کو ذلّت آمیز شکست ہوئی اور آپ کا بیٹا "وَہب" مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہو گیا۔[4] آپ خود ایک انصاری صحابی کے ہاتھوں شدید زخمی ہو کر گر پڑے لیکن رات کی ٹھنڈک سے کچھ افاقہ ہوا تو چھپتے چھپاتے مکہ پہنچ گئے اور صحت یابی پائی۔[5]

قتل کا منصوبہ کچھ دنوں بعد آپ اور صَفوان بن اُمَیّہ حطیمِ کعبہ میں بیٹھے بدر کے مقتولین کو یاد کر رہے تھے۔ (صفوان کا باپ اُمیہ بن خلف بھی میدانِ بدر میں مارا گیا تھا،) صفوان نے کہا: خدا کی قسم! ان کے بعد زندگی میں کوئی لطف نہیں۔ آپ نے کہا: تم سچ کہتے ہو۔ اللہ کی قسم! اگر مجھ پر بھاری قرض نہ ہوتا اور اپنے بعد اپنے بچّوں کی مفلسی کی فکر نہ ہوتی تو میں محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے پاس جا کر ان کو قتل کر دیتا۔ میرے پاس وہاں جانے کا ایک بہانہ بھی ہے کہ میرا بیٹا ان کی قید میں ہے، صفوان نے فوراً کہا: تمہارا قرض میرے ذمّہ ہے، میں اسے اَدا کروں گا اور میں تمہارے بچّوں کی کفالت کروں گا۔ آپ نے کہا: پھر تم اس معاملے کو پوشیدہ رکھنا، صفوان نے راز داری کا وعدہ کر لیا۔[6]

مدینے کا سفر آپ نے تلوار کو تیز کروایا پھر اسے زہر میں بجھایا اور مدینہ کی طرف چل دیئے۔ مسجدِ نبوی کے قریب پہنچے تو فاروقِ اعظم رضیَ اللہ عنہ نے پہچان لیا اور فرمایا: یہ اللہ کا دشمن عُمیر بن وَہب ہے! خدا کی قسم! یہ کسی شر کے اِرادے سے ہی آیا ہے۔ فوراً بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر خبر دی، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: میرے پاس لے آؤ۔ فاروقِ اعظم رضیَ اللہ عنہ آپ کو سختی سے کھینچتے ہوئے بارگاہِ رسالت میں لے آئے۔[7]

*سینیئر استاذ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، کراچی

Go To Index

غیبی خبر کا ظہور رسولِ مکرّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے عمیر! تم کس اِرادے سے آئے ہو؟ عرض کی: اپنے قیدی بیٹے کی وجہ سے آیا ہوں، آپ اس پر احسان فرمائیں، ارشاد فرمایا: تو پھر گردن میں یہ تلوار کیوں لٹک رہی ہے؟ عرض کی: اللہ ان تلواروں کا بھلا نہ کرے، کیا یہ ہمارے کچھ کام آئیں؟ رسولِ کریم نے فرمایا: سچ بتاؤ! کس لیے آئے ہو؟ آپ نے وہی بات دہرادی۔ تب رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تم اور صفوان حطیم میں بیٹھے تھے، تم نے قریش کے مقتولین کا ذکر کیا اور کہا: اگر مجھ پر قرض اور بچّوں کا بوجھ نہ ہوتا تو میں محمد کو قتل کر دیتا۔ اس پر صفوان نے تمہارے قرض اور بچّوں کی ذمّہ داری اس شرط پر اُٹھالی کہ تم مجھے قتل کرو گے، لیکن اللہ میرے اور تمہارے اِرادے کے درمیان حائل ہے۔ یہ سن کر آپ رضی اللہُ عنہ حیران ہوگئے اور پکار اُٹھے: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، ہم آپ کو آسمانی خبروں اور وحی کے معاملے میں جھٹلاتے تھے، لیکن یہ ایک ایسا معاملہ تھا جو میرے اور صفوان کے علاوہ کوئی نہ جانتا تھا، خدا کی قسم! مجھے یقین ہے کہ یہ خبر آپ کو اللہ ہی نے دی ہے۔ پھر رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابہ رضی اللہُ عنہم سے فرمایا: اپنے بھائی کو دین کی سمجھ دو، اسے قراٰن پڑھاؤ اور اس کے قیدی کو آزاد کردو۔ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے آپ کو قراٰن سکھایا اور آپ کے قیدی بیٹے "وہب" کو آزاد کردیا انہوں نے بھی اسلام قبول کرلیا۔[8]

مکّہ واپسی جب حضرت عمیر رضی اللہُ عنہ نے مکہ واپس جانے کا اِرادہ کیا تو عرض کی: یارسولَ اللہ! میں اللہ کے نور کو بجھانے اور مسلمانوں کو تکالیف پہنچانے میں آگے آگے رہا، اب آپ سے اجازت چاہتا ہوں تاکہ اہلِ مکہ کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلاؤں اور اسلام کی دعوت دوں، ورنہ جس طرح میں نے مسلمانوں کو دینِ حق قبول کرنے پر تکالیف دی تھیں اسی طرح ان کافروں کو کفر و شرک نہ چھوڑنے پر تکلیف دوں گا۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو اجازت دے دی۔ دوسری طرف مکّہ میں صفوان لوگوں کو خوشخبری دیتا کہ کچھ دنوں میں ایک واقعہ پیش آئے گا جو تمہیں بدر کا غم بھلادے گا۔[9] حضرت عمیر رضی اللہُ عنہ نے مکّے تشریف لاکر اپنے اسلام لانے کا اعلان کیا پھر گھر والوں کو بھی ایمان لانے کی دعوت دی، صفوان کو معلوم ہوا تو کہنے لگا: میں کبھی بھی عمیر سے بات نہیں کروں گا۔ ایک مرتبہ صفوان اپنے گھر میں تھا آپ رضی اللہُ عنہ اس کے پاس گئے اور اسے پکارا تو اس نے کوئی جواب نہ دیا، آپ نے فرمایا: اے صفوان! تو ہمارے قبیلے کا سردار ہے ہم پتّھروں کی عبادت کرتے اور ان کے لیے ذبح کیا کرتے تھے تم کیا سمجھتے ہو کہ کیا یہ دینِ حق ہے؟ لیکن صفوان نے کوئی جواب نہ دیا۔[10] آپ رضی اللہُ عنہ نے اہلِ مکّہ کو اسلام کی دعوت دی اور اسلام دشمنوں کو اذیت پہنچائی۔ آپ کی کوششوں سے بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہوگئے[11] پھر آپ نے مدینے کی جانب ہجرت کی۔[12]

صفوان کو امان ملی فتحِ مکہ کے موقع پر صفوان جدّہ کی طرف بھاگ نکلا تاکہ سمندر کے راستے یمن چلا جائے، حضرت عُمیر نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: میری قوم کا سردار صفوان بھاگ گیا ہے آپ اسے امان عطا کردیں۔ فرمایا: وہ امان میں ہے، اور بطورِ نشانی اپنا وہ عمامہ عطا فرمایا جسے پہن کر مکہ میں داخل ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہُ عنہ عمامہ مبارکہ لے کر صفوان کے پاس پہنچے اور اسے واپس لے آئے۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صفوان کو امان عطا فرما کر غور و فکر کے لیے چار ماہ کی مہلت دے دی، آخر کار حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہُ عنہ نے اسلام قبول کرلیا۔[13]

غزوات و وفات حضرت عمیر بن وہب رضی اللہُ عنہ نے غزوۂ اُحد اور دیگر غزوات میں شرکت کی سعادت پائی[14] آپ فتحِ مصر کے جانثاروں میں بھی شامل رہے۔[15] فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کے دَورِ خلافت 22 ہجری کے بعد آپ کی وفات ہوئی[16] ایک قول کے مطابق آپ نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہ کے زمانۂ خلافت کے شروع میں وفات پائی۔[17]

---

(1) سیرت ابن ہشام، ص274 (2) الاستیعاب، 3/294 (3) سیرت ابن ہشام، ص257 (4) سیرت ابن ہشام، ص274 (5) طبقاتِ ابنِ سعد، 4/151 (6) سیرتِ ابنِ ہشام، ص274 ملخصاً (7) سیرتِ ابنِ ہشام، ص274 (8) سیرتِ ابنِ ہشام، ص274 ملخصاً (9) سیرتِ ابن ہشام، ص274 (10) الاستیعاب، 3/295 (11) سیرتِ ابنِ ہشام، ص275 (12) الاعلام للزرکلی، 5/90 (13) سیرتِ ابنِ ہشام، ص475 ملخصاً (14) الاعلام للزرکلی، 5/90 (15) الاستیعاب، 3/295 (16) الاعلام للزرکلی، 5/90-انساب الاشراف للبلاذری، 10/253 (17) الاستیعاب، 3/295۔

Go To Index

مزار پیرِ طریقت خواجہ حکیم اصغر علی مستالوی رحمۃ اللہ علیہ

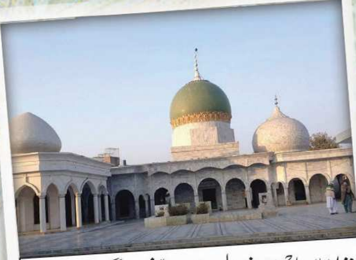
مزار سیّد حاجی احمد شاہ المعروف سیّد سخی صابر گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

مزار حضرت عبدُاللہ بن حارِث قَرشی سَہْمی رضی اللہُ عنہ

مزار حضرت خواجہ سراجُ الحق گورداسپوری رحمۃ اللہ علیہ

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابوماجد محمد شاہد عطّاری مَدَنی*

شوّالُ المکرّم اسلامی سال کا دسواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 120 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" شوّالُ المکرّم 1438ھ تا 1446ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے۔ مزید 13 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

1 حضرت عبدُاللہ بن حارِث قَرشی سَہْمی رضی اللہُ عنہ قریش کے سردار حارث بن قَیس کے بیٹے تھے، زمانہ جاہلیت میں اس خاندان میں سیادت (سرداری) و دولت دونوں جمع تھیں، حضرت عبدُاللہ شاعر بھی تھے، انہوں نے اپنے دیگر بھائیوں کے ساتھ ابتدا میں ہی اسلام قبول کیا، حبشہ ہجرت کی اور غزوۂ طائف میں شوّال 8ھ کو شہید ہوئے۔[1] 2 حضرت عبدُاللہ بن ابو اُمیہ مَخْزومی قرشی رضی اللہُ عنہ کے والد بنو مخزوم کے معزّز و فیاض و سخی تھے، دورانِ سفر قافلے والوں کی کفالت کرنے کی وجہ سے زادُ الرّاکب مشہور تھے، ان کی والدہ عاتِکہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پھوپھی تھیں، آپ اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہُ عنہا کے باپ شریک بھائی تھے، فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے، فتح مکہ، غزوۂ حنین اور غزوۂ طائف میں شرکت کی اور غزوۂ طائف شوّال 8ھ میں شہید ہوئے۔[2]

اولیائے کرام رحمہم اللہ السَّلام

3 صوفیِ باصفا خواجہ فرخ عمری مجدّدی سرہندی المعروف مولوی معنوی رحمۃُ اللہِ علیہ علومِ ظاہری و باطنی کے جامع، بہترین مدرّس اور درسی کتب کے شارح و محشی تھے، خاندان مجدّدیہ کے تقریباً تمام صاحبزادگان آپ کے شاگرد ہیں، آپ کا وصال 4 شوّال 1118ھ کو ہوا، قبّہ مجدّد اَلفِ ثانی سے جانبِ جنوب ایک قبے میں مدفون ہیں۔[3] 4 مرشد محدّثِ اعظم پاکستان، سراجُ الاولیاء حضرت خواجہ سراجُ الحق گورداسپوری رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 14 ذیقعدہ 1273ھ کرنال، ہند کے قریشی فاروقی گھرانے میں ہوئی، آپ نے ابتدا میں تحصیل دار کی نوکری کی، پھر اپنے آپ کو دین کے لیے وقف کیا اور دورہ حدیث کر کے فارغ التحصیل ہوئے، بیعت و خلافت کا شرف سلسلہ چشتیہ صابریہ سے حاصل ہوا، سراجُ الاولیاء اور آپ کے خلفا نے فتنہ قادیانیت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، آپ سے کئی کرامات کا صدور بھی ہوا، آپ کا وصال 28 شوّال 1350ھ کو ہوا، آپ کا مزار محلّہ غفوری گورداسپور پنجاب ہند میں ہے۔[4] 5 پیرِ طریقت مفتی سیّد امیر محمد شاہ حسینی نقشبندی رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش گوٹھ امینانی شریف، نزد خدا آباد ضلع دادو، سندھ میں ہوئی، آپ صوفی باصفا، مفتیِ اسلام، بانیِ مدرسہ عین العلوم گوٹھ امینانی، کثیر التلامذہ، صاحب فتاویٰ امیریہ اور استاذُ العلماء تھے، وصال 29 شوّال 1379ھ کو ہوا، مزار درگاہ امینانی شریف میں ہے۔[5] 6 پیرِ طریقت خواجہ حکیم اصغر علی مستالوی رحمۃُ اللہِ علیہ خلیفۂ آستانہ عالیہ مستال شریف خواجہ عبدالعلی مستالوی

* رکن مرکزی مجلسِ شوریٰ (دعوتِ اسلامی)
و نگرانِ مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ، کراچی

Go To Index

کے فرزند و خلیفہ، عالم و فاضل، حکیم حاذق، امام و خطیب جامع مسجد تلاب پختہ بنی محلہ راولپنڈی، شاعر، مصنّف اور بانیِ آستانہ عالیہ مستال شریف ہیں۔ آپ کی ولادت مستال شریف، آئی نائن، اسلام آباد میں ہوئی اور وصال 24 شوّال 1411ھ کو فرمایا، مزار مستال شریف، آئی نائن، اسلام آباد میں ہے۔[6]

علمائے اسلام رحمہم اللہ السّلام

(7) شیخ الشیوخ حضرت امام حافظ ابنِ صَیرفی ابو عَمرو عثمان بن سعید اموی دانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 371ھ کو قرطبہ میں ہوئی، آپ نے تحصیلِ علم کے بعد مصر، قیروان، تیونس اور پھر دانیہ، اُندلس میں درس و تدریس کی خدمات سر انجام دیں، آپ عالمِ اندلس، امامُ الوقت، حافظُ الحدیث، مفسّر و ادیب، واعظ و خطیب اور مستجابُ الدّعوات بُزُرگ تھے، مگر آپ کی شہرت علومِ قراٰنیہ بالخصوص فنِّ قراءت میں مہارت و تدریس کی وجہ سے ہے، آپ کا وصال دانیہ میں 15 شوّال 444ھ کو ہوا، نمازِ جنازہ میں سلطانُ الوقت سمیت کثیر لوگوں نے شرکت کی۔[7] (8) امام الائمہ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن ایّوب بن نوح غافقی بلنسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ یورپین ملک اسپین (Spain) کے شہر بلنسیہ (Valencia) کے رہنے والے تھے، آپ کی پیدائش 530ھ اور وصال 6 شوّال 608ھ کو ہوا۔ آپ علوم و فنون میں ماہر مالکی عالمِ دین، بہترین قاری، مفتی اسلام، مفسّر قراٰن، ادب عربی کے ماہر، جامع مسجد بلنسیہ کے خطیب، جود و سخا کے پیکر، اخلاقِ حسنہ کے مالک اور اندلس کے نابغۂ عصر تھے۔[8] (9) شیخ القراء حضرت امام زینُ الدّین عبد الرحمٰن بن شحاذۃ یمنی شافعی مصری رحمۃ اللہ علیہ 975ھ کو قاہرہ مصر میں پیدا ہوئے اور 15 شوّال 1050ھ کو وصال فرمایا، آپ شیخ القراء، امام المُجَوِّدین، مدرّس، کثیر التلامذہ، حسن ظاہری اور باطنی دونوں سے مالامال، ولی کامل اور فقیہِ عصر تھے۔ آپ مالدار تاجر بھی تھے، اپنا مال طلبہ و فقرا پر دل کھول کر خرچ کرتے تھے۔[9] (10) شیخ القراء حضرت علّامہ ابو سماح احمد بن رجب بقری شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1074ھ میں ہوئی، آپ ذہین و فطین، کثیر العلم، فقیہِ شافعی اور محقّق تھے، گھر ہو یا سفر بہت زیادہ تلاوت قراٰن کرتے۔ آپ پڑھنے پڑھانے میں بہت محنت کرتے تھے، زندگی کے آخری سال میں حج کے لیے تشریف لے گئے جب مقام نخل میں پہنچے تو آخر شوّال 1189ھ کو وفات ہوئی اور وہیں دفن کیے گئے۔[10] (11) عاشق الرسول حضرت مولانا عبد القدیر قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش شوّال 1311ھ بدایون، یوپی، ہند کے عثمانی علمی گھرانے میں ہوئی اور یہیں 3 شوّال 1379ھ کو وصال فرمایا۔ آپ جامع معقول و منقول، شیخِ طریقت، مدرس و جانشین مدرسہ و خانقاہ قادریہ بدایون، مفتی اعظم ریاست حیدر آباد دکن، مجاہد دین و ملّت، مسلمانوں کے فعّال رہنما اور تحریک آزادی ہند میں بھرپور حصّہ لیا۔[11] (12) شیخ الحدیث مولانا سیّد حاجی احمد شاہ المعروف سیّد سخی صابر گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1351ھ کو گجرات، پاکستان میں ہوئی، آپ جیّد عالمِ دین، تلمیذ حکیمُ الامت و محدّثِ اعظم پاکستان و شیخِ طریقت، استاذ العلماء اور جود و سخا کے پیکر تھے، ان کا وصال 30 شوّال 1401ھ میں ہوا، دربارِ عالیہ شہنشاہ ولایت محلّہ علی پورہ گجرات میں مدفون ہوئے۔[12]

(13) شمس الفقہاء حضرت مفتی محمد عبد اللہ بلوچ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1344ھ کو مکران، ایران میں ہوئی، آپ جید عالمِ دین و مفتی، علمائے کراچی بالخصوص تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی کے شاگرد، بہترین مدرّس، بانی دارُ العلوم مجدّدیہ نعیمیہ ملیر کراچی، استاذُ العلماء، محب کتب و مخطوطات اور صاحب فتاویٰ مجدّدیہ نعیمیہ ہیں۔ وصال روڈ ایکسیڈنٹ کی وجہ سے 10 شوّال 1402ھ کو فرمایا، مزار دارُ العلوم مجددیہ نعیمیہ میں ہے۔[13]

---

(1) دیکھیے: الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، 1/685-3/15-4/43 (2) دیکھیے: الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، 4/10-8/404 (3) روضۃ القیومیہ، 1/472، 473 (4) انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 3/400 تا 411 (5) انوار علمائے اہل سنت سندھ، ص54 تا 56 (6) انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 2/661 (7) سیر اعلام النبلاء، 13/481 تا 485 (8) غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء، 2/93- سیر اعلام النبلاء، 16/69 (9) خلاصۃ الاثر، 2/358- فوائد الارتحال، 4/583 (10) ہدیۃ العارفین، 1/179- تاریخ عجائب الآثار فی التراجم والاخبار (تاریخ الجبرتی)، 1/650 (11) اکابر بدایون، ص49 تا 58 (12) خفتگان خاک گجرات، ص24، 25 (13) انوار علمائے اہلسنت سندھ، ص486 تا 489۔

Go To Index

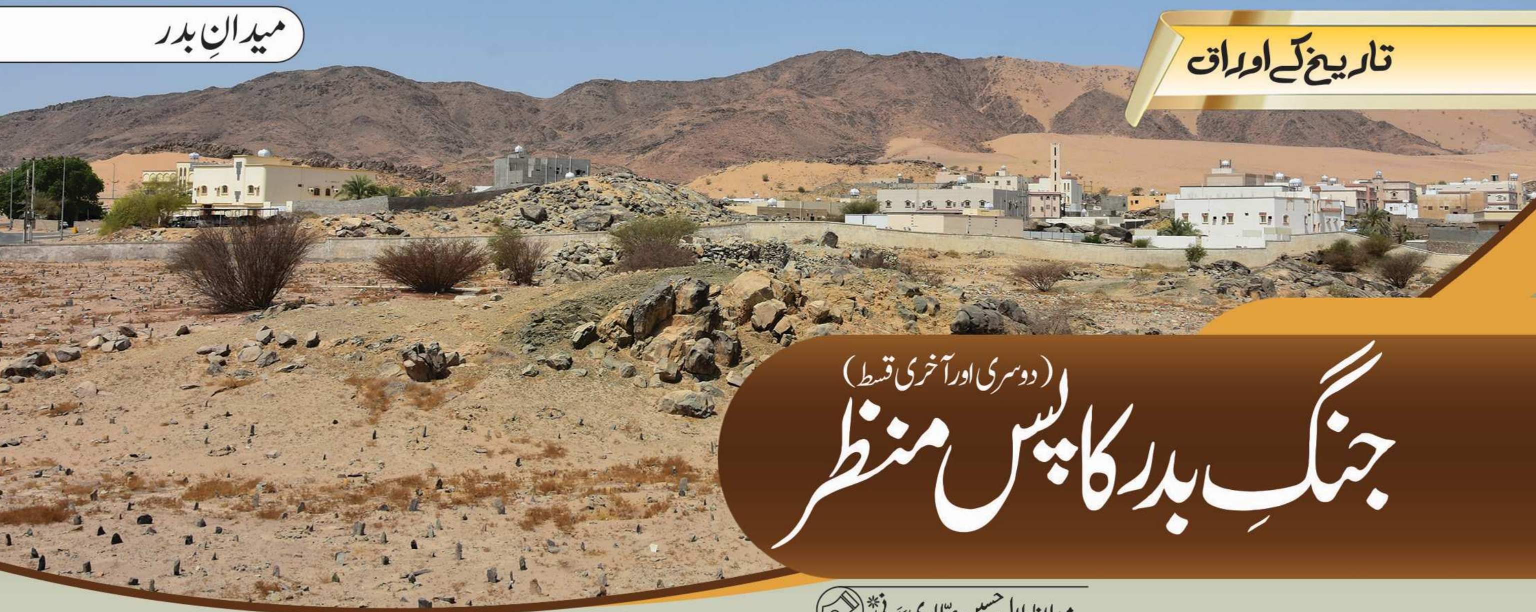

(دوسری اور آخری قسط)

جنگِ بدر کا پس منظر

مولانا بلال حسین عطّاری مَدَنی*

عُشیرہ اور بدر کے درمیانی عرصے میں ایک اور واقعہ رونما ہوا تھا: حضرت عبد اللہ بن جَحش کی سربراہی میں پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے 8 یا 12 اصحاب پر مشتمل ایک دستہ جاسوسی کے لیے (مکّہ اور طائف کے درمیان واقع) مقامِ ”نخلہ“ کی جانب روانہ فرمایا، مجبوراً ان کا ٹکراؤ کفّارِ قریش کے ایک قافلے سے ہو گیا، اس جھڑپ میں عَمرو بن حَضرَمی قتل ہو گیا جبکہ حکم بن کیسان (جو کہ بعد میں ایمان لے آئے تھے) اور عبد اللہ بن مُغیرہ کے لڑکے عثمان کو صحابہ گرفتار کر کے مال واسباب سے لدے اونٹوں سمیت مدینہ لے آئے۔ اس مہم کو تاریخ میں ”سریہ عبد اللہ بن جحش“ کے نام سے جانا جاتا ہے۔[1]

کفّارِ قریش اس واقعے کی وجہ سے پہلے ہی غیظ وغضب میں جل رہے تھے کہ قتل اور گرفتار ہونے والوں کا تعلّق مکّے کے معزّز گھرانوں سے تھا ایسے میں ضَمضَم بن عَمرو نے مکّہ آکر ابوسفیان کا پیغام بھی پہنچادیا کہ مسلمان تمہارے اس ملی تجارتی قافلے پر بھی نظریں گاڑے ہوئے ہیں، لہٰذا اس قافلے کی مدد کو پہنچو! یہ سُن کر مکّہ میں ہل چل مچ گئی، کفّارِ مکّہ جوشِ انتقام میں آپے سے باہر ہوگئے، کہنے لگے: ”محمد اور اس کے ساتھی کیا سمجھتے ہیں کہ وہ اس قافلے کو بھی ابنِ حَضرَمی کے قافلے کی طرح نگل لیں گے؟ خدا کی قسم اب ان کو لگ پتا جائے گا۔“ اَلغرض ابو لہب کے سوا تمام سردارانِ مکّہ پوری طرح مسلح ہو کر، ڈھیروں ڈھیر جنگی ساز وسامان اور خوراک کے ساتھ تقریباً ایک ہزار کا لشکر لے کر نکل پڑے۔[2]

راستے میں حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جب یہ خبر ملی کہ یہ مہم اب ایک نیا رُخ اختیار کر چکی ہے، یعنی قریش اپنے قافلے کی حفاظت کے لیے باقاعدہ جنگی فوج کی صورت میں بدر آرہے ہیں، تو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس تجارتی قافلے کے بجائے قریش کے جنگی لشکر سے ہونے والے ممکنہ ٹکراؤ کے متعلّق آگاہ کرتے ہوئے پوری صورتِ حال صحابہ کے سامنے رکھ دی،[3] جس کے بعد صحابہ نے نہایت ہی جوش وخروش کا اظہار کیا اور اس جہاد میں بخوشی شرکت کے عزم کا اظہار کیا۔ انصار ومہاجرین کی تقریریں گویا یہ کہہ رہی تھیں کہ کیا بدر اور کیا کفّارِ قریش! آپ کے فرمان پر تو ہم روم و فارس کو بھی اپنی تلواروں کی زیارت کروانے کے لیے تیار ہیں۔[4]

ابوسفیان جو کہ حجاز کی سرحد میں داخل ہونے سے پہلے ہی قاصد روانہ کر چکے تھے، جب بدر کے قریب آئے تو سخت پریشان تھے، بہت ہوشیاری سے قافلے کو آگے چلا رہے تھے، آپ بدر سے اچّھی طرح واقف تھے اور خوب اندازہ تھا کہ کس مقام پر گھات لگ سکتی ہے، اسی لیے آتے ہوئے راہ گیروں اور قافلوں سے مسلمانوں کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے تھے۔ بدر کے قریب قافلے سے علیحدہ ہو کر خود مسلمانوں کا سراغ لگانے نکلے اور اسی مقام پر آئے جہاں

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ،
شعبہ ذمہ دار ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

Go To Index

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جاسوس حضرت بَسْبَس اور حضرت عَدی رضی اللہ عنہمارُکے ہوئے تھے، یہاں ابوسفیان نے مَجْدی بن عَمروبدوی سے پوچھ گچھ کی، مجدی نے مدنی جاسوسوں کو دیکھا تو تھا مگر اسے کچھ پتا نہیں تھا کہ وہ کون تھے اور کیوں آئے تھے اس نے بس یہ بتادیا کہ دو سوار اس ٹیلے کے پاس رکے تھے، پھر پانی پی کر واپس چلے گئے۔ ابوسفیان کے لیے یہ خبر بھی کافی تھی، وہ اس جگہ پہنچے جہاں جاسوس کچھ دیر رکے تھے، اونٹوں کی مینگنیوں کے ذریعے تفتیش کرلی کہ ان اونٹوں نے مدینے کا چارہ کھایا ہے اور یہ سوار مدنی جاسوس تھے جو کہ ہمارے لیے خطرے کی گھنٹی ہے لہٰذا فوراً قافلے کی طرف بھاگے اور راستہ بدل کر بدر کو اپنے بائیں ہاتھ رکھتے ہوئے بحیرۂ احمر (Red Sea) کی کوسٹل لائن سے تیزی سے قافلہ لے گئے۔[5]

اس حکمت عملی سے ابوسفیان بچ نکلے اور جب انہیں اپنی حفاظت کا پورا پورا اطمینان ہو گیا تو انہوں نے قریش کو ایک تیز رفتار قاصد کے ذریعے پیغام بھیجا کہ تم لوگ مکّہ واپس لوٹ جاؤ کیونکہ ہم لوگ مسلمانوں کی یلغار سے بچ گئے ہیں اور جان ومال کی سلامتی کے ساتھ ہم بھی مکّہ پہنچ رہے ہیں۔ راستے میں کفارِ مکہ کو جب ابوسفیان کا یہ خط ملا تو ان میں اختلافِ رائے پیدا ہو گیا، قریش کے کچھ سمجھ دار لوگوں نے جنگ نہ کرنے کا عندیہ دیا بلکہ کچھ لوگ تو واپس بھی لوٹ گئے مگر ابوجہل ہر حال میں اپنی موت کی طرف جانا چاہ رہا تھا، اس کے خیالوں میں صرف بدر کی عیش و عشرت، ذبح ہوتے اونٹ، قریشی لشکر کی ناچ گانا کرتی خواتین اور مسلمانوں کا بہتا ہوا خون تھا تو وہ واپسی کا کہنے والوں پر بگڑ گیا اور آگے بڑھنے پر اِصرار کیا الغرض بنوزُہرہ و بنوعَدی کے علاوہ بقیہ قبائل نے جنگ میں شرکت کے لیے اپنے سَفَر کو جاری رکھا۔[6]

بالآخر 17 رمضانُ المبارک میدانِ بدر میں دونوں لشکر صف آرا ہوئے: ایک وہ ہے جس کی تعداد کم و بیش تین سو ہے، پاس ایک آدھ گھوڑا، 70 اونٹ، 6 زرہیں اور 8 تلواریں ہیں باقی غازیوں کے پاس کھجور کی لکڑیاں تھیں جبکہ دوسری جانب ایسا لشکر ہے جس میں عتبہ وشیبہ اور ابوجہل سمیت قریش کے لگ بھگ ہزار مشہور جنگجو موجود ہیں، پاس 100 گھوڑے، 700 اونٹ اور کثیر جنگی سامان ہے۔[7] ایک طرف وہ لشکر ہے جس نے ابوسفیان کے تجارتی قافلے کو روکنے کے اِرادے سے مدینہ چھوڑا تھا نہ کہ کفّارِ مکّہ کے نامور سرداروں، شہسواروں اور فن سپہ گری میں یکتائے روزگار افراد سے جنگ کی تیاری کے ساتھ جبکہ دوسری طرف مکّہ کے وہ قبائل ہیں جو پوری تیاری کے ساتھ صف بندی کئے ہوئے ہیں۔

مگر جب نَقّارۂ جنگ بجا اور مُبارَزَت سے شروع ہونے والے اس معرکہ میں دونوں لشکر گتھم گتھا ہوئے تو صحابۂ کرام اس قدر شجاعت سے لڑے کہ کفّارِ مکّہ کا تمام جوش و وَلولہ اور گھمنڈ دھرا کا دھرا رہ گیا، نصرتِ الٰہی اس طرح شامل حال ہوئی کہ میدان میں فرشتے بھی لڑے۔ گھمسان کے اس رَن میں جب عتبہ، شیبہ اور ابوجہل جیسے نامور سرداروں کی موت ہوئی تو کفّار کے پاؤں اُکھڑ گئے اور انہوں نے بزدلوں کی طرح راہِ فرار لی۔

اس طرح یہ جنگ مسلمانوں کی واضح فتح کی صورت میں اختتام پذیر ہوئی جس میں کفّارِ مکّہ کے 70 جنگجو واصل جہنّم ہوئے اور 70 ہی گرفتار ہوئے جبکہ 14 مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا جن میں سے 6 مہاجر اور 8 انصار تھے۔[8]

اس جنگ کے بعد قریشِ مکّہ میں صفِ ماتم بچھ گئی، قریش نے بھی پہلی بار سوگ کا دَور دیکھا اور اب وہ جان چکے تھے کہ مسلمان آسان ہدف نہیں ہیں۔ اس فتح نے ایک نئے نظریہ کی بھی بنیاد رکھی کہ جنگ میں تعداد اور وسائل ہار جیت کا معیار نہیں۔ اس فتح سے ریاستِ مدینہ نے قوّت و اِستحکام کا پہلا پڑاؤ سَر کیا جس کی بدولت مدینے کے یہود قبائل پر بھی دباؤ پڑا اور آنے والی جنگوں کے لیے مسلمانوں کے حوصلے بھی بڑھے کہ اب ہم ایسی ریاست بننے جارہے ہیں جو کسی سے بھی ٹکرانے کی گنجائش رکھے گی۔

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْصَارِ وَ الْمُھَاجِرِین

---

(1) زرقانی علی المواہب، 2/237 تا 239 (2) زرقانی علی المواہب، 2/263-سیرت حلبیہ، 2/201 (3) سیرت ابن ہشام، ص254 (4) زرقانی علی المواہب، 2/265 تا 268 (5) سیرت ابن ہشام، ص255 (6) سبل الہدیٰ والرشاد، 4/29، 30-سیرت ابن ہشام، ص255، 256 (7) زرقانی علی المواہب، 2/260، 261 -مدارج النبوۃ، 2/81-مراٰۃ المناجیح، 5/596 (8) سیرتِ ابن ہشام، ص295 تا 299-زرقانی علی المواہب، 2/325-سیرتِ مصطفیٰ، ص232۔

Go To Index

کُتب کا تعارف

خصوصی شمارہ

”خواتین کے لیے اسوۂ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم“ کی اشاعت

مولانا ابو النور راشد علی عطّاری مَدَنی*

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رہنمائی کے لیے جو عظیم الشان نعمت عطا فرمائی، وہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ گرامی ہے۔ آپ کی حیاتِ طیبہ محض تاریخی واقعات کا مجموعہ نہیں، بلکہ ہر دور، ہر خطے اور ہر طبقے کے لیے مکمل ضابطہ حیات ہے۔ قراٰن مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔(پ21، الاحزاب:21)

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زندگی کا ہر پہلو، ہر عمل، ہر قول اور ہر فعل ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔

سیرت النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مطالعہ محض علمی یا تاریخی دلچسپی کا سامان نہیں ہے بلکہ یہ ایمان کا لازمی تقاضا اور روحانی ترقی کا بنیادی ذریعہ ہے۔ جب کوئی مومن آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے دل میں آپ کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے، ایمان کی تازگی نصیب ہوتی ہے اور زندگی گزارنے کا صحیح طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت ایمان کی شرط ہے اور یہ محبت اس وقت پختہ ہو جاتی ہے جب ہم آپ کی حیاتِ مبارکہ کو قریب سے جانیں، آپ کے اخلاقِ کریمانہ سے واقف ہوں اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں اتاریں۔

یوں تو ہر طبقہ سے متعلق مرد وخواتین کے لیے سیرتِ مبارکہ کا مطالعہ بہت اہمیت کا حامل ہے، البتہ خواتین کے لیے سیرت النبی کا مطالعہ کئی اعتبار سے الگ ہی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عورتوں کو وہ مقام عطا فرمایا جو تاریخ میں کسی نے نہیں دیا۔ جس معاشرے میں بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا، جہاں عورت کو وراثت میں منتقل ہونے والا سامان سمجھا جاتا تھا، جہاں اسے کوئی حقوق حاصل نہ تھے، وہاں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خواتین کو عزت، احترام اور حقوق سے نوازا۔ آپ نے فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے، بیٹیوں کی تربیت پر جنت کی بشارت دی اور اہلِ خانہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والوں کو بہترین قرار دیا۔

آج کے دور میں جب خواتین مختلف چیلنجز کا سامنا کر رہی ہیں، جب وہ اپنی شناخت، اپنے حقوق اور اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں الجھنوں میں مبتلا ہیں، جب مغربی تہذیب اور جدیدیت کے نام پر انہیں گمراہ کیا جارہا ہے، ایسے میں سیرت النبی کا مطالعہ ان کے لیے روشنی کا مینار ثابت ہو سکتا ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ مبارکہ میں وہ تمام جوابات موجود ہیں جو ایک خاتون کو اپنی زندگی کے مختلف مراحل میں درکار ہوتے ہیں۔

شعبہ اسلامی بہنیں (دعوتِ اسلامی) کے شعبہ ”ماہنامہ خواتین“ کی طرف سے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے 1500 سالہ جشنِ ولادت باسعادت کی مناسبت سے یہ خصوصی شمارہ ”خواتین کے لیے اسوۂ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم“ شائع کیا گیا ہے جو تمام عاشقانِ رسول کے لیے بالعموم اور خواتین کے لیے بالخصوص ایک انمول تحفہ ہے۔ یہ شمارہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں سے روشناس کراتا ہے اور بتاتا ہے کہ خواتین کس طرح اپنی زندگی کو سیرت نبوی کے سانچے میں ڈھال سکتی ہیں۔

یہ خصوصی شمارہ اس لحاظ سے منفرد اور قابل قدر ہے کہ اس میں سیرت النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو خاص طور پر خواتین کے تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔ خواتین کی زندگی کے مختلف پہلوؤں، ان کے مسائل، ان کی ذمہ داریوں اور ان کی ضروریات کو مدِّ نظر رکھا گیا

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایم فِل علومِ اسلامیہ ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

ہے۔اس کی کثیر خصوصیات میں سے چند یہ ہیں کہ

- یہ خصوصی شمارہ اُمّتِ مسلمہ کی خواتین کے لیے ایک انمول تحفہ ہے جو سیرت النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی روشنی میں ان کی زندگی کے ہر پہلو کو مُنوَّر کرتا ہے۔
- اس شمارے میں خواتین کو روزمرّہ زندگی کے معاملات سے لے کر روحانی ترقی تک کی جامع اور عملی رہنمائی ملتی ہے۔
- صحابیات رضی اللہ عنہن کی مثالی زندگیوں سے بھرپور یہ مجموعہ ایمانی جذبے، محبتِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور ایثار کی بے مثال داستانیں پیش کرتا ہے۔
- یہ شمارہ مَردوں کو بھی ازدواجی اور خاندانی زندگی میں نبوی تعلیمات کی اہمیت سے آگاہ کرتا ہے۔
- خواتین کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے یہ ایک منفرد ذریعہ ہے جو قراٰن و سنت کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔
- یہ سیرت نمبر والدین کو اپنی بیٹیوں کی اسلامی تربیت کے لیے سیرت النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے رہنمائی حاصل کرنے کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔
- اس مجموعے میں اسلام کی وہ تعلیمات موجود ہیں جو خواتین کو معاشرے میں عزت واحترام کا صحیح مقام دلاتی ہیں۔
- خواتین کی معاشرتی، خاندانی اور اجتماعی ذمہ داریوں کو سیرت النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی روشنی میں واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔
- یہ شمارہ اخلاقِ حسنہ، کردار سازی اور تزکیہ نفس کے لیے ایک جامع رہنما ہے۔
- خواتین کو خوشگوار اور پُرسکون ازدواجی زندگی گزارنے کے نبوی اصول اور طریقے ملتے ہیں۔
- آخرت کی تیاری اور روحانی سکون کے لیے قیمتی ہدایات ملتی ہیں۔
- علما اور خطبا کو خواتین سے متعلق مسائل پر خطاب کے لیے مستند اور جامع مواد میسر آتا ہے۔
- دینی مدارس اور تعلیمی اداروں میں طالبات کو پڑھانے کے لیے یہ ایک بہترین نصابی کتاب ہے۔
- یہ شمارہ پورے خاندان کے ساتھ مل کر پڑھنے اور سیکھنے کا ایک بہترین ذریعہ بن سکتا ہے۔
- خواتین میں دینی شعور اجاگر کرنے کے لیے یہ ایک مؤثر اور مستند ذریعہ ہے۔
- خواتین کو درپیش مسائل کا حل قراٰن و سنت کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔
- خواتین کی ذہنی، نفسیاتی اور جذباتی صحت کو بہتر بنانے کے لیے نبوی تعلیمات کا خزانہ موجود ہے۔
- ہر مسلمان خاتون کے لیے یہ شمارہ نہ صرف پڑھنے کے قابل بلکہ اپنی زندگی میں اتارنے کے لیے ایک لازمی تحفہ ہے۔

خلاصہ یہ کہ ”خواتین کے لیے اسوۂ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم“ یہ خصوصی شمارہ ہر مسلمان گھر کی ضرورت ہے۔

شمارہ حاصل کرنے کے لیے آج ہی اپنے قریبی مکتبۃُ المدینہ پر رابطہ کریں یا آن لائن آرڈر کریں۔

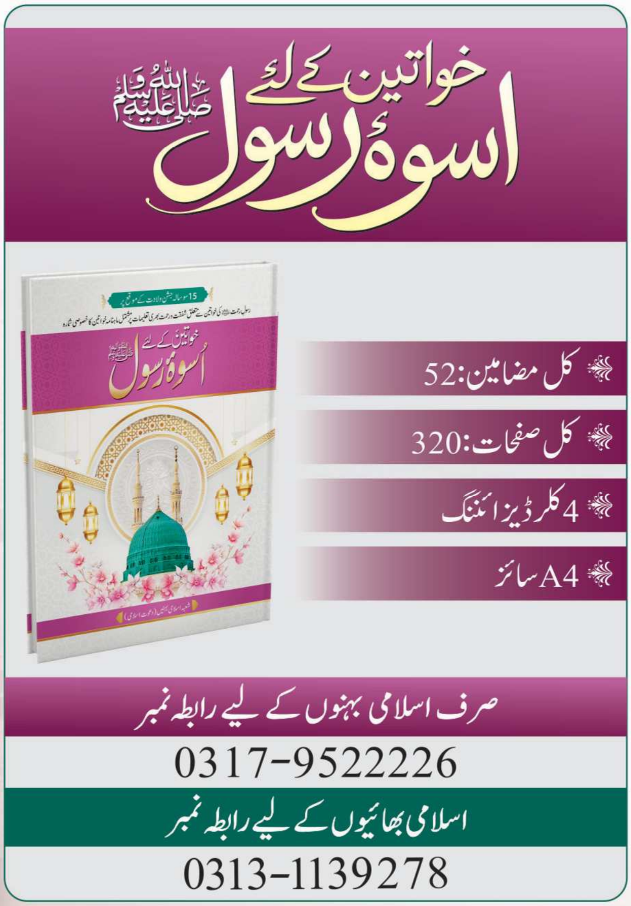

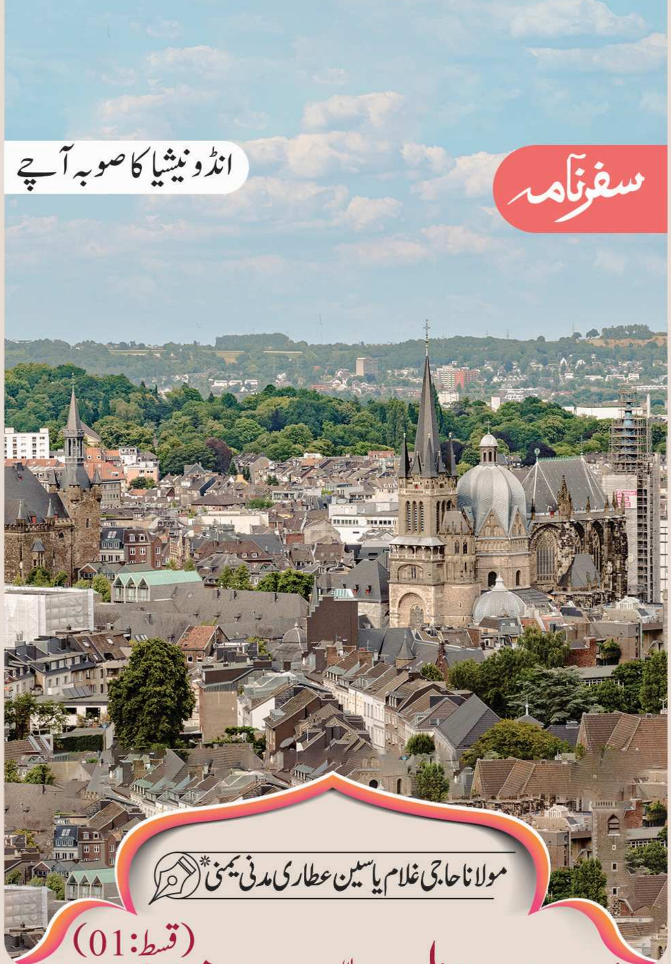
انڈونیشیا کا صوبہ آچے

مولانا حاجی غلام یاسین عطاری مدنی یمنی*

(قسط:01)

خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت کا سفرِ انڈونیشیا

خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت، حضرت علّامہ مولانا احمد عبید رضا عطّاری مدنی دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں کے سلسلے میں ملک و بیرونِ ملک سفر فرماتے رہتے ہیں۔ اکتوبر 2025ء میں ایک ایسا ہی تاریخی سفر انڈونیشیا کے صوبہ آچے کی طرف ہوا جو اپنے اندر تبلیغ و تربیَت، محبّت و عقیدت اور دینی جذبے کی داستان سموئے ہوئے ہے۔

سفر کا آغاز: آزمائش اور صبر کا درس

5 اکتوبر 2025ء کو انڈونیشیا کے عاشقانِ رسول خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت کے استقبال اور دیدار کے لیے چشمِ براہ تھے، لیکن اللہ کریم کی اس میں کوئی مشیّت و حکمت تھی کہ ایئرپورٹ پر کچھ پیچیدگیوں کی وجہ سے سفر نہ ہوسکا، لیکن یہ آزمائش دراصل صبر اور توکل کا درس تھی۔

اگلے دن 6 اکتوبر 2025ء کی ٹکٹ بک کروائی گئی اور ایک دن کا شیڈول منسوخ ہونے کے باوجود، خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے کامل صبر اور حوصلے کا مظاہرہ فرمایا۔ شام پانچ بجے کے قریب جب طیارہ انڈونیشیا کے صوبہ آچے کی سرزمین پر اُترا تو اسلامی بھائیوں کی ایک کثیر تعداد استقبال کے لیے موجود تھی۔ ملائیشیا سے آئے ہوئے دو اسلامی بھائی بھی اس استقبالیہ میں شریک تھے۔ خلیفۂ امیرِ اہلِ سنت اپنے صاحبزادے حاجی اُسید رضا کے ہمراہ تھے، مدرسۃُ المدینہ اور جامعۃُ المدینہ کے طلبہ بھی ہاتھوں میں پھول لیے استقبال کے لیے کھڑے تھے۔ یہ منظر جہاں لبوں پر مسکراہٹ کے پھول بکھیر رہا تھا وہیں دلوں میں محبتوں اور خوشیوں کا سمندر بن کر موجیں مار رہا تھا۔

پہلی حاضری صوبے کی سب سے بڑی مسجد، مسجد بیت الرحمٰن میں ہوئی۔ یہ مسجد نہ صرف وُسعت میں بلکہ اپنی روحانی عظمت میں بھی آچے کی شان ہے۔ یہاں مغرب کی نَماز اَدا کی گئی اور نَماز کے بعد وہیں ایک بُزُرگ حضرت حبیب ابو بکر بن حسین رحمۃُ اللہِ علیہ کے مزار شریف پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دراصل روحانی تربیَت کا ایک اَہم ذریعہ ہے۔ یہ ہمیں یاد دلاتی ہے کہ دین کی خدمت کرنے والے بُزرگانِ دین کس طرح اپنی زندگیاں اللہ کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں۔

مزار پر فاتحہ خوانی کے بعد مسجد میں ایک مدنی حلقہ منعقد ہوا جس میں خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت نے حاضرین کو تربیَت، اصلاح اور عشقِ رسول کے مدنی پھول پیش کیے اور ان کا انڈونیشین زبان میں ترجمہ بھی کیا گیا۔ اس کے بعد قِیام گاہ پر پہنچ کر کھانا تناول فرمایا اور آرام کیا۔

پیڈی کی طرف: دارُالعلوم اور تربیَت کا سفر

7 اکتوبر بروز منگل پیڈی شہر کی طرف سفر شروع ہوا۔ سب سے پہلے دارالعلوم نُورُالرشاد العزیزیہ پہنچے۔ یہاں کے طلبہ اور اساتذہ نے پرتپاک استقبال کیا۔

Go To Index

خلیفۂ امیر اہل سنت نے یہاں بچّوں کو اساتذہ کے اَدب کا درس دیا۔ دارُ العلوم کے مرحوم مہتمم اعلیٰ کی قبر پر حاضری دی اور ان کے لیے دُعائے مغفرت کی گئی۔ اس کے بعد موجودہ مہتمم اعلیٰ جو مرحوم کے داماد ہیں، ان سمیت کئی اساتذہ نے سلسلہ عالیہ عطاریہ قادریہ میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ بیعت دراصل ایک روحانی رشتہ ہے جو طالب کو مرشد سے جوڑتا ہے اور اس کی روحانی تربیَت کا آغاز کرتا ہے۔ یہاں دیگر لوگوں نے بھی بیعت کی اور نَماز اَدا کرنے کے بعد اگلے مقام کی طرف روانگی ہوئی۔

اگلا پڑاؤ دارُ العلوم باب البرکۃ المنورہ تھا۔ یہاں کا منظر دیکھنے سے تعلّق رکھتا تھا۔ طلبہ، اہلِ محلّہ، اہلِ علاقہ سب جمع ہو گئے تھے۔ خلیفۂ امیر اہل سنت نے ایک جامع بیان فرمایا جسے مقامی لوگوں نے بڑے شوق سے سنا، اور پردے میں خواتین نے بھی اس بیان سے استفادہ کیا۔ یہ اسلام کی خوبصورتی ہے کہ خواتین بھی علم دین سے محروم نہیں رہتیں۔

یہاں بھی بیعت کا سلسلہ ہوا اور نیک اولاد کے طلبگاروں کے لیے سیبوں پر اور بہت ساری پانی کی بوتلوں پر بھی دم کیا جنہیں لوگ برکت کے لیے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس کے بعد اسی شہر میں مسجد استقامہ پہنچے جہاں مغرب کے فوراً بعد بیان کا اہتمام تھا۔

مسجد استقامہ میں معجزاتِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر بیان ہوا۔ یہ موضوع لوگوں کے دلوں میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبّت بڑھانے اور دین اسلام کی حقانیّت دلوں میں بٹھانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ لوگوں نے خلیفۂ امیر اہل سنت کی بڑی عزّت و تکریم کی اور انہیں آنکھوں پر بٹھایا۔ یہ وہ عقیدت ہے جو مسلمانوں کے دلوں میں اللہ کے نیک بندوں کے لیے ہوتی ہے۔

بیان کے بعد پیڈی کے نگران کے گھر پر کھانے کی دعوت تھی۔ کھانے کے بعد تبرکات اور تحفے تقسیم ہوئے، خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت نے بعض شرکاء کے سر پر عمامے پہنائے اور حاضرین کو سلسلہ عطاریہ میں بیعت کیا۔

اس کے بعد ایک شخصیت کے کارخانے میں تشریف لے گئے، جو پاکستان بھی آچکے تھے۔ انہوں نے اپنے کارخانے میں ایسی جگہ بنائی ہے جہاں علما آکر وَرکرز کو پڑھاتے ہیں۔ یہ دین کی خدمت کی ایک نادر مثال ہے۔ یہاں خیر خواہی ہوئی، اور خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت نے وَرکز اور دیگر حاضرین کو تربیَت و اصلاح کے مدنی پھول بھی عطا فرمائے۔

یہاں سے رُخصت ہونے کے بعد رات دس بجے ایک اور دارُ العلوم تنویر الفتٰی میں جانا ہوا، جہاں مہتممِ ادارہ مولانا والد رملی صاحب دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ سے ملاقات ہوئی، انہوں نے کچھ سوالات کیے جن کے خلیفہ امیر اہل سنت نے تفصیلی جوابات دیے، وہ بہت مطمئن ہوئے۔ اس کے بعد تقریباً دو گھنٹے کا سفر طے کرکے واپس بندہ آچے شہر پہنچے۔ خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت نے رات گئے پہنچنے کے باوُجود تھکان کا کوئی تأثر نہ دیا۔ یقیناً یہ دین کی خدمت کا جذبہ تھا جو تھکاوٹ کو محسوس ہی نہیں ہونے دیتا۔

بندہ آچے: مزارات اور مدارس کا دورہ

8 اکتوبر، بدھ کا دن تھا۔ دوپہر دو بجے کے بعد دارُ السنہ بندہ آچے میں حاضری ہوئی جہاں سیّد عبد الکبیر عطّاری جو وقف مبلغ ہیں اور اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ وہیں رہائش پذیر ہیں، انہوں نے کھانے کی دعوت کا اہتمام کیا تھا۔ خلیفہ امیر اہل سنت صومِ داوٗدی کے معمول کے مطابق ایک دن روزہ رکھتے ہیں اور ایک دن نہیں رکھتے۔ یہ ان کے روزہ نہ رکھنے کا دن تھا، لہٰذا انہوں نے اِن کی دلجوئی کے لیے دعوت قبول فرمائی۔[1]

بیرونِ شہر سے آئے ہوئے کچھ مہمان مبلغین نے عمامہ پہننے کی خواہش ظاہر کی تو انہیں عمامہ شریف باندھا۔ عمامہ حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّت ہے اور مسلمانوں کا تاج ہے۔ اس سے ایک خاص وقار اور سنجیدگی پیدا ہوتی ہے۔

اس کے بعد بندہ آچے کے ایک دارُ العلوم "منی آچے" کا

دورہ ہوا جہاں کے مہتمم اعلیٰ ابی عمر رفسنجانی عطاری قادری ہیں۔ ان سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے تازہ ناریل پیش کیے۔ یہ مقامی روایات اور مہمان نوازی کی ایک خوبصورت مثال تھی۔

اس کے بعد معروف بُزرگ شیخ عبد الرؤف السنکیلی رحمۃُ اللہِ علیہ کے مزار پر حاضری دی گئی۔ یہ بُزرگ انڈونیشیا میں اسلام کی اشاعت میں نمایاں کِردار اَدا کرچکے ہیں۔ ان کے مزار پر فاتحہ خوانی اور دُعا کی گئی۔

بعد اَزاں دعوتِ اسلامی کے رہائشی مدرسے مدرسۃ المدینہ میں حاضری ہوئی۔ یہ مدرسہ دعوتِ اسلامی کی ایک خاص کاوش ہے جہاں بچّوں کو نہ صرف دینی تعلیم دی جاتی ہے بلکہ ان کی مکمل تربیَت کی جاتی ہے۔ خلیفۂ امیر اہلِ سنت نے یہاں مدنی پھول پیش کیے اور بچّوں کی تربیَت فرمائی نیز بچّوں کو نماز باجماعت کی اہمیّت، والدین کی اِطاعت اور سنّتوں پر عمل کرنے کی ترغیب دلائی۔

نمازِ عشا کے بعد بندہ آچے کی مسجد الجہاد میں سلطان الاولیاء شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ کی یاد میں گیارہویں شریف کا اجتماع تھا۔ اجتماع میں تلاوتِ قراٰن اور نعت شریف کے بعد خلیفۂ امیر اہلِ سنت نے غوث الاعظم رحمۃُ اللہِ علیہ کی سیرت و کرامات پر بیان فرمایا۔ لوگوں نے بڑے شوق سے سنا اور بہت سے لوگوں نے سلسلہ عالیہ عطاریہ قادریہ میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔

اجتماع کے بعد ملاقات اور کھانے کی دعوت کا سلسلہ رہا۔ جانشینِ مرشد کی رکنِ شوریٰ قاری ایاز صاحب کے گھر پر دیگر مبلغین کے ہمراہ دعوت تھی۔ یہاں بھی مبلغین کی تربیَت کے لیے ایک خاص نشست ہوئی جسے ”کسوٹی“ کہا جاتا ہے۔

یونیورسٹی میں سیمینار: عصری تعلیم اور دین کا امتزاج

9اکتوبر، جمعرات کو ایک خاص پروگرام تھا۔ اوئن الرانیری نیشنل یونیورسٹی آف اسلام میں اسلاموفوبیا کے موضوع پر سیمینار منعقد ہوا۔ یہ موضوع آج کے دور میں نہایت اہم ہے کیونکہ دنیا بھر میں اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں۔ خلیفۂ امیر اہلِ سنت نے اس موضوع پر تفصیلی بیان فرمایا اور طلبہ کے سوالات کے جوابات دیے۔

اسلاموفوبیا دراصل اسلام کے بارے میں لاعلمی اور غلط پروپیگنڈے کا نتیجہ ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو امن، محبّت اور انسانیت کا درس دیتا ہے۔

یونیورسٹی سے نکلنے کے بعد ایک معروف مدرسہ دارُالعلوم میں حاضری ہوئی جہاں تقریباً تین سے چار ہزار طلبہ دینی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا اِدارہ ہے جو انڈونیشیا میں اسلامی تعلیم کی ایک روشن مثال ہے۔ اسی دارالعلوم میں حضرت ابو ابراہیم رحمۃُ اللہِ علیہ کے مزار پر حاضری دی گئی۔ اسی دن یہاں ایک شادی کی تقریب میں بھی شرکت ہوئی اور علمائے کرام سے ملاقات ہوئی۔ چونکہ یہ دن روزے کا دن تھا، اس لیے خلیفۂ امیر اہلِ سنت نے کھانا تناول نہیں فرمایا۔ اس کے بعد دارُالعلوم مصباح الوریٰ الامیریہ آمد ہوئی جہاں طلبہ اور اساتذہ نے بڑی محبّت سے آپ کا استقبال کیا، اس دارُالعلوم میں بھی آپ نے سنتوں بھرا بیان فرمایا، بیان کے بعد سیبوں اور پانی کی بوتلوں پر دم کیا گیا۔ پھر معروف عالمِ دین مولانا طوبلقینی صاحب سے ملاقات ہوئی۔

اس دن کا آخری پروگرام بلانگ بنتانگ میں ہفتہ وار اجتماع تھا۔ یہاں مسجد میں خلیفۂ امیر اہلِ سنت نے بیان فرمایا۔ اجتماع کے بعد مقامی عالم دین ابوعبد الواحد عطّاری کے ہاں دعوت ہوئی جو مجلس حج وعمرہ کے ذمّہ دار اور دارُالعلوم کے مہتمم ہیں۔

دعوت کے بعد مدنی حلقہ ہوا جس میں انفرادی اصلاح اور سنّتوں پر عمل کی ترغیب دلائی گئی۔ (جاری ہے)

(1) ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن روزہ نہیں رکھنا صوم داؤدی کہلاتا ہے۔ (بخاری، 1/650، حدیث:1977) یہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السّلام کا مبارک معمول ہے۔

Go To Index

آپ کے تأثرات (منتخب)

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے بارے میں تأثرات وتجاویز موصول ہوئیں، جن میں سے منتخب تأثرات کے اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں۔

شخصیات کے تأثرات (اقتباسات)

1 مولانا محمد افضل عطاری مدنی: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ماہنامہ فیضانِ مدینہ ایک بہترین میگزین ہے، اس میں ہر ماہ کے حوالے سے بہترین موضوعات شامل کیے جاتے ہیں، یہ اسلامی دینی معلومات کا خزانہ ہے، 2017ء سے یہ شروع ہوا تھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! میرے موبائل میں اس کے سب شمارے ڈاؤن لوڈ ہیں، کافی پڑھ چکا ہوں۔

متفرق تأثرات و تجاویز (اقتباسات)

2 ماہنامہ فیضانِ مدینہ ہماری علمی ضَرورت کو پورا کررہا ہے، اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے، دعوتِ اسلامی کا یہ بڑا اَحسن اِقدام ہے۔(محمد وارث، بلوچستان) 3 ماہنامہ فیضانِ مدینہ پڑھنے کی بَرَکت سے علمِ دین میں خوب اضافہ ہورہا ہے، بِالخصوص "دارُالافتاء اہلسنت" اور "احکامِ تجارت" کے مضامین سے۔(غلام نبی، لاڑکانہ، سندھ) 4 مَا شَآءَ اللہ! ماہنامہ فیضانِ مدینہ علمِ دین حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے، اس کے ذریعے ہمیں بُزُرگوں کے اَعراس کا عِلم بھی ہوتا ہے اور بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔(عبدالجبار عطاری، پاکپتن شریف) 5 اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ماہنامہ فیضانِ مدینہ پڑھنے کی سعادت مل رہی ہے، اس کے مضامین بہت ہی پیارے ہوتے ہیں، اس میں ہر بار مختلف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں پڑھ کر بہت اچّھا لگتا ہے اور دل سے یہ دُعا نکلتی ہے کہ اللہ پاک ہمیں ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔(رباب شیخ، سندھی کالونی، دھابیجی، سندھ)

6 مجھے بچّوں کے مضامین پڑھنے میں بہت مزہ آتا ہے اور اس سے معلومات میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔(بنتِ عبدالستار، کراچی)

7 ماہنامہ فیضانِ مدینہ بہت اچّھا ذریعہ ہے نیکیوں میں لگانے کا، مجھے مضمون "اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے" بہت اچّھا لگتا ہے۔(حرا غضنفر علی، شیخوپورہ، لاہور) 8 مجھے ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں "مدنی مذاکرے کے سُوال جواب" اور "دارُ الافتاء اہلسنت" کے مضامین بہت اچّھے لگتے ہیں، ان سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔(بنتِ شاہد، لاہور) 9 مجھے ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں "اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل" والا ٹاپک بہت پسند ہے، اس سے ہمیں گھر بیٹھے ضَرورت کے مسائل کا خزانہ ہاتھ آتا ہے۔(بنتِ امیر حمزہ، سمندری، پنجاب) 10 مَا شَآءَ اللہ! ماہنامہ فیضانِ مدینہ ایک بہت اچّھا میگزین ہے، اس سے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے، میرا مشورہ یہ ہے کہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ سے قارئین کو وابستہ رکھنے کے لیے اس میں مزید کچھ ایکٹیویٹیز شامل کی جائیں جن سے قارئین اور ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں رابطہ قائم رہے۔

(بنتِ اسلم، لاہور)

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتے ہیں! اپنے تأثرات، تجاویز اور مشورے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ای میل ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923103330935) پر بھیج دیجئے۔

نئے لکھاری
(New Writers)
نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

خیانت کی قرآنی مذمت

عبدالرحمٰن عطاری
(درجہ رابعہ جامعۃُ المدینہ فیضانِ رضا چوہنگ، لاہور)

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو اپنے ماننے والوں کو اعلیٰ اخلاقی اقدار اپنانے کا درس دیتا ہے۔ ان اقدار میں ”امانت داری“ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے برعکس، ”خیانت“ ایک ایسا گھناؤنا عمل اور اخلاقی برائی ہے جس سے معاشرے کا سکون برباد ہو جاتا ہے۔ قراٰن مجید میں خیانت کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کی گئی ہے اور اسے اللہ کی ناپسندیدگی کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ اللہ پاک نے قراٰنِ کریم کی متعدد آیات میں اہلِ ایمان کو خیانت سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔ یہ برائی ایمان کی کمزوری اور منافقت کی جڑ ہے۔ خیانت کی مذمت کے متعلق 4 آیاتِ قراٰنی پڑھیے:

1 اللہ ورسول سے دغا اور امانتوں میں خیانت اللہ پاک نے اہلِ ایمان کو متنبہ فرمایا ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں امانتوں میں خیانت کا ارتکاب نہ کریں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(۲۷)﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: اے ایمان والو اللہ و رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت۔ (پ9، الانفال:27)

اس آیت سے واضح ہوا کہ خیانت صرف مالی نہیں بلکہ اللہ کے احکامات اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنت سے روگردانی بھی بہت بڑی خیانت ہے، چنانچہ تفسیر خزائن العرفان میں ہے: فرائض کا چھوڑ دینا اللہ تعالیٰ سے خیانت کرنا ہے اور سنّت کا ترک کرنا رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے (خیانت ہے)۔

(خزائن العرفان، ص323)

2 اللہ کی ناپسندیدگی کا سبب جو شخص دھوکا دہی، خیانت اور بددیانتی کا راستہ اپناتا ہے، وہ اللہ کی محبت اور نصرت سے محروم ہو جاتا ہے۔ سورۂ حج میں ایسے شخص کی مذمت اس طرح بیان کی گئی ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ۠(۳۸)﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: بے شک اللہ دوست نہیں رکھتا ہر بڑے دغا باز ناشکرے کو۔ (پ17، الحج:38)

یہ آیت بتاتی ہے کہ خیانت اور ناشکری کرنے والوں کو اللہ دوست نہیں رکھتا۔

3 خیانت کرنے والوں کا فریب نہیں چلتا خائن کتنا ہی فریب کیوں نہ دے، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کوئی چال کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ حق کا ساتھ دیتا ہے اور خیانت کرنے والوں کی مکاریوں کو بے نقاب کرتا ہے۔ سورۂ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السّلام کے واقعہ میں ایک اہم اصول بیان ہوا ہے: ﴿ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ

﴿...كَيْدَ الْخَآىِٕنِيْنَ(۵۲)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: یوسف نے کہا یہ میں نے اس لیے کیا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے پیٹھ پیچھے اس کی خیانت نہ کی اور اللہ دغابازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا۔ (پ12، یوسف:52)

4 امانت کی ادائیگی کا حکم اللہ پاک نے امانتوں کو متعلقہ افراد تک پہنچانے کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَاۙ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔ (پ5، النسآء:58)

خیانت کی مختلف صورتیں قراٰنی تعلیمات کی روشنی میں خیانت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اس میں مالی ومادی اور روحانی دونوں صورتیں شامل ہیں، کسی کا راز، یا وعدہ بھی امانت ہے۔ اسی طرح اللہ کے حقوق (جیسے نماز وروزہ) اور بندوں کے حقوق (جیسے ملازمت یا عہدے کے فرائض) کو پوری ایمانداری سے ادا نہ کرنا بھی خیانت میں شامل ہے۔

خیانت ایمان کی کمزوری کی علامت ہے اور معاشرتی بے چینی کا سبب ہے۔ قراٰنِ مجید نے سختی سے اس کی مذمت کرکے یہ واضح کر دیا ہے کہ خیانت کرنے والا شخص اللہ کی نظر میں ناپسندیدہ ہے اور وہ آخرت میں سخت عذاب کا مستحق ہوگا۔ بحیثیت مسلمان، ہمیں امانت داری کو اپنے کردار کا لازمی حصہ بنانا چاہیے تاکہ ہم دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کر سکیں۔

اللہ پاک ہمیں قراٰنی تعلیمات پڑھ کر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

اخلاص کی اہمیت حدیث کی روشنی میں

حاجی ریان عطاری
(درجہ رابعہ جامعۃ المدینہ فیضان فاروق اعظم سادھو کی لاہور)

انسانی اعمال کی اصل روح اخلاص ہے۔ اخلاص کے بغیر نہ عبادت میں جان باقی رہتی ہے اور نہ ہی عمل میں قبولیت کی ضمانت۔ اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا ہر قول و فعل صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو، نہ کہ دکھاوے، شہرت یا دنیاوی فائدے کے لیے۔ یہی وہ صفت ہے جو معمولی عمل کو عظیم بنا دیتی ہے اور بڑے سے بڑا عمل بھی اگر اخلاص سے خالی ہو تو بے وزن ہو جاتا ہے دینِ اسلام میں اخلاص کو بنیاد قرار دیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے ظاہری شکل وصورت کو نہیں، اسی لیے ایک مومن کی کامیابی کا راز اس کے اخلاص میں پوشیدہ ہے اور یہی اخلاص انسان کو اللہ کے قریب اور اس کے اعمال کو بارگاہِ الٰہی میں مقبول بناتا ہے، اخلاص کی اہمیت و فوائد کے متعلق 5 احادیث پڑھیے:

1 دین میں مخلص ہو جاؤ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہُ عنہ نے یمن کی طرف جاتے وقت عرض کی: یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم مجھے کچھ نصیحت فرمائیے تو نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے دین میں مخلص ہو جاؤ تھوڑا عمل بھی تمہیں کفایت کرے گا۔ (دیکھیے: مستدرک، 5/435، حدیث:7914)

2 اخلاص کے سبب امت کی مدد حضرت مصعب بن سعد رضی اللہُ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب میں نے یہ گمان کیا کہ مجھے دیگر صحابۂ کرام علیہمُ الرضوان پر کچھ فضیلت حاصل ہے تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اس امت کے کمزور لوگوں کی دعاؤں، نمازوں اور اخلاص کے سبب اس امت کی مدد کی جاتی ہے۔ (نسائی، ص518، حدیث:3175)

3 مخلصین کی وجہ سے آزمائش دور ہوتی ہے حضرت ثوبان رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مخلصین کے لیے خوشخبری ہے کہ وہی ہدایت کے چراغ ہیں انہی کی وجہ سے آزمائش کی ہر تاریکی چھٹ جاتی ہے۔ (جنت میں لے جانے والے اعمال، ص708)

4 اخلاص کے ساتھ کیے جانے والے اعمال مقبول نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا کہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ میں شریک سے پاک ہوں لہٰذا جس نے میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو وہ میرے شریک کے لیے ہے۔ اے لوگو! اپنے

اعمال میں اخلاص پیدا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف اخلاص کے ساتھ کیے جانے والے اعمال ہی کو قبول فرماتا ہے۔

(مجمع الزوائد،10/379، حدیث:17653)

5 دنیا ملعون ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون ہے سوائے اس چیز کے جس کے ذریعے اللہ پاک کی رضا چاہی جائے۔(جنت میں لے جانے والے اعمال، ص708)

پس ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے ہر قول و فعل میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو پیشِ نظر رکھے۔ دکھاوے، ریا اور شہرت کی خواہش سے اپنے دل کو پاک کرے کیونکہ اخلاص ہی وہ کسوٹی ہے جس پر اعمال کی قدر و قیمت متعین ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سچی نیت، خالص عمل اور دائمی اخلاص نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مطالعۂ حدیث کی ضرورت و اہمیت

محمد اسماعیل
(درجہ خامسہ ماڈل جامعۃُ المدینہ نیو سول لائن، فیصل آباد)

کلامُ اللہ کے بعد کلامِ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مرتبہ ہے اور کیوں نہ ہو کہ اللہ پاک کے بعد رسولُ اللہ کا مرتبہ ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: جہاں قراٰن کا نور ہے وہاں حدیث کا رنگ ہے، قراٰن سمندر ہے حدیث اس کا جہاز، قراٰن موتی ہے اور مضامینِ حدیث ان کے غواص، قراٰن اجمال ہے حدیث اس کی تفصیل، قراٰن ابہام ہے حدیث اس کی شرح۔ حضور کی ہر ادا قراٰنی آیات کی تفصیل ہے۔

تیرے کردار کو قراٰن کی تفسیر کہتے ہیں

غرضیکہ قراٰن و حدیث اسلام کی گاڑی کے دو پہیے ہیں یا مومن کے دو پَر جن میں سے ایک کے بغیر نہ یہ گاڑی چل سکتی ہے نہ مومن پرواز کر سکتا ہے۔(دیکھیے: مراٰۃ المناجیح،1/2)

حدیث قراٰن کی تفسیر ہے: اللہ پاک نے فرمایا: ﴿وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُۗ-وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْاۚ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔(پ28، الحشر:7)

حدیث قراٰن کی تفسیر کیسے ہے؟ ملاحظہ فرمائیں: اللہ پاک نے قراٰنِ کریم میں بار بار حکم دیا، نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو، اب سوال یہ بنتا ہے کہ نماز کیسے قائم کرنی ہے اور کب کرنی ہے اور زکوٰۃ کتنے مال پر ادا کرنی ہے۔ تو ان سب باتوں کا جواب ہمیں حدیث سے ہی ملتا ہے۔ اسی طرح قراٰنِ پاک نے خنزیر کا گوشت حرام کیا ہے مگر جو دیگر جانور حرام ہیں وہ کیسے حرام ہوئے اور کون کون سے حرام ہیں تو اس کا جواب بھی حدیث سے ملتا ہے۔ گویا کہ کتاب اللہ خاموش قراٰن ہے اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زندگی شریف بولتا ہوا قراٰن۔

فتنوں سے بچنے کے لیے حدیث کی ضرورت: جس طرح دورِ حاضر میں جدت تیزی کے ساتھ آرہی ہے اسی کے ساتھ ساتھ فتنوں میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ ان فتنوں کی شروعات لبرل ازم سے ہوتی ہے اور الحاد پر جا کر رکتی ہے۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: فَاِنِّیْ لَاَرَی الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُیُوْتِکُمْ کَوَقْعِ الْقَطْرِ ترجمہ: میں دیکھ رہا ہوں کہ (عنقریب) تمہارے گھروں میں فتنے اس طرح برس رہے ہوں گے، جیسے بارش برستی ہے۔(بخاری،4/431، حدیث:7060)

سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حدیث سے ہمیں رہنمائی ملتی ہے کہ فتنوں سے کیسے بچا جائے اور ایمان کو کیسے بچایا جائے۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ ترجمہ: جو شخص میری امت میں (عملی یا اعتقادی) خرابی پیدا ہونے کے وقت میری سنت پر عمل کرے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔(مشکاۃ المصابیح،1/55، حدیث:176)

اخلاق و کردار کی تکمیل میں حدیث کی ضرورت: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اخلاقِ عظیمہ کے مالک ہیں اور آپ کی سنت و احادیث کے بغیر انسان اخلاق اور کردار کی تکمیل تک

Go To Index

نہیں پہنچ سکتا۔ سرکارِ دو جہاں صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ صَالِحَ الْاَخْلَاقِ ترجمہ: مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے ہی مبعوث کیا گیا۔ (مسند احمد، 14/512، حدیث:8952)

احادیث ہمیں سکھاتی ہیں کہ تکبر سے کیسے بچا جائے اور کیسے عاجزی اختیار کی جائے، ریاکاری سے کیسے بچا جائے اور اخلاص کیسے پیدا کیا جائے، دل کو نرم کیسے کیا جائے، غصے پر قابو کیسے کیا جائے؟ احادیث میں گویا ہر مرض کا علاج ہے۔

اللہ پاک ہمیں اپنے محبوب کے کلام کا مطالعہ کرنے کی اور اس سے سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تحریری مقابلہ کے لیے موصول 479 مضامین کے مؤلفین

کراچی: سید محمد ارسلان قریشی عطاری، احمد رضا بن اعجاز، خیر بخش عطاری، محمد رفیق عطاری، محمد علی، ابو صَفی محمد علی، محمد اسد اللہ عطاری، عاطف علی، امجد علی جلالی، احسن رضا، احسن نور محمد، احمد رضا، اسد، اسرار احمد، احمد رضا محمد افضل، اللہ بخش، انعام اللہ عطاری، اورنگزیب، اویس رضا عطاری، اویس شبیر، اویم عطاری، تعظیم عطاری، تنویر احمد، جواد علی، حافظ محمد اویس قرنی، حسام رضا، عبد اللہ خان، حسن رضا، حسنین احمد، محمد نعیم رضا بن محمد اکرم، حمدان، حمزہ عباسی، خلیل احمد عطاری، ذوالقرنین حیدر، ذیشان، محمد عبد اللہ، احمد رضا عطاری، راؤ احمد رضا، رضوان شاہد، رضوان عطاری، زبیر، زوہیر، زین العابدین، زین سرور، ساجد علی عطاری، سجاد علی بن عبد الرحمٰن، سدھیر احمد، محمد اویس شبیر، نوید احمد، سلمان احمد عطاری، سمیع اللہ عطّاری، احمد مرتضٰی عطاری، سہیل احمد، سید اویس، سید ایاز علی، سید دلدار حسین، سید ریان شاہ، شاہد رضا عطاری، محمد حسن اعوان، شعیب رضا، شہباز، شہزاد رسول عطاری، شوکت رضا، شیر محمد عطاری، شیر زمان، صدام حسین عطّاری، ضیاء المصطفٰی، طلحہ حسن، طیب خان، عابد رضا، عادل عطاری، عاقب علی، احمد رضا بن ذیشان، عبد الخالق، عبد السبحان عطاری، عبد السمیع، عبد المقیم، محمد شعیب بن محمد سلیم، عبد الباسط، عبد الرحمٰن، عبد الرحیم، عبد الرؤف، عبد اللہ، عبید رضا، عزیر رضا، عصمت اللہ، علی احسان، علی حسن عطاری، علی عباس، عمر بن ادریس، محمد ثاقب رضا بن محمد شہزاد، عمیر رضا، غلام فرید، غلام محمد، غلام نبی، محمد ذیشان رضا عطاری، فداء الرحمٰن عطاری، فراز احمد، احمد رضا بن مقبول حسین، فرحان علی عطاری، فہیم احمد، فیض احمد، فیضان شیخ، لیاقت علی عطاری، ماجد علی، مجتبٰی بشیر، محبوب عالم، محتشم خان، محسن عطاء، محمد عبد اللہ احسن، محمد ابرار احمد، محمد اسحاق، محمد اسلام، محمد اسلم، محمد اشفاق، محمد اعجاز عطاری، محمد اکمل، محمد انس، محمد انیس، محمد اویس، محمد ایاز عطاری، محمد آصف، محمد آصف رضا، محمد بلال، محمد ثاقب رضا، محمّد حذیفہ عطاری، محمد حسان، محمد حسن اعوان، محمد حسنین سرور، محمد حمزہ عطاری، محمد عثمان صدیق، حنظلہ، حنظلہ حنیف، محمد خزیمہ مغل، محمد خضر، محمد ذیشان عطاری، محمد ریاض احمد، محمد علی منیر، محمد ریان، محمد زاہد رضا، محمد زین العابدین عطاری، محمد زین رضا، مستقیم عطاری، محمد سانول عطّاری، محمد نعیم رضا عطاری، محمد سعد رضا عطاری، محمد سلمان، محمد سمیع، محمد شان عطاری، محمد شعیب، محمد شفیق قادری، محمد شمان، محمد شہباز عطاری، محمد شہریار عطاری، محمد شہزاد اکرم، محمد صاحب داد، محمد طفیل، محمد عادل، محمد عاشق رضا، محمد عاطف، محمد عاقب عطاری، محمد عامر علی، محمد عبد اللہ، محمد عبید رضا عطاری، محمد عثمان رضا، محمد عدنان، محمد عدنان عطاری، محمد عرفان، محمّد عظیم خان، محمد علی رضا عطاری، محمد علی عطاری، محمد عمران چانڈیو، محمد عمیر جاوید، محمد فاروق، محمد فرحان عطاری، محمد فضیل ساگر، محمد فیض، محمد کلیم رضا، محمد لقمان، محمد مبشر، محمد محسن عطا، محمد مسعود رضا، محمد مصباح الدین، محمد منعام عطاری، محمد منعم، محمد ناصر، محمد حذیفہ صدیقی، محمد ناصر خان، محمد ندیم عطاری، محمد نعمان، محمد نعیم سرفراز، محمد نوریز عطاری، محمد ہارون عطاری، محمد وقار صدیقی، محمد عبد اللہ، خلیل احمد، محمد وقار احمد، محمد وقاص، محمد یوسف قریشی، محمد علی مبشر، محمد یونس عطاری، محمد اسلام، محمد خضر،

Go To Index

محمد علی رضا، مدثر حسین، مدنی رضا، عزیر بیگ، مستقیم، معاذ، مہتاب احمد سعیدی، محمد ماجد رضا، نصر اللہ، نصیب اللہ، نصیر احمد، نعمت اللہ، نعیم اکرم، ہدایت اللہ، وقار احمد، یاسر علی عطاری یامین حسین، یعفور، محمد عرفان ابرہیم۔ **لاہور:** عبد الرحیم عطّاری، محمد تیمور عطاری، عبد الرحمٰن عطاری، احمد افتخار عطاری، دانش عطّاری، فیصل مختار عطاری، محمد عدیل عطاری، احمد افتخار عطاری، احمد بلال عطاری، احمد رضا، ارسلان حسن عطاری، اسماعیل یوسف، اشتیاق احمد، اویس علی عطاری، آصف شوکت علی، توصیف رضا عطاری، جواد عطاری، حاجی ریان عطاری، حاجی محمد فیضان، حافظ اویس علی عطاری، حافظ عبد الرحمٰن، حافظ عبد الباسط، حافظ محمد ثوبان عطاری، حافظ محمد ہارون، حافظ محمد ہارون، حافظ محمد واصف رضا عطاری، حسنین امداد، حسیب، حنظلہ نورانی، خرم شہزاد عطاری، خیال محمد، دانش عطّاری، ذیشان علی عطاری، رضوان علی قادری رضوی، زین العابدین، زین العابدین شبیر احمد، سرفراز ذوالفقار، سمیر احمد، طیب علی، عامر فرید، عامر سہیل مدنی، عبدالرحمٰن امجد عطاری، عبداللہ ریاض، عبدالمعز قادری، عبدالمنان، عدیل رمضان عطاری، علی احمد، علی احمد عطاری، علی اکبر، علی رضا، فاحد علی عطاری، فضیل الرحمٰن، فیصل مختار، فیصل مختار عطاری، فیضان حیدر، مبشر حسین، محمد احمد محسنی، محمد آصف اللہ رکھا قادری رضوی، محمد افضل عطاری، محمد بلال اسلم عطاری، محمد بلال منظور، محمد ثقلین، محمد جمشید عطاری، محمد جمیل عطاری، محمد حسنین، محمد حسیب، محمد حمزہ رضا عطاری، محمد ذیشان عطاری، محمد زین عطاری، محمد شاہزیب سلیم عطاری، محمد شعبان، محمد شہروز میر، محمد شہزاد عطاری، محمد شہیر رضا عطاری، محمد صدیق، محمد عدنان عطاری، محمد عدیل عطاری، محمد عرفان، محمد عزیز عطاری، محمد عمر رضا عطاری، احمد رضا بن شاہد، محمد فصیح اللہ عطاری، علی رضا عطاری، محمد مبشر عبد الرزاق عطاری، محمد محسن علی، احمد رضا عطاری، محمد مدثر رضوی عطاری، محمد مومن خان، محمد نواز، عامر فرید عطاری، محمد یوسف، مدثر علی، مشتاق ندیم، معز قادری، رضوان مقبول قادری، احمد بلال عطاری، نعیم جمیل، عبد المنان عطاری، وقار حسین عطاری، وقاص، وقاص عطاری، مبشر حسین عطاری۔ **اٹک:** محمد عمران عطاری، ارسلان احمد عطّاری، اویس علی، عبد اللہ شہزاد، عبد القادر، عبد اللہ مشتاق، محمد اشفاق عطاری، محمد جنید عطاری، محمد حسن علی، محمد عباد، محمد عبید رضا عطاری، محمّد کلیم، محمد محسن اقبال عطاری، محمد مدثر صدیقی، محمد راشد، عمر فاروق، حافظ مبین رضا عطاری۔ **خان پور:** امان اللہ، عبد الرحمٰن، محمد ثاقب، محمد غفران رضا عطاری۔ **فیصل آباد:** محمد اسماعیل، محمد حسان عطاری۔ **متفرق شہر:** محمد بلال یوسف عطاری (اوکاڑہ)، عبد المجید عطّاری (رائیونڈ)، سید مدثر مظہر (واہ کینٹ)، محمد لیاقت علی قادری رضوی (گجرات)، علی حسین عطّاری (فتح جنگ)۔

ان مؤلفین کے مضامین دعوت اسلامی کی ویب سائٹ/https://news.dawateislami.net پر یکم اپریل 2026ء تک اپلوڈ کر دیے جائیں گے۔ اِن شآءَ اللہ

تحریری مقابلہ عنوانات برائے جون 2026ء

صرف اسلامی بھائیوں کے لیے

مقابلہ نمبر: 72

01 بدعہدی کی قرآنی وعیدات

02 خود پسندی کی مذمت حدیث کی روشنی میں

03 مطالعہ اخلاقیات کی ضرورت و اہمیت

+923103330935

صرف اسلامی بہنوں کے لیے

مقابلہ نمبر: 48

01 حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اصحابِ اُحد سے محبت

02 نفاق کی مذمت

03 واقعۂ کربلا سے ہم نے کیا سیکھا؟

+923486422931

مضمون جمع کروانے کی آخری تاریخ: 20 مارچ 2026ء

Go To Index

عیدیں، اللہ کا تحفہ

مولانا محمد جاوید عطّاری مَدَنی*

ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مدینۂ منورہ تشریف لائے تو لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے کھیل کود کے لیے دو دن خاص کیے ہیں۔ پوچھنے پر بتایا کہ ہم زمانہ جاہلیت میں ان دنوں میں کھیلا کرتے تھے تو جناب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِّنْهُمَا يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ یعنی اللہ پاک نے تمہیں ان دو دنوں کے بدلے دو بہتر دن عطا فرمائے ہیں: ایک عیدُ الاَضحیٰ کا دن اور دوسرا عیدُ الفطر کا دن۔[1]

پیارے بچّو! ”زمانۂ جاہلیت“ وہ دور تھا جب لوگوں کو اسلام کی تعلیم نہیں ملی تھی۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بتایا کہ اللہ پاک نے ہمیں دو بہترین اور پاکیزہ دن دیے ہیں جن میں ہم اللہ کی رضا کے مطابق خوشیاں مناتے ہیں۔

عید الاضحیٰ (بڑی عید) ماہِ ذوالحجہ کی 10 تاریخ کو منائی جاتی ہے۔ یہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السّلام کی قربانی یاد دلاتی ہے۔ اور رمضان کے روزوں کے بعد عیدُ الفطر (چھوٹی عید یا میٹھی عید) پہلی شوال کو منائی جاتی ہے۔

عید کا دن برکت، رحمت اور بخشش والا دن ہے۔ اللہ کا شکر ادا کرنے، اچھے کھانے پکانے، غریبوں کی مدد کرنے، رشتہ داروں سے ملاقات کرنے اور خوشیاں منانے کا دن ہے۔ لفظ عید کا مطلب ہی ”خوشی“ ہے تو اس دن خوش ہونا اور خوشی کا اظہار کرنا چاہیے۔

بچّو! عید کے دن یہ اچّھے کام کریں: صبح جلدی اٹھیں، نہا دھو کر اچّھے کپڑے پہنیں، ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم عیدُ الفطر کے دن کچھ کھا کر نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔[2] ہو سکے تو آپ بھی کچھ کھا کر نمازِ عید کے لیے جائیں، اپنے بڑوں کے ساتھ نمازِ عید پڑھیں۔ عید گاہ جاتے ہوئے یہ کلمات پڑھیں: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سِوا کوئی عِبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لیے تمام خوبیاں ہیں۔[3] رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نماز عید کے لیے ایک راستے سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے۔[4]

اپنے والدین، دادا دادی، نانا نانی، چچا، ماموں سب سے ملیں۔ خاندان کے بُزرگوں کی دست بوسی کریں اور دُعائیں لیں۔ اپنے چھوٹے بھائی بہنوں اور رشتہ داروں کے بچّوں کے ساتھ عید کا دن خوشی خوشی گزاریں۔

عید خوشی کا دن ہے، کسی سے لڑائی نہ کریں، کسی کو تکلیف نہ دیں، سب کے ساتھ اچّھا سُلوک کریں۔ عیدی ملے تو خوش ہوں، چاہے کم ملے یا زیادہ۔ دوسروں سے موازنہ نہ کریں بلکہ شکر اَدا کریں سارے پیسے کھلونوں اور ٹافیوں وغیرہ میں خرچ نہ کریں کچھ پیسے بچائیں اور اپنی ضَرورت کی چیزوں پر خرچ کریں۔

اللہ پاک ہمیں احادیث پڑھ کر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) دیکھیے: ابو داؤد، 1/418، حدیث: 1134 (2) ترمذی، 2/70، حدیث: 542
(3) دیکھیے: نماز عید کا طریقہ، ص7 (4) ترمذی، 2/69، حدیث: 541۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

Go To Index

آگ کا شعلہ

مولانا سید عمران اختر عطّاری مدنی*

اللہ پاک کے فضل سے حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نظرِ عِنایت سے جسم و جان کی ہی نہیں بلکہ دل کی کیفیت و حالت بھی بدل جایا کرتی ہے جیسا کہ حضرت شَیْبَہ بن عُثمان رضی اللہُ عنہ کا بڑا ہی ایمان افروز واقعہ ہے، دراصل ان کے چچا اور والد جنگِ احد میں رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خلاف لڑائی میں شامل ہوئے اور حضرت علی اور حمزہ رضی اللہُ عنہما نے ان کو قتل کیا۔ جب غزوۂ حنین پیش آیا تو اس وقت تک شیبہ بن عثمان مسلمان نہیں ہوئے تھے، کہتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن مجھے اپنے چچا اور باپ کی یاد آگئی۔ میں نے دل میں کہا کہ آج میں محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) سے بدلہ لوں گا۔ میں نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قریب آیا تو دائیں طرف حضرت عبّاس رضی اللہُ عنہ تھے میں نے سوچا کہ یہ حضرت محمد کو بے آسرا نہیں چھوڑیں گے، بائیں طرف سے قریب ہوا تو حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہُ عنہ کو دیکھا، سوچا کہ یہ بھی انہیں اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔ پھر میں پیچھے سے قریب ہوا یہاں تک کہ تلوار چلانے ہی والا تھا کہ اچانک آگ کا شعلہ بجلی کی مانند میرے سامنے بُلند ہوا، میں اس خوف سے اپنے ہاتھ آنکھوں پر رکھ کر اُلٹے قدموں پیچھے ہٹا کہ کہیں یہ شعلہ مجھے جلا کر راکھ نہ کر دے۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے پکارا: اے شیبہ! پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور دعا کی: اے اللہ! اس کے دل سے شیطان کو دُور فرما دے، پھر جو میں نے نظر اٹھا کر رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف دیکھا تو آپ مجھے میرے کان آنکھوں بلکہ ہر چیز سے زیادہ محبوب لگنے لگے (ایک قول یہ ہے کہ اللہ پاک نے ان کے دل میں اسلام کی محبت و حقانیت داخل فرما دی تو آپ اسی روز اسلام لے آئے)، حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا کہ اے شیبہ! کفّار سے لڑو تو میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آگے کھڑا ہو گیا، بخدا اس وقت مجھے اپنی جان داؤ پر لگا کر ہر خطرے سے حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حفاظت کرنا محبوب و پسندیدہ ہو گیا۔ (دیکھئے: الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 2/269، تاریخ ابن عساکر، 23/256تا258)

حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر جانی حملے کے عین وقت پر ناگہاں آگ کے شعلے کا ظاہر ہونا اور پھر دستِ مبارک اور

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

دُعائے نبوی سے جانی دشمن کے دل کی کیفیت بدل جانا یقیناً حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی معجزانہ شان ہے۔ اس واقعہ سے کچھ باتیں سیکھنے کو ملتی ہیں:

صحابۂ کرام حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سچّے اہلِ محبّت، جانثار اور محافظ تھے یہ بات کفّار کو بھی تسلیم تھی۔

دُعائے نبوی سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ پاک کی عطا سے علمِ غیب حاصل تھا۔

آپ کے دستِ مبارک اور زبانِ اقدس میں ایسی برکت تھی کہ فضلِ خدا سے دل کی کیفیت بدل جایا کرتی، ایمان نصیب ہو جاتا گویا آپ بیمار دلوں کے معالج تھے۔

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات سراپا رحمت ہے، جو دشمن کو بھی خیر اور ہدایت عطا فرماتی ہے۔

دشمن کے ساتھ بھی نرمی اور بھلائی کا سُلوک کرنا چاہیے کہ یہ حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اخلاق میں سے ہے۔

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میدانِ جنگ میں بھی اللہ پاک پر کامل اعتماد اور سُکون کے ساتھ رہتے تھے۔

کسی ظاہری سبب کے بغیر آگ کا شعلہ ظاہر ہونا اللہ والوں کو اللہ کی غیبی مدد حاصل ہونے کا ثبوت ہے۔

کسی کا موجودہ حال دیکھ کر اس کے مستقبل کا فیصلہ یا مستقبل کے بارے میں یقینی رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔

دشمن جب دوست بن جائے تو اس پر بھروسا اور اعتماد کر لینا چاہیے۔

حروف ملائیے!

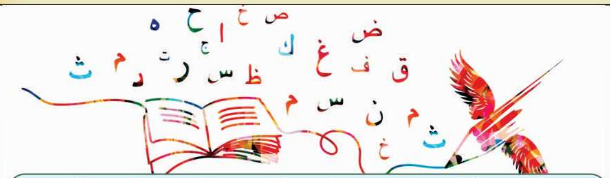

پیارے بچّو! دینِ اسلام کی تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ ہمیں گھر سے نکلتے وقت دُعا پڑھنی چاہیے تاکہ ہم محفوظ رہ سکیں۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے گھر سے نکلتے وقت یہ دُعا پڑھنے کی ترغیب دلائی ہے: بِسْمِ اللّٰہِ، تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ (ابوداؤد،4/420،حدیث:5095)

اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ راستے میں چلتے ہوئے احتیاط کریں، کوئی گڑھا یا گٹر کھلا ہو تو اس سے دُور رہیں، سڑک پار کرتے وقت دائیں بائیں دیکھیں، بڑوں کی اجازت سے باہر جائیں، راستے میں کسی اجنبی سے بات کرنے اور کوئی چیز لینے سے پرہیز کریں اس طرح ہم بہت ساری پریشانیوں سے بچ سکتے ہیں۔

آپ نے اوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں حُروف ملا کر پانچ الفاظ تلاش کرنے ہیں جیسے ٹیبل میں لفظ "دعا" تلاش کر کے بتایا گیا ہے۔ تلاش کیے جانے والے 5 الفاظ یہ ہیں: (1) گھر (2) اجازت (3) وقت (4) سڑک (5) خیال۔

ن	و	خ	س	ل	ا	ی	خ	ک
ط	ش	و	ز	ط	م	ر	س	و
ہ	ت	م	و	س	ب	ج	س	م
ا	ر	ش	ش	ک	ت	ق	و	ش
ی	ا	ت	ا	ع	د	ہ	ا	ت
ن	ج	م	ل	و	س	ز	ر	م
س	ا	ح	ا	ن	ر	ھ	گ	ح
ا	ز	ر	س	ع	ت	ی	ن	ر
ک	ت	ش	ق	ک	ڑ	س	ی	ش

Go To Index

اُحد پہاڑ کے پاس

مولانا حیدر علی مدنی*

اِسٹوڈنٹس عید کی چھٹیاں گُزار کر آئے تو ان کے چہروں پر ابھی تک عید کی خوشیوں کے رنگ بکھرے ہوئے تھے، ایک دوسرے کو اپنے خوشیوں بھرے لمحات کے بارے میں بتارہے تھے، کسی نے عید اپنے گاؤں میں دادا دادی یا نانا نانی کے ساتھ گُزاری تھی جب کہ کچھ وہ تھے جن کے والد یا بڑے بھائی دوسرے شہروں میں ہوتے ہیں اور عید پر ان کے پاس آئے تھے تو وہ اپنی عید کی خوشیوں کا مزہ دوبالا ہو جانے کے باعث زیادہ جوش و خروش سے اپنی عید کے بارے میں بتارہے تھے۔ بچّے انہی خوش گپیوں میں مگن تھے کہ سر بلال کلاس میں داخل ہوئے۔

سر بلال نے حسبِ عادت سَلام و دُعا کے بعد سب سے پہلے وائٹ بورڈ پر آج کے سبق کا عنوان لکھا: تاریخِ اسلام۔

تو بچّو! اُمید ہے کہ آپ سب کی عید خیریت سے گُزری ہو گی۔

جی سر، سبھی بچّوں نے باآوازِ بلند جواب دیا۔

سر آپ کی عید کیسی گزری؟ اُسید رضا نے پوچھا۔

سر بلال: ہمیشہ کی طرح بہت اچھی، تو بچّو! آج ہم تاریخِ اسلام کے ایسے واقعے کے بارے میں سیکھیں گے جو چھوٹی عید کے بعد 15 شوّال کے دن پیش آیا تھا، یہ کہتے ہوئے سر بلال نے وائٹ بورڈ پر تاریخِ اسلام کے نیچے نیلے مارکر سے لکھ دیا: ”غزوۂ اُحد“۔

ہجرت کے تیسرے سال مشرکینِ مکّہ انتقام سے بھرے ہوئے تین ہزار کا لشکر لے کر مسلمانوں کو ختم کرنے کے اِرادے سے حملہ کرنے آئے تو نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سپہ سالاری میں محض سات سو افراد پر مشتمل اسلامی لشکر ان کا مقابلہ کرنے کے لیے مدینے سے باہر نکلا۔ آخر کار مدینہ شریف سے کچھ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع اُحد نامی پہاڑ کے قریب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا۔

بچّو! جنگ کی ابتدا میں مسلمانوں کا پلّہ بھاری رہا، وہ کافر جو بڑے بہادر بنے نعرے لگاتے مسلمانوں کو ختم کرنے آئے تھے جنگ شروع ہوتے ہی میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے لیکن پھر ایک غلط فہمی کی بنا پر سارے حالات بدل گئے جس کی وجہ سے مسلمانوں کو کافی نقصان اُٹھانا پڑا یہاں تک کہ ستّر صحابہ کرام بھی شہید ہوگئے۔

معاویہ: سر وہ غلط فہمی کیا تھی؟

سر بلال: دراصل بچّو! غزوۂ اُحد پہاڑی جنگ تھی، ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جہاں اللہ پاک نے دین و دنیا کی ہر چیز سکھائی تھی وہیں جنگی پلاننگ کا بھی علم دیا تھا تو آپ میدانِ جنگ دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ کون سی جگہ سے خطرہ ہو

*مدرس جامعۃ المدینہ، فیضان آن لائن اکیڈمی

Go To Index

سکتا ہے لہٰذا آپ نے لشکرِ اسلام کی پشت یعنی بیک سائیڈ پر پچاس تیر انداز مقرّر کیے اور انہیں تاکید بھی فرمادی کہ ”جب تک میرا حکم نہ آجائے تم نے یہاں سے نہیں ہٹنا“ تو جب کافر میدان جنگ سے بھاگ نکلے تو دیگر صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کی طرح تیر اندازوں میں سے بھی اکثر نے سوچا کہ ہم جنگ جیت چکے ہیں لہٰذا اپنی جگہ چھوڑ دی لیکن ہوا یہ کہ بھاگتے ہوئے کافروں کی نظر بھی اس اَہم مورچے کی طرف پڑ گئی تو انہوں نے اسی طرف سے حملہ کر دیا یوں اچانک حملے کی وجہ سے افراتفری پھیل گئی اور جیتی ہوئی جنگ مسلمانوں کے ہاتھ سے نکلنے لگی۔

ثوبان: سر اسی غزوہ میں حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے ایک چچا بھی شہید ہوئے تھے ناں۔۔!

سر بلال: جی بیٹا! اس افراتفری میں مسلمانوں کو بہت نقصان اُٹھانا پڑا، ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہُ عنہ شہید ہوئے، ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا چہرۂ مبارک زخمی ہوا اور دانت مبارک کا تھوڑا سا کنارہ بھی الگ ہو گیا۔

لیکن بچّو! ایسی افراتفری میں بھی صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو اپنی جانوں سے زیادہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا خیال تھا، اپنی پُشت کو آپ کے لیے ڈھال بنالیا۔ خود اپنی پیٹھ پر تیر برداشت کیے لیکن پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا دفاع نہیں چھوڑا۔ سات انصاری صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم میں سے ایک کے بعد ایک نے حُضور کی حفاظت میں اپنی جانیں قربان کر دی تھیں۔

بے شک اس غزوہ میں صحابۂ کرام نے بڑی عظیم اور بے مثال قربانیاں دیں اور ہمیں اس سے سیکھنے کو بھی بہت کچھ ملتا ہے کہ اللہ پاک اور اس کے پیارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم جیسا فرمائیں اس پر عمل کیا جائے ورنہ آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی اس کا نقصان اُٹھانا پڑ سکتا ہے۔

جملے تلاش کیجیے! پیارے بچو! نیچے لکھے جملوں کو مضامین اور کہانیوں میں تلاش کیجیے اور قرعہ اندازی میں حصہ لیجیے۔

1 عید کا دن برکت، رحمت اور بخشش والا دن ہے 2 نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی ذات سراپا رحمت ہے 3 امید ہے کہ آپ سب کی عید خیریت سے گزری ہوگی 4 کسی مسلمان کو تکلیف دینے والے کو اللہ پاک سخت سزا دیتا ہے 5 دشمن جب دوست بن جائے تو اس پر بھروسا اور اعتماد کر لینا چاہیے۔

- کوپن کی دوسری جانب تمام معلومات اور جوابات لکھیے اور صاف ستھری تصویر بنا کر اس واٹس اپ نمبر 923103330935+ پر بھیج دیجیے۔ 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی ”مجلس تقسیم رسائل“ کے تعاون سے مدنی چیک پیش کیے جائیں گے۔ اِن شآءَ اللہ

(اس چیک کے ذریعے مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے فری کتابیں یا ماہنامے خرید سکتے ہیں)

جواب دیجیے

(ان سوالات کے جوابات اسی ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ میں موجود ہیں، تلاش کیجیے اور قرعہ اندازی میں حصہ لیجیے)

سوال 01: حضرت امیرِ حمزہ رضی اللہُ عنہ کا نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے ساتھ کیا رشتہ تھا؟

سوال 02: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت کب ہوئی تھی؟

- کوپن کی دوسری جانب تمام معلومات اور جوابات لکھیے اور صاف ستھری تصویر بنا کر اس واٹس اپ نمبر 923103330935+ پر بھیج دیجیے۔ 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی ”مجلس تقسیم رسائل“ کے تعاون سے مدنی چیک پیش کیے جائیں گے۔ اِن شآءَ اللہ

(اس چیک کے ذریعے مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے فری کتابیں یا ماہنامے خرید سکتے ہیں)

Go To Index

بچّوں اور بچیوں کے 6 نام

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: آدمی سب سے پہلا تحفہ اپنے بچّے کو نام کا دیتا ہے لہٰذا اُسے چاہئے کہ اس کا نام اچھا رکھے۔ (جمع الجوامع، 3/285، حدیث:8875) یہاں بچّوں اور بچیوں کے لیے 6 نام، ان کے معنٰی اور نسبتیں پیش کی جارہی ہیں۔

بچّوں کے 3 نام

نام	پکارنے کے لیے	معنٰی	نسبت
محمد	شفیق	مہربان	رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا صفاتی نام
محمد	اَشرَف	زیادہ شرافت والا	صحابی رضی اللہ عنہ کا مبارک نام
محمد	عبد الرزاق	رزق دینے والے کا بندہ	شہزادۂ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا بابرکت نام

بچیوں کے 3 نام

سَودَہ	سیاہ رنگت والی	اُمُّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا بابرکت نام
رَملَہ	زمین کا بلند حصہ	صحابیہ رضی اللہ عنہا کا بابرکت نام
اَنیقَہ	خوش آئند	ایک بُزُرگ خاتون رحمۃ اللہ علیہا کا بابرکت نام

(جن کے ہاں بیٹے یا بیٹی کی ولادت ہو وہ چاہیں تو ان نسبت والے 6 ناموں میں سے کوئی ایک نام رکھ لیں۔)

نوٹ: یہ سلسلہ صرف بچّوں اور بچّیوں کے لیے ہے۔
(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 مارچ 2026ء)

نام مع ولدیت:______________ عمر:____ مکمل پتا:______________________________________
موبائل/واٹس ایپ نمبر:______________________ (1) مضمون کا نام:______________________ صفحہ نمبر:______
(2) مضمون کا نام:________________ صفحہ نمبر:______ (3) مضمون کا نام:______________________ صفحہ نمبر:______
(4) مضمون کا نام:________________ صفحہ نمبر:______ (5) مضمون کا نام:______________________ صفحہ نمبر:______

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان مئی 2026ء کے ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

جواب یہاں لکھیے

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 مارچ 2026ء)

جواب 1:.. جواب 2:..
نام:.................... ولدیت:.................... موبائل / واٹس ایپ نمبر:....................
مکمل پتا:..

نوٹ: اصل کوپن پر لکھے ہوئے جوابات ہی قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان مئی 2026ء کے ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

Go To Index

ماں باپ کے نام

بچّوں کو دوسروں کا احساس کرنا سکھائیے

مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن عطّاری مدنی*

معاشرہ افراد سے بنتا ہے اور افراد کی تربیَت کا سب سے پہلا اور مضبوط مرکز گھر ہوتا ہے۔ ماں باپ ہی وہ عظیم ہستیاں ہیں جو اپنی اولاد کے دلوں میں محبّت، ہمدردی اور دوسروں کا خیال رکھنے کا جذبہ پیدا کرتی ہیں۔ اگر بچّوں کو بچپن ہی سے دوسروں کے احساسات اور ضروریات کا خیال رکھنا سکھایا جائے تو وہ بڑے ہو کر معاشرے کے بہترین افراد میں شمار ہو سکتے ہیں۔ اسی اَہم پہلو کی طرف توجّہ دلانے کے لیے چند باتوں کی نشان دہی کی جارہی ہے۔

جو اپنے لیے پسند کرو وہی دوسروں کے لیے کرو ماں باپ کی یہ ذمّہ داری ہے کہ وہ بچّوں کے دل میں یہ بات بٹھائیں کہ جو چیز وہ اپنے لیے پسند کرتے ہیں، وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کریں۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔[1] اس حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں اگر بچوں کو سکھایا جائے کہ وہ دوسروں کے ساتھ وہی سلوک کریں جو اپنے لیے چاہتے ہیں تو ان کے اخلاق سنور جائیں گے۔ اگر بچّہ چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ نرمی سے بات کی جائے تو اسے بھی دوسروں کے ساتھ نرمی اختیار کرنی چاہیے، اور اگر وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کی بات سنی جائے تو اسے بھی دوسروں کی بات غور سے سننی اور ان کا احترام کرنا چاہیے۔

دوسروں کو تکلیف سے بچانا ماں باپ کو چاہیے کہ وہ بچوں کے دل میں یہ احساس پیدا کریں کہ کسی کو تکلیف دینا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ بچّوں کو سمجھائیں کہ جیسے انہیں درد، ڈانٹ یا بے عزّتی اچھی نہیں لگتی، اسی طرح دوسروں کو بھی یہ باتیں تکلیف دیتی ہیں۔ روزمرہ مثالوں کے ذریعے یہ بات ذہن نشین کروائی جائے کہ دھکا دینا، چڑانا، مذاق اڑانا یا سخت الفاظ کہنا بھی تکلیف دینے والے کام ہیں۔ کسی مسلمان کو تکلیف دینے والے کو اللہ پاک سخت سزا دیتا ہے۔ مشہور تابعی بزرگ حضرت مُجاہد رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جہنمیوں پر خارش مُسلّط کر دی جائے گی۔ تو وہ اپنے جسم کو کھجلائیں گے حتّٰی کہ ان میں سے ایک کی (کھال اور گوشت اُترنے سے) ہڈّی ظاہر ہو جائے گی۔ اُسے پکار کر کہا جائے گا: اے فُلاں! کیا تمہیں اس سے تکلیف ہوتی ہے؟ وہ کہے گا: ہاں۔ پکارنے والا کہے گا: تُو مسلمانوں کو تکلیف پہنچایا کرتا تھا یہ اس کی سزا ہے۔[2]

شور شرابے سے روکنا والدین کو چاہیے کہ وہ بچّوں کو سمجھائیں کہ گھر میں شور مچانا گھر والوں اور پڑوسیوں کی تکلیف کا باعث ہے۔ بچّوں کو نرمی سے بتایا جائے کہ چیخنا چلانا، چیزیں پٹخنا یا شور مچا کر کھیلنا بیماروں، بُزُرگوں اور آرام کرنے والوں کے سکون میں خلل ڈالتا ہے۔ جب بچے یہ سمجھ لیں گے کہ ان کے شور سے دوسروں کو پریشانی ہوتی ہے تو ان کے اندر احساس پیدا ہو گا اور وہ شور وغیرہ کرنے سے بچیں گے۔

بچّوں کو بتائیں کہ پڑوسیوں کے حقوق کی ادائیگی اِس قدر اہم

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ ذمہ دار ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

ہے کہ ایک مرتبہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام سے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! وہ شخص مومن نہیں، خدا کی قسم! وہ شخص مومن نہیں، خدا کی قسم! وہ شخص مومن نہیں۔ صحابۂ کرام نے پوچھا: یارسولَ اللہ کون؟ فرمایا: جس کی آفتوں سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں۔ (یعنی جو شخص اپنے پڑوسیوں کو تکلیفیں دیتا ہو)(3)

رول ماڈل بنیں بچّے والدین کی نقل کرتے ہیں، اس لیے سب سے پہلے خود اچھی مثال قائم کریں۔ گھر میں اپنے والدین کا احترام کریں، آپس میں محبّت سے بات کریں، پڑوسیوں کی مدد کریں، غریبوں پر ترس کھائیں اور خادموں سے اچھا سُلوک کریں۔ بچے یہ سب دیکھ رہے ہوتے ہیں اور خود بخود سیکھتے ہیں۔

دوسروں کے نقصان پر ہمدردی کرنا سکھائیں بعض بچے دوسروں کی مصیبت پر خوش ہوتے ہیں یہ انتہائی بُری عادت ہے۔ والدین کو چاہیے کہ بچّوں کو دوسروں کے نقصان یا مصیبت پر ہمدردی کرنا اور ممکنہ صورت میں پریشانی دُور کرنا سکھائیں۔ بچّوں کو بتائیں کہ کسی کی مصیبت پر خوش ہونا خود اس مصیبت میں مبتلا ہونے کا باعث بن سکتا ہے۔ نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اپنے بھائی کی شماتت نہ کر (یعنی اس کی مصیبت پر خوش نہ ہو) کہ اللہ پاک اس پر رَحم کرے گا اور تجھے اس میں مبتلا کردے گا۔“(4)

دوسروں کی مصیبت پر خوش ہونے والی بُری عادت سے بچوں کو یوں بھی بچایا جاسکتا ہے کہ ان کو نیک لوگوں کے واقعات سنائے جائیں۔ جیسا کہ حضرت سَری سَقطی کا واقعہ ہے کہ بازار میں آپ کی ایک دُکان تھی، ایک دفعہ اُس بازار میں آگ لگ گئی، پورا بازار جل گیا، لیکن آپ رحمۃُ اللہِ علیہ کی دُکان بچ گئی۔ جب آپ کو اس بات کی خبر دی گئی تو بے ساختہ آپ کے منہ سے نکلا: ”اَلحمدُ لِلّٰہ“ مگر فوراً ہی اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ”فقط اپنا مال بچ جانے پر میں نے کیسے اَلحمدُ لِلّٰہ کہہ دیا!“ چنانچہ آپ نے تجارت کو خیر باد کہہ دیا اور اَلحمدُ لِلّٰہ کہنے پر توبہ و مُعافی کی خاطر عُمر بھر کے لیے دُکان چھوڑ دی۔(5)

نیک کاموں میں شامل کریں بچّوں کو دوسروں کا احساس سکھانے کے لیے ماں باپ کو چاہیے کہ بچّوں کو عملی طور پر نیک کاموں میں شامل کریں۔ انہیں اپنے ہاتھ سے صدقہ دلوائیں، بچوں کے سامنے یتیموں اور مستحق لوگوں کی خدمت کریں۔ عید، میلادُ النبی اور دیگر خوشی کے مواقع پر غریبوں میں کپڑے یا کھانا تقسیم کرنے میں شامل کریں کہ یہ کام بھی بچوں کے دل میں احساس پیدا کریں گے۔

دُعا اور شکر کی عادت دوسروں کا خیال رکھنے کا ایک طریقہ دُعا بھی ہے، والدین کو چاہیے کہ بچّوں کو دوسروں کے لیے دُعا کرنا سکھائیں۔ جب کوئی بیمار ہو، مشکل میں ہو، یا کامیاب ہو تو ان کے لیے بچے دُعا کریں۔

جانوروں اور دیگر مخلوق کا خیال بعض بچّے جانوروں، کیڑے مکوڑوں اور چرند پرند کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ والدین کو چاہیے کہ بچّوں کو انسانوں کے ساتھ ساتھ جانوروں اور دیگر اللہ کی مخلوق کا خیال رکھنا بھی سکھائیں۔

اگر ماں باپ بچپن ہی سے اولاد کے دل میں دوسروں کا خیال، ہمدردی اور حسنِ سلوک کی تربیت راسخ کردیں تو یہی بچے مستقبل میں ایک صالح اور پُرامن معاشرے کی بنیاد بنتے ہیں۔ گھریلو تربیت کے یہ چھوٹے چھوٹے اصول دراصل بڑے اخلاقی انقلاب کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا والدین کی ذمّہ داری ہے کہ وہ رول ماڈل بن کر اپنی اولاد کو انسانیت اور خیر خواہی کا راستہ دکھائیں۔

---

(1) مسلم، ص47، حدیث:170 (2) احیاء العلوم، 2/242 (3) بخاری، 4/104، حدیث:6016 (4) ترمذی، 4/227، حدیث:2514 (5) احیاء العلوم، 5/71۔

بچے کی پیدائش سے لے کر شادی تک کے تمام مراحل کی معلومات کے لیے مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”تربیتِ اولاد“ کا مطالعہ مفید ہے۔ پی ڈی ایف ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے کیو آر کوڈ اسکین کیجیے۔

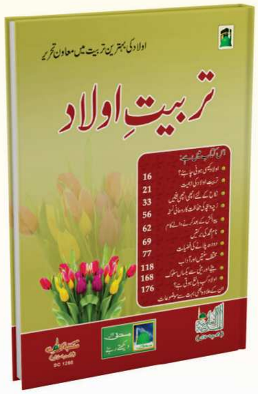

بیٹیوں کی تربیت

بیٹیوں کو مسائل کا حل تلاش کرنا سکھائیں

اُمِّ میلاد عطّاریہ*

”بیٹی“ یہ لفظ سنتے ہی دل میں محبّت، نرمی اور سکون کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے۔ بیٹی وہ نازک پھول ہے جو اپنے وجود سے گھر کو جنّت کا رنگ دیتی ہے۔ مگر یاد رکھیے! یہ نازک پھول صرف حفاظت کا محتاج نہیں ہوتا، بلکہ اسے زندَگی کی تیز و تند آندھی و طوفان کا مقابلہ کرنے کے لیے حوصلے اور دانائی کی ضَرورت بھی ہوتی ہے۔ آج کے دور میں جہاں زندَگی نت نئے امتحانات سے بھری ہوئی ہے، ہم اپنی بیٹیوں کو صرف روایتی تعلیم تک محدود نہ رکھیں بلکہ اُنہیں مسائل کا حل تلاش کرنے کا حوصلہ اور شعور بھی دیں۔ ہماری بیٹیوں کو سکھانے کی اَہم چیز سوچنا، سمجھنا اور اپنے مسائل کا حل تلاش کرنا بھی ہے کیونکہ وہ بیٹی جو مشکل وقت میں ہمّت نہ ہارے، جو حالات کے طوفان میں بھی اپنی راہ خود تلاش کرلے، دراصل وہی بیٹی حقیقی معنوں میں کامیاب اور باوقار بنتی ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی بیٹیوں کو فیصلہ کرنے کا حوصلہ دیں۔ جب کوئی چھوٹا مسئلہ درپیش ہو، چاہے وہ گھر کی کوئی ذمّہ داری ہو یا تعلیم کا معاملہ، اُن سے رائے لیں، اُنہیں غور و فکر کا موقع دیں۔ انہیں یہ احساس دلائیں کہ ان کی سوچ کی قدر ہے، ان کی رائے اَہم ہے۔ یہی چھوٹے چھوٹے مواقع آگے چل کر اُن کے اندر اعتماد، بصیرت اور خود اِنحصاری پیدا کرتے ہیں۔ بیٹی کو زندگی کے اُتار چڑھاؤ کا سامنا کرنا سکھانا دراصل اُس کے اندر یہ یقین بٹھانا ہے کہ ”میں کمزور نہیں، میں اپنے مسائل کا حل تلاش کرسکتی ہوں۔“ جب ہم اپنی بیٹیوں کو صرف سہارا نہیں بلکہ حوصلہ دینا سیکھ جاتے ہیں، تب وہ زندگی کے ہر میدان میں کامیابی کے چراغ روشن کرتی ہیں۔ وہ ماں بن کر اولاد کی رَہنمائی کرتی ہیں، استاد بن کر نسلوں کو روشنی دیتی ہیں، ساس بن کر خاندان میں محبّت، حکمت اور فہم و فراست سے خوشی، اتحاد اور استحکام کا ذریعہ بنتی ہیں، نانی دادی، پھوپھی خالہ بن کر وہ نرمی، محبّت اور عِلم سے بچّوں کی شخصیت سنوارتی ہیں، بیوی بن کر اپنے ہمسفر کے سکھ دُکھ کی ساتھی بنتی ہیں۔ آیئے، ہم اپنی بیٹیوں کو کمزور نہیں، مضبوط بنائیں۔ انہیں شکایت کرنا نہیں، سوچنا اور حل تلاش کرنا سکھائیں۔ بیٹیوں کی تربیَت میں سب سے اَہم پہلو یہ ہے کہ انہیں نہ صرف دینی و دنیاوی تعلیم دی جائے بلکہ زندگی کے مسائل کو پہچاننے اور ان کا حل تلاش کرنے کی صلاحیّت بھی سکھائی جائے۔ بیٹیوں کو مسائل کا حل قراٰن کی روشنی میں سکھائیں۔ یہ عنوان تین بنیادی اسلامی اُصولوں کو یکجا کرتا ہے، 1 صَبْر: مشکلات میں ثابت قدمی۔ 2 شُعور: علم و فہم کے ذریعے مسئلے کو پہچاننا۔ 3 ہمت و حوصلہ: حل کی طرف عملی قدم اٹھانا۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق بیٹیوں کو مسائل کا حل تلاش کرنا سکھانا ایک اہم تربیتی فریضہ ہے، جو ان کی خود اعتمادی، فہم اور روحانی ترقّی کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ مضمون اسی تربیتی اُصول کو اُجاگر کرتا ہے۔

* نگرانِ عالمی مجلس مشاورت (دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

Go To Index

قرآن کی تعلیمات قرآنِ مجید میں حضرت مریم، حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا اور دیگر خواتین کے واقعات ہمیں سکھاتے ہیں کہ عورت بھی مشکلات میں صبر، حکمت اور تدبّر سے کام لے سکتی ہے۔ حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر مثالی خواتین کی زندگیوں سے سبق حاصل کریں۔ بیٹیوں کو اسلام کی بزرگ خواتین کے واقعات سے سبق سکھایا جائے کہ وہ اپنے مسائل کو اللہ پر توکّل کے ساتھ حل کریں۔

تعلیماتِ نبوی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہ صرف محبّت دی بلکہ عملی زندگی کے مسائل سے نمٹنے کی تربیَت بھی دی۔ ان کی زندگی سادگی، صبر اور فہم کی مثال ہے۔

دُعا اور مشورہ اسلام میں دُعا کو مسئلے کے حل کا اہم ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ بیٹیوں کو سکھائیں کہ وہ ہر مشکل میں اللہ سے رُجوع کریں، نمازوں کی پابندی کسی حال میں نہ چھوڑیں نیز نوافل کی کثرت بھی شروع کردیں اور اہلِ علم و تجربہ کار سے مشورہ لینا بھی سیکھیں۔

تربیتی طریقے سُوال پوچھنے پر حوصلہ افزائی کریں۔ بیٹیوں کو سکھائیں کہ وہ مناسب انداز میں سوال کریں، حقیقت کو جانیں لیکن ایسی باتیں کہ جن کا جاننا شرعاً ضروری ہو اور زندگی کی ضروریات کا حصہ ہو، ایسی باتیں جن کی جستجو میں پڑنے سے گھر کا سکون خراب ہو، دور رہیں، بیٹیوں کو سکھائیں کہ شوہر سے ہر بات کا سوال کرتے رہنا اور بار بار کچھ نا کچھ کریدتے رہنا بھی درست نہیں۔

عملی مشقیں دیں روز مرّہ مسائل جیسے سہیلیوں کے ساتھ اختلاف یا تعلیمی دباؤ پر بات کریں اور حل تلاش کرنے کی مشق کروائیں۔

اخلاقی تربیَت سچّائی، عدل اور صبر جیسے اسلامی اخلاقی اصولوں کو مسائل کے حل میں شامل کریں۔ یہ تربیَت نہ صرف ان کی ذاتی زندگی میں مددگار ہوگی بلکہ وہ معاشرے میں بھی مثبت کردار اَدا کرے گی۔ اب چاہے دینی مسائل ہوں یا دنیاوی مسائل ہوں ہر پہلو سے اپنی بیٹیوں کو تربیَت دیں مثلاً کبھی زندگی کے اُتار چڑھاؤ میں اسے کسی قدرتی آفت نے آن گھیرا تو اُسے ڈپریشن میں جانے کے بجائے صبر و ہمّت سے کام لینا آتا ہو، پیسے کی تنگی کا سامنا ہو تو اسے حلال ذرائع سے پیسے کمانا، اِسراف سے بچنا، کفایت شعاری کرنا آتا ہو بجائے اس کے کہ بلاوجہ سُوال کرکے دوسروں کی محتاج بنے۔ گھریلو تنازعات کا سامنا ہو تو اُسے اپنی میٹھی زبان، نرم الفاظ اور حسنِ اخلاق سے سخت دل کو بھی موم کرنا آتا ہو۔ گھر میں اچانک مہمان آجائیں تو کیا کیا بنانا ہے کتنے افراد کا کھانا بنانا ہے یہ سب آتا ہو، گھر میں ایمرجنسی ہوجائے کوئی حادثہ پیش آجائے تو گھبرانے کے بجائے اُسے فرسٹ ایڈ (ابتدائی طبّی امداد) کرنا آتا ہو وغیرہ۔ بیٹی اگر زندگی میں کسی مشکل یا چیلنج سے دوچار ہو جائے تو اُس کے لیے سب سے قیمتی اَثاثہ اُس کی سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیّت ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی بیٹیوں کو ہر بات میں دوسروں پر انحصار کرنے کے بجائے خود سوچنے، تجزیہ کرنے اور درست فیصلہ کرنے کی تربیَت دیں۔ انہیں یہ سمجھائیں کہ مشکل وقت میں گھبرانے کے بجائے ٹھہر کر مسئلہ دیکھیں، اس کے اسباب جانیں اور ممکنہ حل تلاش کریں۔ گھر کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں بھی بیٹیوں کو شریک کریں۔ اگر کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے تو فوراً خود حل کرنے کے بجائے ان سے مشورہ لیں، اُن کی رائے کو اہمیّت دیں۔ اس طرح ان کے اندر اعتماد پیدا ہوگا کہ وہ کسی بھی صورتحال کا مقابلہ خود کرسکتی ہیں۔ یہ تربیَت نہ صرف ان کی گھریلو زندگی میں مددگار ثابت ہوگی بلکہ مستقبل میں جب وہ عملی زندگی میں قدم رکھیں گی، چاہے وہ ایک ماں، اُستانی، ڈاکٹر، یا کوئی بھی پیشہ اختیار کریں اُن کے اندر فیصلہ کرنے اور مشکلات کا سامنا کرنے کی صلاحیّت اور جُراَت ہوگی۔ اپنی اولاد کی بہترین تربیَت کے لیے ہر ہفتے نمازِ عشا کے بعد ہونے والے مدنی مذاکرے کو مدنی چینل پر دیکھا کریں۔

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی محمد قاسم عطاری*

1 ماشآءَ اللہ کے کلمات کو بے وضو چھونا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں خواتین حجاب میں ایک پٹی استعمال کرتی ہیں، جس پر قرآنی کلمہ "ماشآءَ اللہ" لکھا ہوتا ہے، یونہی مردوں کیلئے بھی پٹی آتی ہے، جس کو بازو پر باندھا جاتا ہے، اس پر بھی "ماشآءَ اللہ" لکھا ہوتا ہے، سوال یہ ہے کہ ایسے کپڑے یا پٹی کو بے وضو چھو سکتے ہیں یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بیان کردہ صورت میں ایسی پٹی جس پر "ماشآءَ اللہ" کے کلمات لکھے ہوں، اُسے بے وضو چھو سکتے ہیں، شرعاً اس میں گناہ نہیں، کیونکہ عموماً اس طرح کی چیزوں پر یہ کلمات آیتِ قرآنی کی حکایت کے طور پر نہیں، بلکہ حصولِ برکت یا کسی اور مقصد، مثلاً نظرِ بد سے بچنے کیلئے لکھے جاتے ہیں، اس لیے ایسے کلمات جن کو ان مقاصد کیلئے لکھنے میں لوگوں کا معمول ہے، ان کو بے وضو حالت میں چھونا، گناہ نہیں، ہاں! وضو و طہارت کی حالت میں چھونا، بہتر ہے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ انہیں پہنے ہوئے بیت الخلاء میں جانا منع ہے۔

اس کی فقہی اعتبار سے نظیر "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" ہے کہ ہمارے ہاں کتابوں یا تحریرات وغیرہ کے شروع میں لکھی جاتی ہے اور اس میں عموماً آیتِ قرآنی کی حکایت مقصود نہیں ہوتی، بلکہ اللہ تعالیٰ کے مقدس ناموں سے برکت لینا مقصود ہوتا ہے، اسی طرح کلمۂ استرجاع "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہ اس کو محض اظہارِ افسوس کیلئے یا خبرِ غم کے جواب میں یا مصیبت کے وقت اس جملے کو کہنے کی حدیثِ پاک میں بیان کردہ فضیلت پانے کی غرض سے لکھا و بولا جاتا ہے، ان دونوں کلمات کو دعا و ثنا و برکت وغیرہ کی نیّت سے لکھنے و بولنے میں تعامُلِ ناس ہے کہ ہر خاص و عام کسی خاص موقع پر ان کلمات کو بطورِ دعا و ثنا یا تبرک کے طور پر لکھتا، بولتا ہے اور لکھتے، بولتے وقت حکایتِ قرآن کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی، اسی طرح کلمۂ "ماشآءَ اللہ" کو بھی حصولِ برکت یا نظرِ بد سے بچنے کیلئے لکھا جاتا ہے، اس لیے اس کلمہ کو بے وضو لکھنا اور چھونا، جائز ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 قیام و رکوع و سجود میں معذور کیلئے حکمِ شرعی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ ایک خاتون کو استحاضے کا مرض ہے، انہیں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے اور رکوع و سجود میں جھکنے کی وجہ سے خون آتا ہے، جبکہ بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھنے کی صورت میں خون نہیں آتا، تو اس صورت میں اس خاتون کیلئے کیا حکم شرعی ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں اس خاتون پر لازم ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے، کہ ہر وہ طریقہ جس سے معذورِ شرعی کا عذر جاتا رہے یا اس میں کمی ہو جائے، اسے اختیار کرنا معذور پر واجب ہے اور ایسا کرنے سے معذورِ شرعی کا حکم بھی ختم ہو جائے گا جبکہ عذر ختم ہونے کی دیگر شرائط بھی پائی جائیں۔

مسئلے کی توجیہ یہ ہے کہ بلا رخصتِ شرعی نماز میں قیام اور رکوع و سجود بھی ضروری ہیں، البتہ بے وضو نماز پڑھنے کی بنسبت قیام اور رکوع و سجود کا ترک کرنا کچھ خفیف حکم رکھتا ہے، کہ شریعت مطہرہ نے بحالتِ اختیار بعض صورتوں میں قیام اور سجدہ ترک کرنے کی رخصت دی ہے، جیسا کہ نفل نماز پڑھنے والے کو بیٹھ کر یا بیرونِ شہر سواری پر اشارے سے نفل نماز پڑھنے کی اجازت ہے، جبکہ بحالتِ اختیار بے وضو نماز پڑھنے کی کسی صورت بھی اجازت نہیں، اور شرعی اصول ہے کہ جب کوئی شخص دو آزمائشوں میں مبتلا ہو جائے، تو اسے حکم ہے کہ ان میں سے کمتر کو اختیار کرے۔ لہٰذا مذکورہ خاتون بھی طہارت و وضو قائم رکھنے کیلئے بیٹھ کر اشارے کے ساتھ نماز پڑھے گی۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی

www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

Go To Index

اے دعوتِ اسلامی تری دُھوم مچی ہے

دعوتِ اسلامی کی مَدَنی خبریں

Madani News of Dawat-e-Islami

مولانا حسین علاؤالدین عطّاری مَدَنی*

نیو کراچی میں دعوتِ اسلامی کا عظیمُ الشان ہفتہ وار اجتماع خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت کا خصوصی بیان اور اجتماعی دعا

کراچی (رپورٹ: ویب ڈیسک): دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام نیو کراچی کے غوثیہ نورانی عید گاہ گراؤنڈ (D-11) میں ”ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع“ کا انعقاد کیا گیا جس میں ہزاروں کی تعداد میں مقامی عاشقانِ رسول اور ذمّہ دارانِ دعوتِ اسلامی نے شرکت کی۔ اجتماع کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ کلامِ پاک سے کیا گیا جس کے بعد محمد عمر عطاری مدنی نے بارگاہِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم میں عقیدت کے پھول نچھاور کیے۔ تلاوت و نعت کے بعد خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت مولانا حاجی عبید رضا عطاری مدنی مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے سنّتوں بھرا بیان فرماتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں سنّتِ رسول اور مبلغینِ اسلام کی سیرت پر عمل پیرا ہونے کی اہمیّت پر روشنی ڈالی۔ اجتماع میں محمد عدنان عطاری نے نہایت ہی پر سوز انداز میں ذِکرُ اللہ کروایا جس کے دوران پورا مجمع محبّتِ الٰہی سے سرشار ہوکر ”اللہ ہُو“ کے ذِکر سے گونج اٹھا۔ اجتماع کے آخر میں خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت نے اُمتِ مسلمہ کی بخشش، ملکِ پاکستان کی سلامتی اور بالخصوص فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے لیے رِقّت انگیز دُعا کروائی۔ آخر میں دُرُود و سلام کے نذرانے پیش کیے گئے جس پر اس عظیمُ الشان اجتماع کا اختتام ہوا۔ واضح رہے کہ یہ اجتماع مدنی چینل پر براہِ راست نشر کیا گیا۔ اجتماع گاہ میں شعبہ روحانی علاج کی جانب سے امیرِ اہلِ سنّت مولانا محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کا دم کیا ہوا پانی اور تعویذاتِ عطاریہ بھی تقسیم کیے گئے، جس سے بڑی تعداد میں لوگوں نے استفادہ کیا۔

پروفیشنلز کے درمیان نگرانِ شوریٰ حاجی عمران عطاری کا بیان

پروفیشنلز فورم ڈیپارٹمنٹ (دعوتِ اسلامی) کے زیرِ اہتمام 14 دسمبر 2025ء کو عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں ایک سیشن منعقد ہوا جس میں آئی ٹی پروفیشنل، انجینئرز، فنانس اور کارپوریٹ سمیت مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلّق رکھنے والے پروفیشنلز شریک ہوئے نیز اراکینِ شوریٰ حاجی فضیل عطاری اور حاجی عبد الوہاب عطاری بھی موجود تھے۔ نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے سنّتوں بھرا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حسنِ اسلام یہ ہے کہ فضول اور بے فائدہ کاموں کو چھوڑ دیا جائے، اللہ کا ذِکر شیطان سے حفاظت کا ذریعہ ہے، لہٰذا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ شیطان سے بچے اُسے چاہیے کہ ذکرُ اللہ میں مشغول رہے، تسبیح بھی ہمیں اللہ کے ذِکر کی طرف مائل کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے، ذِکر و دُرُود میں مشغول ہونے سے انسان کے بہت سے مسائل حل ہوجاتے ہیں۔ شرکا نے نگرانِ شوریٰ سے مختلف سُوالات بھی کئے۔ صلوٰۃ و سلام اور دُعا پر سیشن کا اختتام ہوا۔

Skills Enhancement Program کے تحت اسٹوڈنٹس کے درمیان سیشن

FGRF کے ذیلی شعبہ Skills Enhancement Program کے تحت مختلف کورسز کرنے والے اسٹوڈنٹس اور جامعۃُ المدینہ کے طلبۂ کرام کے لیے 18 دسمبر 2025ء کو عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں ایک سیشن کا انعقاد ہوا جس میں رکنِ شوریٰ حاجی فضیل عطاری اور SEP کے اسلامی بھائی شریک ہوئے۔ نگرانِ شوریٰ مولانا

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب وروز، کراچی

حاجی محمد عمران عطاری مُدَّظِلُّہُ العالی نے "کامیابی" کے موضوع پر سنّتوں بھرا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ شعبے کے قیام کا بنیادی مقصد "تبلیغِ دین" ہے اور اس راہ میں کامیابی کے لیے عاجزی نہایت اہم ہے جس شخص کے مزاج میں عاجزی نہیں ہوتی وہ دین کا کام اَحسن انداز میں نہیں کرسکتا۔ آپ نے مزید کہا کہ ایک خوبی کئی خامیوں پر غالب آتی ہے اور کوئی ایک خامی ساری خوبیوں کو کھاجاتی ہے اور اُس میں سے ایک ایسی خامی جو سب خامیوں کو کھاجاتی ہے وہ اخلاق کی خرابی ہے۔ کامیابی کے لیے مسکراہٹ، ملنساری اور خوش اخلاقی انتہائی ضَروری ہے۔ سیشن میں سُوال جواب کا سلسلہ بھی ہوا۔

کراچی پریس کلب میں صحافیوں کے درمیان رکنِ شوریٰ کا بیان

دعوتِ اسلامی کے میڈیا ڈیپارٹمنٹ کے تحت کراچی پریس کلب سیمینار ہال میں 17 دسمبر 2025ء کو Meet Up کا انعقاد کیا گیا جس میں سابق صدر پریس کلب امتیاز خان فاران، A.H خانزادہ، پرنٹ والیکٹرانک میڈیا سے وابستہ صحافیوں نے شرکت کی۔ رکنِ شوریٰ حاجی یعفور رضا عطاری نے سنّتوں بھرا بیان کیا، رکنِ شوریٰ نے کہا کہ نیک اعمال کی بَرَکت سے دنیا میں بھی آسانی ہوتی ہے اور مشکلات ٹلتی ہیں۔

بنکاک میں اسٹوڈنٹس کے درمیان میٹ اپ

فارایسٹ کے ملک تھائی لینڈ(Thailand) کے سٹی بنکاک(Bangkok) میں دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز فیضانِ مدینہ میں ایک میٹ اپ کا انعقاد کیا گیا جس میں بنکاک کی مختلف یونیورسٹیز اور دیگر تعلیمی اِداروں کے اسٹوڈنٹس کی شرکت ہوئی۔ رکنِ شوریٰ مولانا حاجی عبدالحبیب عطاری نے نیکی کی دعوت دیتے ہوئے شرکا کو گُناہوں سے بچنے، نیک اعمال کرنے اور قبر و آخرت کی تیاری کرنے کا ذہن دیا۔

New Year Night کے موقع پر کولمبو میں نگرانِ شوریٰ کا بیان

سری لنکا(Sri Lanka) کے سٹی کولمبو(Colombo) میں قائم جامع مسجد المقبول میں 31 دسمبر 2025ء کو New Year Night کے موقع پر دعوتِ اسلامی کے تحت سنّتوں بھرے اجتماع کا انعقاد کیا گیا قُرب وجَوار اور مختلف علاقوں سے اسٹوڈنٹس، بزنس کمیونٹی اور دیگر شعبوں سے وابستہ افراد کی شرکت ہوئی۔ نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری مُدَّظِلُّہُ العالی نے سنّتوں بھرا بیان کیا۔ دورانِ بیان نگرانِ شوریٰ نے معاشرتی بُرائیوں کی مذمت بیان کرتے ہوئے بری صحبت اور گناہوں سے بچنے، اللہ پاک کا خوف رکھنے اور نیکیوں بھری زندگی گُزارنے کا ذہن دیا۔ شان و عظمت مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کے لکھے ہوئے اشعار پڑھے۔ اجتماع کے دوران ہی عاشقانِ رسول نے درودو سلام اور ذکرو اذکار کی صداؤں میں نئے سال 2026ء کا استقبال کیا۔ نیو ایئر نائٹ کے موقع پر سنّتوں بھرے اجتماع میں جامعۃُ المدینہ سے فارغُ التحصیل درسِ نظامی (عالم کورس) مکمل کرنے والے علمائے کِرام کی دستار بندی کی گئی اور صلوٰۃ وسلام پر اجتماع کا اختتام ہوا۔

کوریا میں مختلف ممالک کے عاشقانِ رسول کے درمیان سیشن

یکم جنوری 2026ء کو فارایسٹ کے ملک ساؤتھ کوریا(South Korea) کے سٹی انچن(Incheon) میں قائم مدنی مرکز فیضانِ مدینہ میں ایک سیشن کا انعقاد کیا گیا جس میں پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا، تاجکستان، اُزبکستان، مصر اور عرب ممالک سے تعلق رکھنے والے بزنس کمیونٹی کے اسلامی بھائی اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ عاشقانِ رسول کی شرکت ہوئی۔ اس موقع پر ذمّہ داران و مبلغین دعوتِ اسلامی بھی موجود تھے۔ سیشن کے دوران رکنِ شوریٰ مولانا حاجی عبدالحبیب عطاری نے بنگلہ باشی عاشقانِ رسول کی دلجوئی کے لیے بنگلہ زبان میں کلام پیش کیا۔ نعت خوانی کے بعد رکنِ شوریٰ نے سنّتوں بھرا بیان فرمایا جس میں شرکائے سیشن کو حسنِ اخلاق اپنانے، بُرے ماحول سے بچنے، عفو و درگزر سے کام لینے اور دینِ اسلام کی خدمت کے جذبے کے ساتھ نیکی کی دعوت عام کرنے کی ترغیب دلائی۔ بیان میں عملی زندگی میں اسلامی تعلیمات کو اپنانے کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی گئی۔ آخر میں صلوٰۃ وسلام کے ساتھ سیشن کا اختتام ہوا۔

For more updates
news.dawateislami.net

ڈھاکہ (بنگلہ دیش) میں دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام عظیم الشان تین دن کا سنّتوں بھرا اجتماع

دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ کے علاقے آشیان سٹی میں واقع وسیع و عریض گراؤنڈ میں 24 تا 26 دسمبر 2025ء عظیمُ الشان تین دن کا سنّتوں بھرا اجتماع منعقد ہوا جس میں بنگلہ دیش کے مختلف شہروں اور علاقوں سے تعلّق رکھنے والے علمائے کرام، سیاسی و سماجی شخصیات، بزنس کمیونٹی اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ ہزاروں عاشقانِ رسول شریک ہوئے۔ تین دن کے اجتماع کے **پہلے دن** فرض نمازیں باجماعت اَدا کی گئیں، نمازوں کی ادائیگی کے بعد تلاوت و نعت کے ساتھ ساتھ بیانات کا سلسلہ ہوا جن میں مبلغینِ دعوتِ اسلامی نے سیرتِ مصطفٰی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے موضوع پر سنّتوں بھرے بیانات کئے جن میں سیرتِ نبوی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اہمیّت، مسلمانوں کی زندگی پر اس کے اَثرات بیان کیے گئے۔ بیانات میں اولیائے کِرام کی شان و عظمت پر گفتگو ہوئی جس میں اللہ والوں کے واقعات و کرامات اور اقوال بیان کیے گئے خصوصاً خواجہ غریب نواز رحمۃُ اللہِ علیہ کی سیرت و کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کی اتباع کا ذہن دیا گیا۔ اس کے علاوہ شرکا کو گُناہوں کی ہلاکتیں، پیغامِ فنا، موت کی یاد، قبر و آخرت کی تیّاری کرنے کی ترغیب دلائی گئی۔ دورانِ اجتماع نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی کی آمد ہوئی جن کا شاندار استقبال کیا گیا۔ اجتماع کے **دوسرے دن** مبلغینِ دعوتِ اسلامی نے قراٰنِ پاک سے محبّت، علمِ دین کی اہمیّت، نَماز کی فضیلت، صحابۂ کرام علیہمُ الرضوان کی قربانیاں جیسے موضوعات پر سنّتوں بھرے بیانات کیے۔ بیانات میں قراٰنِ پاک کے نزول کے مقاصد، نماز کی پابندی، نماز ترک کرنے کے نقصانات بیان کیے گئے اور شرکا کو تلاوتِ قراٰن اور نمازوں کی پابندی کرنے کا ذہن دیا گیا۔ اس کے علاوہ شرکا کو علمِ دین سیکھنے کی اہمیّت و فضیلت، علماء کے فضائل اور اعمال کی بنیاد علم ہے کہ حوالے سے آگاہی دیتے ہوئے علم دین سیکھنے کی ترغیب دلائی۔ اجتماع کے دوران کفن دفن، نماز اور دیگر دینی امور سیکھنے سکھانے کے حلقے لگائے گئے۔ دوسرے دن نماز عصر کے بعد رئیس مرکزُ الاِقتصادُ الاسلامی **مفتی علی اصغر عطاری** مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے سنّتوں بھرا بیان کیا اور انعام یافتہ لوگوں یعنی اَنبیاء، شہداء اور صالحین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ”تقویٰ“ کے موضوع پر گفتگو کی۔ نمازِ عشا کے بعد رکن شوریٰ عبد المبین عطاری نے **”اللہ دیکھ رہا ہے“** کے موضوع پر سنّتوں بھرا بیان کیا۔ اجتماع کے دوسرے دن نماز عشا کے بعد ہونے والی خصوصی نشست میں **نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری** مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے سنّتوں بھرا بیان کرتے ہوئے بے حیائی اور بے پردگی سمیت معاشرے میں پائی جانے والی دیگر بُرائیوں کی تباہ کاریاں بتائیں اور عاشِقانِ رسول کو ان بُرائیوں سمیت دیگر گناہوں سے بچنے اور نیک اعمال کرنے کا ذہن دیا۔ بیان کے بعد اَوراد و وَظائف اور درود شریف پڑھے گئے، ذکرُ اللہ کا سلسلہ بھی ہوا جبکہ نگران شوریٰ نے اس موقع پر رقّت انگیز دعا کروائی۔ نشست کے اختتام پر صلوٰۃ و سلام پڑھا گیا۔ اجتماع کے **تیسرے اور آخری دن** نمازِ تہجد مناجات اور رِقّت انگیز دُعاؤں کا سلسلہ ہوا جبکہ مبلغ دعوتِ اسلامی نے **”والدین کی اہمیّت و عظمت“** کے موضوع پر سنّتوں بھرا بیان کیا۔ اجتماع کی اگلی نشست میں مبلغ دعوتِ اسلامی نے **”بدگمانی سے بچئے“** کے موضوع پر سنّتوں بھرا بیان کیا اور بدگمانی کے وبال اور عذاب کے حوالے سے آگاہی دیتے ہوئے اس کی مثالیں بتائیں جبکہ **”حسنِ ظن“** کے فضائل بیان کئے۔ عظیم الشان تین دن کے سنّتوں بھرے اجتماع کی آخری اور خصوصی نشست کا آغاز تلاوتِ کلامِ پاک اور نعت شریف سے ہوا۔ خصوصی نشست میں **نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری** مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے **”جنّت کی نعمتوں“** کے موضوع پر سنّتوں بھرا بیان کیا جبکہ رکنِ شوریٰ عبد المبین عطاری نے بنگلہ زبان میں خلاصۂ بیان پیش کیا۔ دورانِ بیان نگرانِ شوریٰ نے دینی اور معاشرتی حوالے سے شرکا کی رہنمائی کی اور گناہوں سے بچنے کا ذہن دیا۔ ذکرِ الٰہی، تصورِ مدینہ اور رقّت انگیز دُعا کے بعد نمازِ جمعہ اور صلوٰۃ و سلام پر تین دن کا عظیم الشان سنّتوں بھرا اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

Go To Index

شوّالُ المکرّم کے چند اہم واقعات

تاریخ / ماہ / سن	نام / واقعہ	مزید معلومات کے لئے پڑھئے
پہلی شوالُ المکرم 43ھ	یومِ وصال صحابیِ رسول، فاتحِ مصر حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1439ھ
پہلی شوالُ المکرم 256ھ	یومِ وصال امیرُ المؤمنین فِی الحدیث، حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1438ھ اور "فیضانِ امام بخاری"
پہلی شوالُ المکرم 1047ھ	یومِ وصال حضرت علّامہ سیّد جمالُ الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1438ھ
5 شوالُ المکرم 617ھ	یومِ وصال مرشدِ خواجہ غریب نواز، حضرت خواجہ عثمان چشتی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1440ھ
6 شوالُ المکرم 603ھ	یومِ وِصال شہزادۂ غوثِ اعظم، حضرت عبدالرزاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1438ھ
10 شوالُ المکرم 1272ھ	یومِ ولادت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ صفرُ المظفر 1439 تا 1445ھ اور "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت"
11 شوالُ المکرم 569ھ	یومِ وِصال لیثُ الاسلام، سلطان نورُ الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1438 اور 1439ھ
15 شوالُ المکرم 3ھ	غزوۂ اُحد و شہدائے اُحد، اس غزوہ میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چچا حضرت حمزہ سمیت 70 صحابہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1438، 1439ھ اور "سیرتِ مصطفےٰ، صفحہ 250 تا 283"
23 شوالُ المکرم 739ھ	یومِ وِصال حضرت سیّد علی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1443ھ
شوالُ المکرم 8ھ	غزوۂ حُنَین و شہدائے حُنَین	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1439ھ اور "سیرتِ مصطفےٰ، ص 453 تا 457"
شوالُ المکرم 38ھ	وصالِ مبارک صحابیِ رسول، حضرت صُہیب بن سِنان رومی رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1439ھ
شوالُ المکرم 54ھ	وصالِ مبارک اُمُّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1438ھ

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤن لوڈ کرکے پڑھئے اور دوسروں کو شیئر بھی کیجئے۔

شوالُ المکرم کی مناسبت سے قابلِ مطالعہ کتب و رسائل

Monthly Magazine
Faizan-e-Madina
March 2026

ماہنامہ فیضانِ مدینہ
مارچ 2026ء

رضائے الٰہی کی نشانیاں

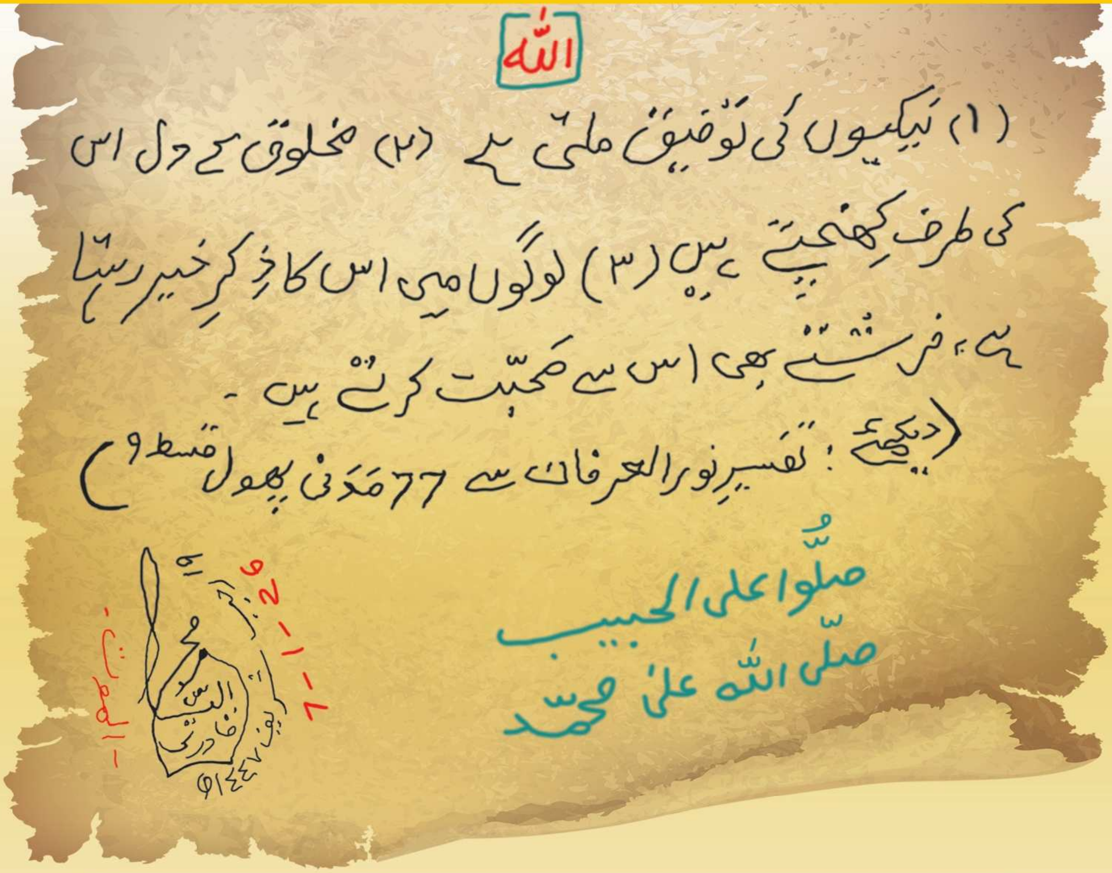
اللہ
(۱) نیکیوں کی توفیق ملتی ہے (۲) مخلوق کے دل اس کی طرف کھنچتے ہیں (۳) لوگوں میں اس کا ذکرِ خیر رہتا ہے، فرشتے بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔
(دیکھئے: تفسیرِ نورالعرفان سے 77 مدنی پھول قسط 9)
صلّوا علی الحبیب
صلّی اللہ علیٰ محمد

1 نیکیوں کی توفیق ملتی ہے

2 مخلوق کے دل اس کی طرف کھنچتے ہیں

3 لوگوں میں اس کا ذِکرِ خیر رہتا ہے، فرشتے بھی اس سے مَحبّت کرتے ہیں۔

(دیکھیے: تفسیرِ نور العرفان سے 77 مدنی پھول قسط 9)

دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ و نافلہ اور دیگر عطیات (Donation) کے ذریعے مالی تعاون کیجئے! آپ کا چندہ کسی بھی جائز دینی، اِصلاحی، فلاحی، روحانی، خیر خواہی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔
بینک کا نام: MCB اکاؤنٹ ٹائٹل: DAWAT-E-ISLAMI TRUST بینک برانچ: MCB AL-HILAL SOCIETY، برانچ کوڈ: 0037
اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196 اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0859491901004197

978-969-722-899-7
01130337
فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net